بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوبٍ اقفالها

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (اُنکے) دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔

سورہ محمد آیت: ۲۴ (القرآن الحکیم)

تفسیر عزیزی

پارہ (۱۰) واعلموا

محمد لقیط خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم نے آسان کیا، قرآن سمجھنے کے لئے
سو ہے کوئی جو سوچے سمجھے۔ (القرآن)

تفسیر عزیزی

پارہ (۱۰) وَاعۡلَمُوۡا

آسان ترجمہ، بمعہ ضروری توضیح اور تشریحات کے ساتھ

*

ذوقِ قرآن فہمی اُجاگر کرنے کی سمت ایک کوشش

از

محمد لقیط خان

اِدارۂ نشریاتِ ولی

18/927 حسن آباد، فیڈرل بی ایریا۔ کراچی
فون: 021-36360656

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

طبع اوّل ...... اپریل ۲۰۱۱ء جمادی الاول ۱۴۳۲ھ
تعداد ...... ایک ہزار
سرورق ...... رشید شاہد
باہتمام ...... سلمان نشیط، عدنان لطیف و برادران
تعاون ...... محمد طیب
کمپوزنگ... محمد جاوید اقبال ثاقب
مطبع ...... گلبدین پریس کراچی
ہدیہ ...... ۱۵۰/ایک سو پچاس روپے صرف
ویب سائٹ......www.Tafseer-e-azizi.com

تقسیم کنندگان

☆ احمد بک سینٹر اُردو بازار کراچی فون: ۷۷۷۳۴۸۷
☆ ویلکم بک پورٹ اُردو بازار کراچی فون: ۲۶۳۹۵۸۱_۲۶۳۳۱۵۱
☆ فضلی بک سپر مارکیٹ اُردو بازار کراچی فون: ۵_۲۶۲۹۷۲۰
☆ رحمن بک ہاؤس اُردو بازار کراچی فون: ۷۷۶۶۷۵۱
☆ دارالاشاعت اُردو بازار کراچی فون: ۲۶۳۱۸۶۱_۲۲۱۳۷۶۸
☆ علمی کتاب گھر اُردو بازار کراچی فون:
☆ فرید پبلشرز اُردو بازار کراچی فون: ۷۷۷۰۰۵۷
☆ البلال بک سینٹر اُردو بازار کراچی فون: ۲۶۳۲۶۶۴
☆ البدر بک کارنر اُردو بازار کراچی فون معرفت: ۲۶۳۴۱۴۰
☆ ہلال نیوز ایجنسی، ریگل صدر کراچی
☆ مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار لاہور فون: ۷۲۲۱۳۹۵_۷۲۲۴۲۲۸
☆ جہانگیر بک ڈپو اُردو بازار کراچی فون: ۷۷۶۵۰۸۶

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین آیاتِ مُبارکہ پارہ (۱۰) وَاعْلَمُوْا

آیت نمبر	خلاصہ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
	سُوْرَۃُ الْاَنْفَال (۸) آیت ۴۱ تا ۷۵	
۴۱	جان رکھو جو مال غنیمت حاصل کرو! اس کا پانچواں حصّہ اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول ﷺ کا اور باقی رشتہ داروں کا اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا اگر تم ایمان رکھتے ہو، ہم نے واضح کر دیا کہ اسلام حق ہے کُفر و شرک باطل ہے جب کہ دونوں لشکروں میں مڈبھیڑ ہوئی اللہ ہر شئے پر قادر ہے۔	۱۳
۴۲	جبکہ تم وادی کے قریبی کنارے پر تھے اور دشمن دور والے کنارے پر تھے، قافلہ تم سے نیچے اُتر گیا تھا، تم دونوں باہم جنگ کا وعدہ کرتے تو دونوں میعاد مقررّہ سے پہلوتہی کرتے، اللہ نے وہ کام کر دیا جو اُسے منظور تھا یعنی حق کو باطل پر غالب کر دیا، تا کہ کافروں پر حُجت تمام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔	۱۳
۴۳	رسول اللہ ﷺ کے اُس خواب کی طرف اشارہ ہے جو غزوۂ بدر میں کافروں کی فوج کی تعداد کم دکھائی اگر زیادہ تعداد دکھائی جاتی تو مسلمانوں کا حوصلہ پست ہو جاتا، معاملہ میں اختلاف رائے پیدا ہوتا، اللہ نے بچالیا، اللہ تعالیٰ دِلوں کے راز تک جانتا ہے۔	۱۳
۴۴	جب تم دشمن سے ملے تو تمہیں دشمن کی تعداد کم دکھائی دی اور دشمن کی نگاہوں میں تمہیں کم کر کے دکھایا تا کہ وہ کام سرانجام پائے جس کا ہونا مقدر تھا تو معاملات تو باری تعالیٰ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔	۱۳
۴۵	اہلِ ایمان کو مقابلے میں ثابت قدم رہنا چاہیے، بکثرت اللہ کا ذکر کرو تا کہ کامرانی حاصل رہے۔	۱۷
۴۶	اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کو اپنا شعار بناؤ آپس میں اختلاف نہ رکھو! ورنہ کم ہمت ر بزدل ہو جاؤ گے، صبر کا دامن تھام لو! اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔	۱۷
۴۷	اُن لوگوں کی مانند نہ ہو جانا، جو اپنے گھروں سے اِتراتے ہوئے اور لوگوں کو شان دکھلاتے ہوئے نکلتے ہیں جو کچھ وہ رکر رہے ہیں باری تعالیٰ سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔	۱۷
۴۸	شیطان مُشرکوں کے بد اعمال کو زینت دار اور پُر خوشنما دکھا رہا تھا اور اس نے کہا کہ میں تمہارا مددگار ہوں تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا! جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو وہ اُلٹے پاؤں بھاگ گیا یہ کہہ کر کہ میرا اور تمہارا کوئی واسطہ رتعلق نہیں! میں جو کچھ دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے، اللہ سے ڈر لگتا ہے، اللہ سخت پاداش دینے والا ہے۔	۱۷
۴۹	مُنافقین اور یہودیوں کے دِلوں میں بیماری ہے وہ کہا کرتے تھے مسلمانون کو اُن کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اگر کوئی اللہ پر توکّل رکھے تو باری تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔	۲۰
۵۰	کاش آپ دیکھ پاتے، جب فرشتے کافروں کی رُوح قبض کرتے ہیں، اُن کے چہرے اور پشتوں پر ضرب لگاتے اور کہے جاتے ہیں کہ جلانے والے رجہنم کے عذاب کا مزہ چکھو۔	۲۰

Marfat.com

آیت نمبر	خلاصۂ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
۵۱	یہ تمہاری بداعمالی کا صلہ رانجام ہے اللہ تعالیٰ بندے پر ذرّہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا!۔	۲۰
۵۲	ان کافروں کا معاملہ بھی اہلِ فرعون جیسا ہے، اُنہوں نے اللہ کی آیات کی تکذیب کی، اللہ نے اُنہیں گناہوں کی پاداش میں پکڑ لیا، اللہ سخت عذاب رسزا دینے والا ہے۔	۲۰
۵۳	اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی قوم کو نعمت سے سرفراز فرمائے تو وہ اُس نعمت کو اس وقت تک بدل نہیں کرتا جب تک وہ قوم، خود ہی اپنے طرزِ عمل کو بدل نہیں دیتی، اللہ سُننے والا جاننے والا ہے۔	۲۰
۵۴	آلِ فرعون اور اس کے پہلے گزرنے والے لوگوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا، سرکشی کے سبب ان ظالموں کو گناہ کی پاداش میں ہلاک کیا گیا، قومِ فرعون کو غرقِ آب کیا گیا، یہ تمام لوگ ظالم تھے۔	۲۴
۵۵	بدترین جانور رچوپائے وہ لوگ ہیں، جنہوں نے حق کا انکار کیا اور ایمان لانے پر آمادہ نہیں ہوئے۔	۲۴
۵۶	جن لوگوں ریعنی یہودیوں نے آپ ﷺ سے صلح کا وعدہ کیا تھا، وہ ہر میثاقِ عہد توڑتے رہے اور بدعہدی کے وبال سے خوف نہیں کھائے۔	۲۴
۵۷	ایسے عہد شکن لوگوں کو میدانِ کارزار میں آپ ﷺ کے ذریعہ اُنہیں ایسی سخت سزا دی جائے کہ دیگر کافر رمشرکینِ مکہ کے بھی ہوش ٹھکانے ہوں رعبرت ناک سزا ہو!۔	۲۴
۵۸	اگر آپ ﷺ کو کسی قوم سے بدعہدی کا اندیشہ لاحق ہو تو ان کا عہد فسق کر کے اُن کے آگے پھینک دو، باری تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔	۲۴
۵۹	کافر کو ہرگز گمان نہ گزرے کہ وہ بازی لے جائیں گے وہ اللہ کی گرفت سے کیونکر بچ سکتے ہیں؟۔	۲۷
۶۰	جس حد تک ممکن ہو سکے، کُفّار سے مقابلہ کے لئے قوّت کے ساتھ تیار رہو!، تاکہ تم اللہ اور اعدائے اسلام اور دوسرے دشمنوں کو خوفزدہ کر سکو! تم نہیں جانتے اللہ اُنہیں جانتا ہے، اللہ کی راہ میں صَرف کرنے سے کمی نہیں ہوگی!۔	۲۷
۶۱	اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ ﷺ بھی اللہ پر توکّل کرتے ہوئے صلح کرنے پر آمادگی ظاہر کریں اللہ تعالیٰ سب کچھ سُننے والا، جاننے والا ہے۔	۲۷
۶۲	اگر وہ دھوکہ رفریب رآپ ﷺ کو دینے کا ارادہ رکھتے ہوں تو آپ ﷺ کے لیے اللہ ہی کافی ہے جس نے اپنی نصرت اور مؤمنوں کے ذریعہ آپ کی تائید اور حمایت کی۔	۲۷
۶۳	اُسی نے اُن کے قلب کو باہم جوڑا، اگر زمین میں جو کچھ ہے اگر آپ ﷺ اُسے صرف کر ڈالتے تو بھی اُن کے دِل میں باہم اُلفت پیدا نہ کر سکتے تھے، اللہ تعالیٰ نے سب کو جوڑ دیا، اللہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔	۲۷
۶۴	رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے باری تعالیٰ کا، آپ ﷺ کے لیے اور اہلِ ایمان کے لیے جو ربّ کے حکم پر عمل کرتے ہیں انہیں اللہ ہی کافی ہے۔	۲۷
۶۵	اے نبی ﷺ! ایمان والوں کو جہاد پر اُبھارے، ان میں سے (۲۰) بیس افراد بھی صبر و استقامت کا پیکر بن گئے تو دوسو پر غلبہ پائیں گے اگر ایک سو ہوں گے تو ایک ہزار پر غالب رہیں گے، کیونکہ کافر سمجھ بُوجھ نہیں رکھتے!۔	۳۲
۶۶	اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے بوجھ میں تخفیف کر دی، وہ جانتا ہے تم میں ناتوانی ہے اگر تم میں سے سو (۱۰۰) صابر ہوں گے تو (۲۰۰) دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں تو بحکم ربّی دو ہزار پر غالب آئیں گے، اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔	۳۲

Marfat.com

آیت نمبر	خلاصۂ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
۶۷	نبی ﷺ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ جنگی قیدی اس کے پاس آئیں جب تک کہ ملک میں کُفّار کو اچھی طرح قتل نہ کر دیا گیا ہو، مسلمانو! تم دنیا کے مال کے طلبگار ہو اور اللہ تمہارے لئے آخرت چاہتا ہے ، اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔	۳۲
۶۸	اگر پہلے سے اللہ کا حکم نہ لکھا جاتا تو جو کچھ مالِ غنیمت رفدیہ تم نے لیا ہے اس پر ایک عظیم سزا آجاتی۔	۳۲
۶۹	پس جو کچھ پاکیزہ غنیمت تم نے پالیا ہے اسے تم کھا سکتے ہو! اللہ سے ڈرتے رہو! اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔	۳۲
۷۰	غزوۂ بدر کے کچھ قیدیوں کا خیال تھا کہ ہمیں مجبور کرکے لایا گیا ہے، ہمارا ارادہ جنگ کا نہ تھا اے نبی ﷺ! ان سے کہہ دیجئے اگر اللہ تمہارے دلوں میں نیک نیّتی دیکھے گا تو جو کچھ مال چھن چکا ہے اس سے اچھا عطا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے گا وہ مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔	۳۶
۷۱	یہ اگر آپ ﷺ سے بے عہدی کا ارتکاب کریں تو اس سے قبل بھی اللہ سے خیانت کر چکے ہیں جس کی سزا یہ ملی کہ وہ آپ کے قبضہ میں آگئے۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔	۳۶
۷۲	ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے، جہاد کرنے والے اور جنہون نے مہاجرین کو پناہ دی وہ باہم دوست ہیں وہ لوگ جو ایمان تو لائے لیکن ہجرت نہیں کی تمہارا ان سے ولایت کا کوئی تعلق نہیں جب تک وہ ہجرت نہ کرلیں، البتہ دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرنا لازم ہے مگر یہ تعاون کسی ایسی قوم کے ساتھ ہو جن کے ساتھ تمہارا میثاق رعہد ہوا ہو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔	۳۶
۷۳	اور جو کافر ہیں وہ تو ایک دوسرے کے دوست ر وارث ہیں اگر تم بھی باہم ایسا نہ کروگے ایفائے عہد پرکاربند نہ ہوں گے تو ملک میں فتنہ ہوگا اور فساد ہوگا۔	۳۶
۷۴	اہلِ حق! اہلِ ایمان اور ہجرت کرنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے، اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی، یہی لوگ سچے مؤمن ہیں ان کے لیے عزّت کا رزق اور بخشش ہے۔	۳۶
۷۵	اور جو لوگ ہجرت نبوی کے بعد ایمان لے آئے اور پھر ہجرت کرکے آگئے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد میں شرکت کی، وہ بھی تم میں شامل ہیں ورنہ تقسیم میراث میں تو رشتہ دار ہی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔	۳۷
	سُوْرَةُ التَّوْبَة (۹) آیت ۱ تا ۹۳	۴۲
	سورۃ توبہ مدنی ہے اور اس میں ایک سو انتیس آیات اور سولہ (۱۶) رکوع ہیں	
	سورۃ توبہ پر بسم اللہ نہیں لکھی گئی یہ ایمائے باری تعالیٰ سے ہوا ہے۔	
۱	جن مُشرکوں سے معاہدے رکھے گئے تھے اب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ برأت ہے۔	۴۲
۲	مُشرکو تم زمین مین چار ماہ تک چل پھر لو! اور جان لو! تم اللہ کے قابو سے باہر نہیں جاسکتے! اللہ کی طرف سے کافروں کی رُسوائی ہے۔	۴۲
۳	یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے حجِ اکبر کے دن، لوگوں میں اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مُشرکوں سے بری الذِمہ ہے، توبہ کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے، اگر اعراض کروگے تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے، ان کافروں کو ایک دردناک	

Marfat.com

آیت نمبر	خلاصہ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
	عذاب کی نوید سنادیجیے۔	۴۲
۴	جن مُشرکوں سے میثاقِ عہد ہوا اُنہوں نے وہ عہد نہیں توڑا اور نہ ہی تمہارے خلاف کسی کی مدد کی، تو تم بھی اُن کے معاہدے کی میعاد اُن کے ساتھ پوری کرو، اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو پسند کرتا ہے۔	۴۲
۵	حُرمت کے چار ماہ گذر جانے کے بعد توان مُشرکون کو جہاں پاؤ قتل کرو، ان کا محاصرہ کرو، اُنہیں پکڑو! اوران کی تاک میں ہر گھاٹی پر بیٹھو! اگر توبہ کریں، پابند صوم وصلوٰۃ ہوجائیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی جان چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ درگذر کرنے والا اور مہربان ہے۔	۴۲
۶	اگر کوئی مُشرک امان کا طلب گار ہے تو اس کو امان دے دو! تاکہ اطمینان کے ساتھ وہ اللہ کا کلام سُن سکے، پھر اسے امن کی جگہ پہنچادو دراصل اُن کو اللہ کی باتوں کا علم نہیں!۔	۴۳
۷	مُشرکوں کا عہد، اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کیونکر مُعتبر ہوسکتا ہے، ماسوائے اُن کے جنہوں نے عہد و پیمان مسجد حرام کے پاس کیا ہے! یہ رعایت اس لئے دی جارہی ہے کہ مُشرک کے لیے اتمام حُجّت کا کوئی عُذر باقی نہ رہے وہ وعدہ نبھائیں تو تم بھی اُن کے ساتھ سیدھے رہو، اللہ اہلِ تقویٰ سے محبت رکھتا ہے۔	۴۸
۸	مُشرکین کا کیا اعتبار! اگر یہ تم پر غلبہ پائیں تو تمہارے معاملے میں نہ کسی قرابت داری کا لحاظ کریں گے اور نہ اپنے میثاقِ عہد کا، وہ صرف باتوں ہی سے مطمئن کرنا چاہتے ہیں اُن کے دل تمہاری بات تسلیم کرتے تمہاری، ان میں اکثر بدعہد ہیں۔	۴۸
۹	اُنہوں نے آیاتِ ربّانی کو تھوڑے سے دام پر فروخت کردیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک دیا یہ	

آیت نمبر	خلاصہ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
	جو کچھ کررہے ہیں یہ بہت ہی بُرا عمل ہے۔	۴۸
۱۰	کسی اہلِ ایمان کے معاملے میں نہ اُنہیں کسی قرابت دار کا لحاظ ہے اور نہ کسی عہد کا، وہ شرّ میں آگے بڑھ گئے ہیں۔ --	۴۸
۱۱	یہ ظالم ہیں اگر توبہ کرلیں، نماز کا اہتمام کریں اور ادائیگی زکوٰۃ کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں، ہم تو جاننے والوں کے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کررہے ہیں۔	۴۸
۱۲	اگر وہ عہد کرکے اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں نیش زنی کریں تو کُفر کے علمبرداروں سے لڑائی کرو، کیونکہ اُن کے قول وقرار اور قسم کا کوئی اعتبار نہیں! ان سے جنگ ضروری ہے، ممکن ہے اس طرح وہ باز آجائیں!	۵۲
۱۳	جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑا، رسول اللہ ﷺ کو مکّہ سے نکالنے کی جسارت کی، آغازِ جنگ بھی اُنہوں نے کیا، کیا تم ان سے ڈرتے ہو! اصل ڈرنے کا حق دار تو اللہ ہے اگر تم مؤمن ہو تو صرف اللہ سے ڈرو!	۵۲
۱۴	تم دوسرے لوگوں سے خوف کھانے کے بجائے صرف اللہ سے ڈرا کرو، اللہ تمہارے ہاتھوں اُنہیں عذاب دے گا، اُنہیں رُسوا وذلیل کرے گا، تم ان پر غلبہ پاؤ گے اور اہلِ ایمان کو طمانیت قلب دے گا۔	۵۲
۱۵	اُن کے دلوں کا غم وغُصّہ دُور کرے گا، جس کو چاہے گا، اس کو توبہ کی توفیق بھی عطا کرے گا، حق سبحانہٗ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔	۵۲
۱۶	کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے! حالانکہ ابھی تک اس نے تمہیں پوری آزمائش میں بتلا کیا ہی نہیں! اللہ نے ابھی تک یہ معلوم ہی نہیں کہ کیا کون مجاہد ہے، اللہ اور اس کے رسول کے اور	

آیت نمبر	خلاصۂ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
	اہلِ ایمان کے سوا کسی کو اپنا ولی ررفیق نہیں بنایا، اللہ اس سے واقف ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔	۵۲
۱۷	مشرکوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی مساجد آباد کریں وہ تو اپنے کفر کے خود شاہد ہیں، ان کے سارے اعمال ضائع ہوگئے! وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔	۵۶
۱۸	اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا تو اس کا کام رذمہ داری ہے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر یقین رکھے، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے، نماز ادا کرے زکوٰۃ دے، توقع کی جاتی ہے کہ ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔	۵۶
۱۹	کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے، مسجد حرام آباد کرنے کو ان لوگوں کے عمل کے برابر سمجھ لیا ہے جو اللہ پر، آخرت پر ایمان لے آئے اور راہِ خدا میں جہاد کرے۔ یہ باہم مساوی نہیں! اللہ ظالموں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا!	۵۶
۲۰	ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے، اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالے اللہ کے نزدیک ان کا بڑا رتبہ ہے اور ایسے ہی لوگ کامیاب اور کامرانی پانے والے ہیں۔	۵۶
۲۱	اُن کا ربّ ان کو اپنی رحمت کی نوید دیتا ہے اُن کے لیے ایسے باغات ہیں جس میں اَبدی نعمتیں ہیں۔	۵۶
۲۲	اہلِ ایمان کو چاہئے کہ اپنے بھائی، باپ کو اپنا رفیق نہ بنائیں، اگر کفر ان کو عزیز ہے تو! جو لوگ ایمان کو کفر پر ترجیح دیتے ہیں وہی ظالم ہیں۔	۵۹
۲۳	وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے اللہ کے یہاں ان کے لئے بڑا اجر ہے۔	۵۹
۲۴	اے حبیب ﷺ! آپ مسلمانوں کو بتا دیجئے کہ تمہارے باپ، بیٹے، قریبی اعزاء اور خاندان کے لوگ اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے رکساد بازاری کا تمہیں اندیشہ ہے	

آیت نمبر	خلاصۂ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
	اور وہ مکانات جو تم نے تعمیر کئے ہیں یہ سب چیزیں تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آجائے۔ اللہ نافرمانوں کو راہِ ہدایت نہیں دکھاتا۔	۵۹
۲۵	بہت سے موقعوں پر اللہ نے تمہیں فتح دی غزوۂ حنین والے دن بھی تمہاری مدد کی، جب کہ تم اپنی کثرت پر نازاں تھے، وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت رکشادگی کے باوجود تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے۔	۶۳
۲۶	پھر اللہ نے اپنے رسول اور اہلِ ایمان پر تسکین نظر رسکینت نازل کی، نہ نظر آنے والے لشکر اُتار کر مدد کی اور کافروں کو شکست دی، یہی کافروں کا بدلہ ہے۔	۶۳
۲۷	اللہ جسے چاہتا ہے توبہ کی توفیق دیتا ہے اللہ ہی بخشش اور مہربانی کرنے والا ہے۔	۶۳
۲۸	اس سال کے بعد مشرکوں کا مسجد حرام میں داخلہ ممنوع قرار پایا؛ اگر تمہیں مفلسی کا خوف لاحق ہے تو اللہ تمہیں جلد ہی اپنے فضل سے غنی کردے گا، اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔	۶۳
۲۹	جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان چیزوں کو حرام نہیں جانتے جن کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا تو ایسے اہلِ کتاب سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے فدیہ ادا کریں اور ماتحت بن کر زندگی گذارنے پر راضی ہوں۔	۶۳
۳۰	یہود کا کہنا ہے ''عزیر اللہ کا بیٹا ہے'' نصاریٰ کا کہنا ہے ''مسیح اللہ کا بیٹا ہے'' یہ تو ان کی باتیں ہیں آگے منکرین کی بھی یہ بات نقل کرنے لگے، اللہ اُنہیں	

Marfat.com

آیت نمبر	خلاصہ مضامین / متن	صفحہ نمبر
	غارت کرے، ان کی عقل تو اُلٹی ہوتی جارہی ہے۔	٦٩
٣١	ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر، معاذ اللہ! علماء اور مشائخ کو بھی اللہ کا درجہ دے دیا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی، جب کہ اُنہیں صرف ایک ہی معبود کی عبادت کا حکم ملا تھا رَبّ/اللہ ان چیزوں سے پاک ہے، جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔	٦٩
٣٢	وہ تو یہ خواہش رکھتے ہیں کہ اللہ کے نُور کو اپنی پھونکوں سے گُل کردیں اور اللہ کا اٹل فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نُور کو پورا کر کے رہے گا خواہ یہ بات کافروں پر کتنی ہی گراں گذرے۔	٦٩
٣٣	اللہ نے رسول کو دینِ حق اور ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس دین کو سب ادیان پر برتری حاصل رہے، خواہ یہ بات مُشرکوں کو کتنی ہی ناگوار لگے۔	٦٩
٣٤	اہلِ ایمان! یہ جان لو کہ یہود کے سردار، عالم اور درویش لوگوں کا مال باطل طریقے سے ہڑپ کرجاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں، سونا چاندی اکٹھا کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے! اے حبیب ﷺ! آپ اُنہیں ایک دردناک عذاب کی نوید سُنادیجئے۔	٧٣
٣٥	جس دن سونے اور چاندی کو آتشِ دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں، اُن کے پہلو ماتھے اور اُن کے پشت کو داغا جائے گا اور پھر ندا دی جائے گی یہ ہے وہ خزانہ/ذخیرہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا، اب اپنی اکٹھا کی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔	٧٣
٣٦	جس دن سے آسمان وزمین کی تخلیق ہوئی، زمانہ کی گردش کے لئے بارہ ماہ کی گنتی مختص ہے، اِن میں سے چار مہینے حُرمت والے ہیں یہی درست دین ہے، ان مہینوں میں قتل ناحق سے اپنے پر ظُلم نہ کرو	

آیت نمبر	خلاصہ مضامین / متن	صفحہ نمبر
	مُشرکوں سے جنگ کرو جس طرح وہ تم سے لڑتے ہیں اللہ تقویٰ والے لوگوں کے ساتھ ہے۔	٧٣
٣٧	رسمِ جاہلیت کیسی! یعنی مہینوں کو پیچھے ہٹا دینا، کُفر میں مزید ایک اضافہ ہے جس سے کافر گمراہی کا شکار ہوتے ہیں یہ ایک برس میں کسی مہینے کو حلال کرلیتے ہیں اور دوسرے سال وہی ماہ حرام کرلیتے ہیں اپنی خواہش کے لیے کسی مہینے کو حلال، کسی ماہ کو حرام کرنا غلط طریقۂ عمل ہے، جس کو باری تعالیٰ نے امن کے مہینے قرار دیا وہی درحقیقت حلال ہیں۔ اللہ کُفّار کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔	٧٣
٣٨	اے اہلِ ایمان! آخر تمہیں کیا ہوگیا ہے! جب تمہیں راہِ جہاد میں نکلنے کو کہا جاتا ہے تو تم تغافل کیوں کرتے ہو! کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیائے رنگ وبُو کی زندگی کو پسند کرلیا ہے، آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگانی کا فائدہ بالکل ہیچ ہے۔	٧٧
٣٩	اگر جہاد کے لیے نہ اُٹھو گے تو اللہ تمہیں دردناک سزا دے گا! اور تمہاری جگہ دوسرے لوگ لے آئے گا، اللہ ہر شے پر قادر ہے۔	٧٧
٤٠	اگر تم اللہ کے رسول ﷺ کی مدد نہ کرو گے تو کوئی پرواہ نہیں! اللہ نے ان کی مدد اِس وقت بھی کی جب کُفّار نے اُنہیں مکّہ سے نکال دیا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے، تیسرا ان کے ساتھ اللہ تھا، اور وہ دونوں میں سے دوسرا (غارِ ثَور) میں اپنے ہمدم سے کہہ رہا تھا ''غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے'' اللہ نے اپنی طرف سے سکونِ قلب عطا کیا اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد کی جو دکھائی نہیں دیتے تھے، کافروں کی بات کو سرنگوں کردیا اور اللہ کا کلمہ ہی بلند رہا، اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔	٧٧
٤١	اللہ کا حکم آنے پر اپنے مال وجان سے جہاد پر نکل	

Marfat.com

آیت نمبر	خلاصۂ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
	پڑو، اگرچہ سازوسامان ہلکے ہو یا بوجھل، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانو رسمجھو!۔	۸۲
۴۲	سفر آسان ہوتا تو یہ منافقین آپ کے ساتھ ہو لیتے، مگر مسافت کی دُوری سے اُن کی منزل کٹھن ہوگئی، یہ لوگ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں ڈال رہے ہیں، یہ لوگ جھوٹے ہیں، اللہ جانتا ہے۔	۸۲
۴۳	اے نبی ﷺ! اللہ آپ کو معاف کرے، آپ نے اِن کو اجازت کیوں دی، تاوقت کہ آپ پر یہ ظاہر ہو جاتا کہ ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔	۸۴
۴۴	جن کو اللہ اور آخرت پر سچا ایمان ویقین ہوتا ہے وہ کبھی آپ سے جان ومال سے جہاد نہ کرنے، طلبِ رُخصت کے لیے آپ کے پاس نہیں آئیں گے، اللہ پرہیزگاروں سے خوب واقف ہے۔	۸۴
۴۵	اجازت تو وہی طلب کرنا چاہتے ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے! وہ شک میں مُبتلا ہیں اور اسی شک میں ان کے دل متردّد ہیں۔	۸۴
۴۶	اگر وہ جہاد کے لیے نکلنے پر آمادہ ہوتے تو اس کے لئے کچھ سامان تیار ہی کر لیتے، لیکن باری تعالیٰ کو ان کی روانگی پسند ہی نہ تھی، اس لئے اُنہیں روک دیا گیا، کہہ دیا گیا، بیٹھنے والوں کے ساتھ ہی بیٹھے رہو	۸۴
۴۷	اگر وہ چلے بھی جاتے تو لشکر اسلامی کے لیے خرابی کا سبب بنتے، فتنہ پردازی پھیلاتے، اللہ ایسے ظالموں سے خوب باخبر ہے۔	۸۴
۴۸	یہ لوگ اس سے قبل بھی فتنہ انگیزی میں مُبتلا رہے اور اُمور کو درہم برہم کرنے کے لئے تدابیر اختیار کیں، لیکن حق غالب رہا، سچائی نمایاں ہوئی گو یا وہ ناخوش ہی رہے۔	۸۷
۴۹	ان لوگوں میں سے کچھ کا کہنا ہے: ہمیں رُخصت دے دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالیے، فتنہ میں تو یہ پہلے	

آیت نمبر	خلاصۂ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
	ہی گرے ہوئے ہیں، بلا شبہ جہنّم کُفّار کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔	۸۷
۵۰	اگر آپ ﷺ کو فتح ملے رتو آپ کی کامیابی اُن کے لئے دُکھ کا سبب ہے اگر آپ پر کوئی اُفتاد پڑے تو وہ خوش خوش واپس چلے جاتے ہیں۔ بڑے ہی اِتراتے ہوئے۔	۸۷
۵۱	اے حبیب ﷺ! اُنہیں کہہ دیجئے! ہمارا اللہ پر کامل توکّل ہے ہم تک وہی چیز پہنچائی گئی، جو اللہ نے ہمارے لئے مقرر کر رکھی ہے، کیونکہ اسی میں ہمارے لیے بہتری ہی ہوگی۔	۸۷
۵۲	اے محبوب ﷺ! کہہ دیجئے! تم ہمارے لیے جس بات کے مُنتظر ہو وہ دو بھلائیوں میں سے ایک ہے، نصرت یا شہادت۔ ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں شامل ہیں، اللہ تم پر عذاب نازل کردے یا ہمارے ہاتھوں سے تمہیں سزا دلوائے۔	۸۷
۵۳	اے نبی مکرم ﷺ! فرما دیجئے! تم خواہ خوشی سے خرچ کرو یا بادلِ نخواستہ! تمہارا کوئی انفاق قابلِ قبول نہیں! کیونکہ تم ایک نافرمان رفاسق گروہ ہو!۔	۸۷
۵۴	انفاق نہ قبول ہونے کا ایک ہی سبب ہے وہ یہ کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مُنکر ہو اور تغافل اور سُستی سے نماز ادا کرنے آتے ہو اور خرچ بھی بڑی ناگواری سے کرتے ہو!	۸۷
۵۵	اُن کی دولت وثروت اور ان لوگوں کی کثرت اولاد کو آپ کچھ وُقعت نہ دیں، ان چیزوں کے ذریعہ اُنہیں دنیا کی زندگانی میں سزا ملے گی، اللہ کی طرف سے بُخل ونفاق اُن کے لیے وبالِ جان ہے، حالتِ کُفر میں ہی اُنہیں موت کی آغوش میں آنا ہے۔	۹۱
۵۶	یہ قسم کھا کر یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں	

Marfat.com

آیت نمبر	خلاصہ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
	میں ہی سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں وہ تو ڈرپوک ہیں۔	۹۱
۵۷	اُن کے دِلوں پر خوف اس قدر طاری ہے کہ اگر اُن کو کوئی پناہ کی جگہ غار یا کہیں اور سر چھپانے کی مل جائے تو یہ تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے جا چھپیں گے!۔	۹۱
۵۸	ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو صدقات کی تقسیم میں تم پر الزام تراشی کرتے ہیں، اگر کچھ مل جائے تو راضی رہتے ہیں اور کچھ نہ ملے تو اظہارِ برہمی کرتے ہیں۔	۹۱
۵۹	اگر وہ اس بات کا اظہار کر دیتے کہ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے پر خوش اور راضی ہیں اور اللہ ہی ہمیں کافی ہے تو وہ اپنے فضل وکرم سے نوازے گا تو یہ اُن کے لئے بہتر ہوتا۔	۹۵
۶۰	صدقات تو صرف محتاجوں، فقیروں، مسکینوں اور ان کارندوں کے لیے ہیں جو اُن کی وصولی پر مقرر اور مامور ہیں، یا جن کے دلوں میں نظامِ حق کی محبت پیدا کرتے ہوئے قرض داروں کے قرض اُتارنے کے لئے، جہاد کے تمام کاموں کے لئے اور مسافروں کے لئے مختص ہیں یہ ایک فریضہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہے اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔	۹۵
۶۱	کچھ وہ ہیں جو نبی اکرم ﷺ کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں معاذ اللہ ''وہ کانوں کا کچا ہے'' آپ کہہ دیجئے! آپ سراپا گوش اُن کی فلاح کے لیے سُننے والے ہیں، آپ اللہ پر اور مؤمنوں کی بات پر یقین رکھنے والے ہیں اور جو اہلِ ایمان ہیں ان کے لئے سراپا رحمت ہیں جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو دُکھ پہنچاتے ہیں اُن کے لیے المناک عذاب ہے۔	۹۵
۶۲	یہ مسلمانوں کو جھوٹی قسمیں کھا کر تمہیں مطمئن کرنا	

آیت نمبر	خلاصہ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
	چاہتے ہیں اگر وہ واقعی ایمان والے ہوتے تو سمجھ لیتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ حق دار ہے، اُنہیں راضی کیا جائے۔	۹۵
۶۳	کیا اُنہیں علم ہی نہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مقابلہ کرتا ہے، اس کا مقدر آتشِ جہنم ہے اس میں ہمیشہ رہنا ہے، یہ تو بڑی رُسوائی کی بات ہے۔	۹۵
۶۴	ان منافقوں کو اس بات کا بھی اندیشہ لاحق ہے کہ کوئی ایسی سورت نازل نہ ہوجائے جس سے منافقوں کے دل کا حال بتا دے، آپ کہہ دیجیے تمسخر اُڑاتے رہو! جس بات کا تمہیں خوف رڈر ہے اللہ اسے یقینی ظاہر کر دے گا۔	۹۵
۶۵	اگر اُن سے دریافت کیا جائے ایسی باتیں سخن گستری کیوں کرتے ہو تو جواباً کہتے ہیں ہم تو صرف مذاق اور دِل لگی کر رہے تھے۔ اے حبیب ﷺ! کہہ دیجیے! کیا تمہارا تمسخر اور ہنسی اللہ کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔؟	۹۵
۶۶	اب بہانے مت بناؤ! حقیقت یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد تم کُفر کے مرتکب ہوئے! اگر ایک گُروہ کو درگزر بھی کر لیں تو دوسرے کو سزا ضرور دیں گے، اس سبب سے کہ وہ مُجرم ہیں۔	۹۶
۶۷	سب منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہی ہیں، بُرائی کا حکم دیتے ہیں، بھلائی سے رُوکتے ہیں، صدقے دینے سے اپنا ہاتھ بھینچ لیتے ہیں، وہ اللہ کو بھول گئے، تو اللہ نے بھی بھلا دیا، درحقیقت یہ منافق نافرمان ہیں۔	۱۰۱
۶۸	منافق مرد، منافق عورت اور کُفار کے لئے اللہ نے آتشِ جہنم کا وعدہ کر رکھا ہے، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ان پر اللہ کی پھٹکار ہے اور دائمی عذاب ہے۔	۱۰۱

Marfat.com

آیت نمبر	خلاصۂ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
۶۹	یہ بھی ان ہی لوگوں کے مانند ہیں جو اُن سے قبل تھے وہ تم سے کہیں زیادہ صاحبِ ثروت، طاقت ور اور اولاد والے تھے، اُنہوں نے اپنے مقدر کے مزے لوٹے، تم نے بھی اپنے حصے سے استفادہ کیا، تم نے بھی وہی تمسخرانہ بحث کی، وہ بھی اسی طرح کی بکواس کرتے رہے، ان کے اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہوجائیں گے یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔	۱۰۱
۷۰	کیا اُن تک ان لوگوں کے حالات نہیں پہنچے، جو اُن سے قبل گذر چکے، قومِ نوح، عاد، ثمود، قوم ابراہیم اور اصحابِ مدین ان کی بستیاں اُلٹ دی گئیں ان سب کے پاس ان کے رسول روشن دلیل اور کھلی نشانیاں لےکر آئے اللہ کے شایان نہ تھا وہ ان پر ظلم کرتا وہ کو اپنے تئیں ظلم کر رہے تھے۔	۱۰۱
۷۱	مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں، بھلے کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے روکتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کی تابع داری کرتے ہیں، نماز کی پابندی کرتے ہیں، ادائیگی زکوٰۃ کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا، بلاشبہ اللہ غلبے والا حکمت والا ہے۔	۱۰۱
۷۲	مؤمن مرد اور مؤمن عورت کے لئے اَبدی باغات کا اللہ کا وعدہ ہے، پاکیزہ قیام گاہ اُن کے لیے ہوگئیں جس میں نہریں جاری ہیں، اللہ کی خوشنودی تو ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے، یہی بڑی کامرانی ہے۔	۱۰۲
۷۳	اے محبوب ﷺ! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اُن کے ساتھ سختی برتو! اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت ہی بُری جگہ ہے۔	۱۰۷
۷۴	اُنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد کافرانہ بات کی حالانکہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں اُنہوں نے اس کام کا قصد کر رکھا تھا جسے وہ نہ کر سکے، اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فعل سے غنی کر دیا اب بھی اگر وہ باز آجائیں تو اُن کے لیے اچھا ہے اگر باز نہ آئے تو اللہ اُنہیں دنیا و آخرت میں دردناک عذاب کی نوید دیتا ہے۔	۱۰۷
۷۵	ان میں سے کچھ وہ بھی ہیں جنہوں نے میثاقِ عہد کیا تھا اگر باری تعالیٰ اپنے فضل سے مال و دولت سے نوازے گا تو وہ نیک کار ہوجائیں گے اور صدقہ وخیرات ضرور دیں گے۔	۱۰۷
۷۶	مگر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مال عطا کیا تو وہ بخل کرنے لگے اور کمالِ بے اعتنائی سے اپنے عہد سے پھر گئے۔	۱۰۷
۷۷	اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر نفاق ڈال دیا جس دن وہ اللہ سے ملیں گے، وہ جھوٹ بولتے رہے اور جو وعدہ کیا اس کی خلاف ورزی کی۔	۱۱۰
۷۸	کیا اُنہیں خبر نہیں! اللہ اُن کے راز اور سرگوشی سے خوب واقف ہے، اللہ غیب کی سب باتوں کو جانتا ہے۔	۱۱۰
۷۹	اُن کا طرزِ عمل تو یہ ہے کہ جو خوش دلی سے صدقہ کرنے والے اہلِ ایمان ہیں ان میں نکتہ چینی کرتے ہیں ان تنگ دست مسلمانوں پر جو مشقت سے مزدوری کر کے انفاق کرتے ہیں یہ منافق ان کا بھی مذاق اُڑاتے ہیں، اللہ ان کا مذاق انہی پر ڈال دے گا، اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔	۱۱۰
۸۰	آپ ﷺ ان کے لیے بخشش کی دعا کریں یا نہ کریں اگر ستر بار ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے تو بھی ان کی بخشش نہیں ہوگی اس کے لیے اُنہوں نے راہِ کفر اختیار کی۔ فاسق لوگ اللہ کی ہدایت نہیں پاتے۔	۱۱۰

Marfat.com

آیت نمبر	خلاصہ مضامین رمتن	صفحہ نمبر
٨١	جن کو پیچھے رہ جانے کی اجازت ملی وہ اپنے گھر بیٹھنے پر شاداں ہیں اُنہوں نے بُرا جانا کہ اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرتے، گرمی میں نکلنا پسند نہ کیا کاش! وہ لوگ سمجھتے آتشِ دوزخ اس سے بہت زیادہ گرم ہے۔	١١٣
٨٢	اُنہیں چاہئے کہ ہنسیں کم اور اُنہیں اپنی بداعمالی کے بدلے زیادہ رونا ہوگا۔	١١٣
٨٣	اے حبیب ﷺ! اگر باری تعالیٰ آپ کو ان منافقوں کے گروہ کی طرف واپس لائے جنہوں نے جہاد پر نکلنے کی اجازت طلب کی تو کہہ دیجئے میرے ہمراہ نکلنے کی ضرورت نہیں! نہ دشمن سے مقابلہ کرو تم پہلے کی طرح پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔	١١٣
٨٤	اگر ان منافقوں میں سے کوئی مرجائے تو اُن کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے اور نہ دعائے خیر کے لئے ان کی قبر پر کھڑے رہنا، اس لیے کہ اُنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ارتکاب کُفر کیا اور اسی نافرمانی کی حالت میں فوت ہوئے۔	١١٣
٨٥	ان کے اموال اور کثرت اولاد پر آپ حیرت نہ کریں اللہ اسی سبب سے ان کو دنیا میں سزا دینا چاہتا ہے اُن کی جانیں اسی کُفر کی حالت میں نکل جائیں۔	١١٣
٨٦	جب کبھی سورت جہاد کے لئے اُترتی ہے تو ان کے صاحبِ مقدرات گھر میں بیٹھے رہنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔	١١٣
٨٧	یہ سوجھ بوجھ رعقل نہیں رکھتے کیونکہ اُن کے دلوں پر مُہر ثبت ہوگی ہے اس لئے اُنہوں نے گھر بیٹھے رہنے والیوں کے ساتھ رہنا پسند کیا۔	١١٧
٨٨	رسول ﷺ اور جو ان کے ساتھ ایمان لانے والے تھے اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کیا ان ہی لوگوں کے لئے برکت اور رحمتیں ہیں، یہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں۔	١١٧
٨٩	ایسے ہی لوگوں کے لیے اَبدی نعمتیں ہیں اللہ نے ایسے باغات تیار کرر کھے ہیں جن میں نہریں رواں دواں ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے یہی بڑی کامرانی ہے۔	١١٧
٩٠	صحرائی بدوؤں ردیہاتیوں میں سے بہانے باز آئے کہ اُنہیں رُخصت مل جائے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹا عہد کیا تھا اور جو کُفر کے مرتکب ہوئے، عنقریب اُنہیں دردناک عذاب ملے گا	١١٩
٩١	کمزور رضعیف، مریض اور وہ لوگ جن کے پاس شرکتِ جہاد کے لیے صَرف کرنے کو کچھ بھی نہیں! اور پیچھے رہ جائیں تو کچھ حَرَج نہیں، شرط یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خیرخواہ ہوں، نیک کاروں پر بھی کوئی الزام نہیں! اللہ درگذر کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔	١١٩
٩٢	نہ وہ مورِدِالزام ہیں جو آپ کے پاس آتے ہیں اور سواری طلب کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے سواری کا کوئی انتظام نہیں! تو وہ واپس چلے گئے غم سے ان کی آنکھیں غمناک تھیں کہ اُن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں!۔	١١٩
٩٣	دراصل الزام تو اُن لوگوں پر ہے جو صاحبِ ثروت ہو کر آپ ﷺ سے پیچھے رہنے کی اجازت طلب کرتے ہیں یہ خانہ نشین رخواتین کا ساتھ دینے پر مسرور ہیں، اُن کے قلب پر مُہر لگا دی گئی، اللہ نے پس وہ علم سے محروم ہو گئے!۔	١١٩
	عذر ہائے نا پذیر	١٢٢

Marfat.com

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾

اور جان رکھو! جو کچھ تمہیں غنیمت ملے، کسی چیز سے پس اللہ کے واسطے ہے اس میں سے پانچواں حصہ اور رسول اللہ ﷺ کے واسطے اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، اگر تم ایمان لائے اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے اُتاری اپنے بندے پر فیصلے کے دن، (جو یوم حق و باطل کی جُدائی کا تھا) جس روز دونوں لشکر آمنے سامنے تھے/دونوں فوجیں بھڑ گئی تھیں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔(۴۱)

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَالرَّکْبُ اَسْفَلَ مِنْکُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ ۙ وَلٰکِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾

جب تم وادی کے قریب والے کنارے پر تھے اور وہ (لشکرِ کفار) دور والے کنارے پر تھے اور تم قافلے کی نیچی سمت کے جانب تھے، اور اگر جنگ کا وقت پہلے سے متعین کر کے ایک دوسرے کے مدِّ مقابل ہوتے تو ایسے موقع پر پہنچ نہ سکتے تھے۔ لیکن اللہ کو ایک کام کر ہی ڈالنا تھا جو مقدر ہو چکا تھا تاکہ جو ہلاک ہو، دلیل کے ساتھ ہلاک ہو، اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل حق کے ساتھ جیئے/زندگی پائے۔ اور اللہ بہت ہی سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔(۴۲)

اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىکَهُمْ کَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾

جبکہ اے حبیب (ﷺ)! اللہ نے آپ کو کافروں/لشکر کفار کی تعداد خواب میں کم دکھائی اور اگر اُن کی تعداد تمہیں بہت زیادہ دکھائی جاتی تو ضرور تمہاری ہمت/حوصلہ میں کمی آتی/تم بزدلی دکھاتے، اور آپس میں اس معاملے میں جھگڑنے لگتے/اختلاف کرتے، مگر اللہ نے بچا لیا تمہیں، بے شک جو کچھ سینوں میں ہے ان بھیدوں سے وہ خوب واقف ہے۔(۴۳)

وَاِذْ یُرِیْکُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِکُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُکُمْ فِیْٓ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾

اور جب لشکر کفار سے تمہارا مقابلہ ہوا تو تمہاری نظروں میں کافر قلیل تعداد میں دکھائے اور اُن کی نگاہوں میں تمہیں کم کر کے پیش کیا تاکہ اللہ تعالیٰ اس فیصلے/کام کو انجام کار تک پہنچا دے جو کرنا ہی تھا اور آخر کار سب کاموں کو اللہ ہی کی طرف رجوع ہونا ہے۔(۴۴)

الفاظ و معانی آیت ۴۱ تا ۴۴

(وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ) اور جان لو! تم اے مؤمنو! جو غنیمت لی ہے تم نے، کافروں سے غالب ہو کر، غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو کافروں سے جنگ میں غلبہ و نصرت ملنے کے بعد حاصل ہو۔ سابقہ اُمتوں میں اس لیے یہ دستور تھا کہ لڑائی ختم ہونے کے بعد کافروں سے ملا ہوا تمام مال ایک جگہ جمع کر دیا جاتا، آسمان سے آگ آتی اور اسے جلا کر خاک کر ڈالتی، گویا وہ بھسم ہو جاتا لیکن اُمت مسلمہ پر یہ مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا، غَنِمْتُمْ قواعد کے مطابق فعل معروف جمع

Marfat.com

مذکر حاضر فعل ماضی۔ غَنْمٌ اور غَنِیْمَۃٌ کے معانی نُصرت کے بعد دشمن سے چھینا ہوا مال، شرع میں صرف اس مال کو مال غنیمت کہا جاتا ہے جو کافروں سے قوت غلبہ اور لشکرکشی سے حاصل کیا جائے۔ (بحوالہ قرطبیؒ)

(مِنْ شَیْءٍ) کسی چیز سے، جس کا مفہوم یہ ہوا کہ جو کچھ بھی کم یا زیادہ چیز مالِ غنیمت میں حاصل ہو وہ سب اسی قانون کے تحت آتی ہے۔ ''کسی چیز کو معمولی یا چھوٹا سمجھ کر کوئی فرد قانونِ تقسیم کے علاوہ اگر لے لے گا تو وہ سخت مُجرم قرار پائے گا''۔

(ماخوذ معارف القرآن جلد چہارم مفتی محمد شفیعؒ)

(فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ) اور اللہ کے لیے ہے اس کا پانچواں حصّہ اور رسول کے لیے۔ (وَلِذِی الْقُرْبٰی) اور رسول کے رشتہ داروں بنی ہاشم ❶ اور بنی عبدالمطلب کے لئے ہے۔ (وَالْیَتٰمٰی) اور مسلمانوں کے یتیموں کے واسطے۔ (وَالْمَسٰکِیْنِ) اور فقیر محتاج کا ہے جو مسلمان ہوں۔ (وَابْنِ السَّبِیْلِ) اور مسافروں کے لیے گویا مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ الگ رُخمس مختص کرلیا جائے اور باقی ماندہ چار حصّے غازیوں اور مجاہدوں کے لیے ہیں۔

یہاں یہ امرِ غور طلب ہے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم عمل کا یہاں بیان ہو رہا ہے لیکن قرآن نے صرف اس کے پانچویں حصّے کی تقسیم کے ضابطہ کا تذکرہ کیا ہے باقی چار حصّوں کا بیان نہیں ہوا اس میں کیا امر راز مُضمر ہے اور باقی ماندہ چار حصّوں کا کیا قانون ہے! حکمت قرآن پر تدبّر کے انداز سے ان دونوں اُمور کا جواب ان لفظوں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآنِ کریم نے جہاد میں حصّہ لینے والے مسلمانوں سے بیان کیا (مَا غَنِمْتُمْ) جو کچھ تم نے مال غنیمت حاصل کیا، کس قدر لطیف اشارہ ہے کہ یہ مال ان حاصل کرنے والوں کا حق ہے۔ ارشادِ ربّی ہے ''ان میں پانچواں حصّہ اللہ اور رسول کا ہے''۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ)

اس خمس کے اصلی مصارف پانچ رہ گئے ہیں، رسولؐ، قرابت دار، یتیم، مسکین اور مسافر، باری تعالیٰ نے خمس غنیمت کے صرف اور تقسیم کرنے کا استحقاق صرف محمد ﷺ کو دیا ہے جس کا اندازہ طحاویؒ اور تفسیر مظہری کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے جب اس خُمس میں سے ایک خدمت گذار کا سوال بارگاہِ رسالت میں پیش کیا تو حضرت محمد ﷺ نے یہ عذر پیش کر کے اُن کو دینے سے انکار کر دیا کہ میرے سامنے تمہاری ضرورت سے زیادہ اہلِ صُفّہ صحابہ کرامؓ کی ضرورت زیادہ مقدم ہے جو انتہائی فقر و افلاس میں ہیں، میں اُنہیں چھوڑ کر تمہیں نہیں دے سکتا۔ (بحوالہ صحیح بخاری شریف، مسلم شریف)

(اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰہِ) اگر تم کو یقین ہے اللہ پر۔ (وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ) اور اس چیز کے ساتھ جو اُتاری ہے ہم نے آیات یا ملائکہ یا فتح و نصرت کی مدد سے اپنے بندہ پر کہ وہ ذاتِ اقدس ہے محمد ﷺ کی غزوۂ بدر کے دن، جس روز حق باطل سے جدا ہوا تھا۔ (یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ) جس دن کے دو گروہ مسلمانوں اور کافروں کے ملے تھے وہ یوم جمعۃ المبارک کا تھا اور رمضان المبارک کی سترہویں تاریخ ہجرت کا دوسرا سال تھا۔ (اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَۃِ الدُّنْیَا) اور یاد کرو وہ کہ تم تھے، میدان کے کنارے، مدینہ کے کنارے، مدینہ سے بہت نزدیک اور وہ ایک تنہا ریگستان تھا، اس لیے تمہارے پاؤں دھنستے تھے اور تمہارے پاس پانی تک موجود نہ تھا، عُدْوَۃٌ کے معنی ایک جانب، سمت کنارہ کے ہوتے ہیں قواعد کے مطابق

❶ ...بعض کے نزدیک صرف بنی ہاشم ہیں۔ ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں، حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کے رشتہ داروں کا حصّہ قیامت تک بحال رہے گا۔

Marfat.com

اسم ہے۔ دنیا کا مادہ ادنیٰ سے بنا ہے جس کے معنیٰ قریب تر، اس جہاں رنگ و بُو کو دنیا اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عالمِ آخرت کی نسبت انسان کی طرف قریب تر ہے۔ (وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ ❶ اَسْفَلَ مِنْكُمْ) اور وہ تمہارے دشمن تھے ، میدان کی طرف، رسمت اور مدینہ سے بہت دور اور اُن کی زمین مضبوط تھی اور ان لوگوں کے پاس پانی بھی تھا۔ لفظ قُصْوٰى ، مادہ اقصیٰ سے بنا ہے جس کے معنیٰ بعید تر ، دور تر۔ (وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ) تم سے قافلے کی نیچے کی طرف، یعنی ابوسفیان ، اور اس کے ساتھی، بہت نیچے تمہارے مکان سے تین کوس کے فاصلہ پر، اس لیے وہ بدر میں راہ میں مُڑ کر جُدا جُدا ساحل کی طرف روانہ ہوئے۔ (وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَا خْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ) اور اگر قتال کا وعدہ ہوتا تم میں اور اہلِ قریش میں، تو تم ان کے لوگوں کو ہتھیاروں کی کثرت سے باخبر پاتے ، البتہ تم اختلاف رائے کرتے ، وقت مقررّہ پر نہ پہنچتے۔ (اِخْتَلَفْتُمْ) تم نے اختلاف کیا، اختلاف سے فعل ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر قواعد کے لحاظ سے۔ (وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا) اور اللہ نے جمع کر دیا تمہیں اور اُنہیں بِلا ارادہ تاکہ اللہ پورا کر دے اس کام کو جس کو ہو کر رکھنا ہے یعنی وہ کام کیا جائے اس میں دوستوں کے لیے نصرت ہے اور دشمنوں پر قہر، جس سے حق و باطل کا فرق ہر سمجھ دار انسان کے سامنے آ گیا۔ (لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ) اس واسطے کہ ہلاک ہو جائے جو ہلاک ہوتا ہے، دلیل ظاہر سے جو قائم ہے ساتھ حق کے۔ (لِيَهْلِكَ هَلَاكٌ) تاکہ ہلاک ہو جائے یا کافر بنا رہے، فعل مضارع واحد مذکر غائب۔ (وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ) اور جیتا رہے جو کوئی جیتا ہے دلیل روشن کے ساتھ۔

(وَيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا) اور تھوڑا کر دیا تمہیں بھی دشمنوں کی نظروں میں یہاں تک کہ تم سے جنگ کرنے میں دلیر ہوئے اور کچھ حساب نہ کیا اسباب جس قدر درکار تھا مُہیا نہ کر لیا۔ نقل ہے کہ ابوجہل نے کہا ان لوگوں کے ساتھ ہتھیار سے نہ لڑو بلکہ یوں ہی پکڑ کے مشکیں باندھ لو اور جب جنگ میں مشغول ہوئے تو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکوں کی نگاہوں میں دُوگنا کر دیا، اس سبب سے کافر مشرک دل شکستہ بھی ہوئے اور مبہوت ہو گئے اور اُنہیں شکست کا سامنا ہوا، یہ صورت عجیب نشانیوں میں سے ہے کہ کم تعداد میں فرد نگاہ میں بہت زیادہ دکھائی دیتے ہیں اور بہت آدمی تھوڑے دکھائی دیتے ہیں بے شک یہ اللہ جلّ شانہٗ کی قدرتِ کاملہ کا اعجاز ہے۔ (لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا) تاکہ دکھائے اللہ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا۔ لڑوں کے مشاہدات پر تصرّف جو عیاں ہوا اس لیے کہ جو کام باری تعالیٰ کرنا چاہتے تھے وہ مکمل ہو جائے۔ (وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ) سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔

تشریح وتوضیحات آیت ۴۱ تا ۴۴

آیت ۴۱ میں اظہارِ بیان ہے کہ مالِ غنیمت میں جو کچھ بھی حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ یعنی ۲۰ ربیس فیصد حصّہ اللہ کے لیے ہے اور رسول کے لیے، اور ان کے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دورِ جاہلیت میں ”قبائل کے سردار ایسے مال میں سے اپنی ذاتی مصرف ایک چوتھائی وصول کرتے تھے،

❶ ...... الرَّكْبُ ، کارواں، قافلہ، سوار، راکب کی جمع رُکوبٌ سے اسم فاعل کا صیغہ اور حاضر مذکر قواعد کے مطابق۔

Marfat.com

(بحوالہ تفسیر تدبّر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ) قرآن نے وضاحت کی اللہ اور اس کے رسول کے لیے پانچواں حصّہ مقرر کیا گیا۔ اور اس کو اجتماعی طور پر معاشرہ کی فلاح بہبود کے لیے مختص کر دیا گیا، اس کے تقسیم کے طریقہ کار کو یوں سمجھئے کہ تمام تر مال میں سے پانچ حصّے کر کے تو ان مجاہدوں اور غازیوں میں منقسم ہو جائیں گے، جنہوں نے عملاً لڑائی میں حصّہ لیا سُنت نبوی سے ہمیں معلوم ہوا کہ پیدل چلنے والے ر پیادہ مجاہد کو ایک حصّہ ملے گا اور سوار کو تین حصّے، حصّے میں آئیں گے، پھر اس خُمس کے پانچ حصّے کئے جائیں گے، ایک حصّہ آقائے نامدار ﷺ کا اور آپ ﷺ کے بعد اُسے مفاد عامہ میں صرف کیا جائے گا، ارشادِ رسول ﷺ ہے ''وَالْخُمْسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ'' میرا جو پانچواں حصّہ ہے وہ بھی مسلمانوں کے مصالح پر ہی خرچ ہوتا ہے۔ (بحوالہ سنن نسائی، مسند احمد)

دوسرا حصّہ رسولِ اکرم ﷺ کے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے، بتایا جاتا ہے یہ خُمس ضرورت کے لحاظ سے صرف کیا جائے گا بشرطیکہ اگر تم ایمان رکھتے ہو جو کچھ اللہ نے نازل کیا، مُراد نصرت باری تعالیٰ ہے جو غزوۂ بدر میں ظاہر ہوئی۔

آیت نمبر ۴۲ میں بیان کیا جا رہا ہے کہ جب تم وادی کے قریب ہی کنارے پر تھے اور وہ دُور فاصلے پر ر کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے نشیب میں تھا۔ یہاں پر لطیف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخفی تدابیر کیسے کارفرما ہوئیں ایک طرف تو دشمنان اسلام کا لشکر آ رہا تھا اور دوسری جانب آپ ﷺ کے چند جانثار، عزم اور حوصلے لئے شہر سے نکل کر قریب تر، ناکے کے پاس پہنچے تھے ممکن تھا کہ اگر لڑائی کے لئے باقاعدہ دن اور تاریخ کا تعین ر اقرار وعدہ ہوتا تو کوئی ایک فریق جنگ کے بغیر ہی پسپائی کی راہ اختیار کر لیتا۔ لیکن لڑائی کا ہونا باری تعالیٰ نے لکھ دیا تھا اس لیے ایسے اسباب ہوئے کہ مقامِ بدر پر مسلمان رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں ایسے وقت پہنچے کہ کافروں سے مقابلہ ہو ہی گیا، اور کُفّار کو شکست ہوئی، معرکہ حق و باطل نے تاریخ کا رُخ ہی بدل دیا، جسے ہلاک ہونا تھا حُجت اتمام دیکھ کر ہلاک ہوا اور جسے زندگی کے لمحات حاصل ہونے تھے وہ بھی دلیل حق کے زندہ رہا بھلا اس میں شک ہی کیا ہے اللہ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔

آیت ۴۳ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جا رہا ہے کہ غزوۂ بدر سے قبل حضرت محمد ﷺ نے خواب دیکھا تھا اس میں دشمنوں کی ناکامی کی خبر تھی اور مسلمانوں کو نصرت و کامرانی کی بشارت تھی، یہ نوید اس لئے تھی کہ کافروں کی تعداد خواب میں کم دیکھائی، وہی تعداد آپ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ سے بیان کی جس سے مسلمانوں کے اندر ہمّت اور حوصلے بڑھ گئے عین ممکن تھا کہ کافروں کی تعداد میں اضافہ نظر آتا تو لوگ پست ہمتی کی طرف مائل ہوتے اور اختلاف معاملے میں پیدا ہوتا۔ لیکن باری تعالیٰ نے اِن دونوں باتوں سے مسلمانوں کو بچالیا، اللہ تعالیٰ دلوں کے حال سے باخبر ہے۔

آیت نمبر ۴۴ میں اظہارِ بیان ہے کہ یہ اللہ کی تدبیر کی ایک دوسری مثال ہے کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں کافروں کی تعداد قلیل دکھائی اور جنگ کے آغاز پر کفار کو مسلمانوں کی تعداد کم نظر آئی تا کہ دونوں فریق مقابلے کے وقت خوف نہ کھائیں اور معرکہ برپا ہو کر رہے جس کا وقوع پذیر ہونا اللہ کی تدبیر میں طے تھا، ایسا لگتا ہے رسول اللہ ﷺ پر کافروں کے لشکر کی معنوی اور اخلاقی کیفیت صورت حال بے نقاب کی گئی اور کافروں کو مسلمانوں کی تعدادی حیثیت کا اندازہ کرایا گیا اصل بات تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور تمام تر اُمور اللہ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

Marfat.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِيۡتُمۡ فِئَةً فَاثۡبُتُوۡا وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۴۵﴾

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو! جب کسی مخالف فوج سے تمہارا مقابلہ ہوجائے تو ثابت قدم رہو، اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تا کہ تم اپنی مراد کو پہنچو! رتا کہ تمہیں کامیابی مل جائے۔(۴۵)

وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡهَبَ رِيۡحُكُمۡ وَاصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۴۶﴾

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی تابع داری رفرمانبرداری کرتے رہو! اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ پست رکم ہمت ہوجاؤ گے، ورنہ تمہاری بندھی ہوئی ساکھ جاتی رہے گی۔ اور صبر کرو! یقینی طور پر اللہ صبر کرنے والے کے ساتھ ہے۔(۴۶)

وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ﴿۴۷﴾

اور ان جیسے نہ ہوجانا! جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے نکلے تھے، محض لوگوں کے دکھاوے کے لیے اور ان کا مقصد اللہ کی راہ سے روکنا تھا، جو کچھ وہ کرتے ہیں، اُن کے سب کام اللہ کے دائرہ حکمت اور قابو میں ہیں۔(۴۷)

وَاِذۡ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الۡيَوۡمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىۡ جَارٌ لَّكُمۡ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الۡفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيۡهِ وَقَالَ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّنۡكُمۡ اِنِّىۡۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوۡنَ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۴۸﴾

اور یاد کرو جب شیطان نے خوشنما کر دیا تھا، ان کی نگاہوں میں اُن کے عملوں کو رگویا اُن کے کرتوت رعمل بھلے کر دکھائے اور کہا آج تم پر کوئی غالب نہیں ہوسکتا! ان لوگوں میں سے۔ اور میں تمہارا حمایتی رنگہبان ہوں رتم میری پناہ میں ہو، اور جب دونوں لشکر رفوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو وہ اُلٹے پاؤں لوٹ گیا ربھاگا اور کہا میں تم سے الگ ہوں رتمہارے ساتھ نہیں ہوں، میں وہ دیکھ لیتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا، میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔(۴۸)

الفاظ ومعانی ۴۵ تا ۴۸

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِيۡتُمۡ فِئَةً) اے ایمان والو! جب تم کو کافروں کی کسی جماعت سے مقابلے کا اتفاق ہوجائے تو فَاثۡبُتُوۡا کھڑے رہو تم اور اُن کے مقابلہ سے منہ نہ موڑو، بالفاظ دیگر ثابت قدم رہو (اُثۡبُتُوۡا) تم ثابت قدم رہو۔ نَصَرَ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر قواعد کے مطابق ثُبَاتٌ سے یعنی ثابت قدم رہنا، جمے رہنا، جس میں ثبات قلب، اور اثبات قدم دونوں شامل ہیں یہ بات ضرور ہے کہ جب تک کسی آدمی کا دل مضبوط، طاقتور، ثابت نہ ہو اس کے اَقدمات اور اعضاء بھی طاقتور نہیں رہتے۔ یہ ایک ایسی بات ہے ہر کوئی خواہ کافر ہو یا اہلِ ایمان دونوں جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں اقوام عالم کا ہر ملک اپنی جنگ رلڑائیوں میں اس کا اہتمام کرتا ہے یہ بات اہلِ تجربہ سے کوئی پوشیدہ نہیں، میدانِ کارزار میں سب سے اوّل اور سب سے زیادہ کامیاب اوزار ثبات قدم ہے دیگر سارے آلہ کار اس کے بغیر بے سود ہیں۔ (وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ) اور یاد کرو اللہ کو کثرت کے ساتھ اور زبان سے تاکہ مُراد پاؤ یعنی کامیابی نصیب ہوجائے۔ مفسرین نے لکھا ہے ذکر سے یہاں تکبیر مُراد ہے ذکر اللہ، وہ

Marfat.com

مخصوص عمل ہے جس سے مؤمن کے علاوہ تمام دنیا کے لوگ غافل ہیں ذکر اللہ کی اپنی ذاتی برکات ہیں بھلا اس سے کیا انکار! اللہ کی یاد، اور اللہ پر توکّل وہ برقی طاقت ہے جو ایک ناتواں انسان کو پہاڑوں سے ٹکرا جانے پر آمادہ کر دیتی ہے، کیسی مصیبت، کیسی اُلجھن! کیسی فکر، اللہ کی یاد تو سب غم بھلا دیتی ہے۔ اقبال کی زبان میں کہنے کی اجازت دیجئے!

پہاڑ جن کی ہیبت سے رائی

یہ تو فراست مؤمن کی شان ہے ذکر اللہ کثرت سے کرے تاکہ طمانیت پائے۔ (لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) تاکہ تم فتح ونُصرت پا کر کامیابی سے ہمکنار ہو جاؤ۔ اہلِ فکر ونظر بتاتے ہیں ثبات اور ذکر اللہ یہ دوگُر ایسے ہیں جن کو استعمال میں لایا جائے تو میدانِ کارزار کارِ گہہ حیات میں فلاح وکامیابی تمہاری ہے۔ ذکر اللہ کے بعد اب تلقین یہ ہے کہ (وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی۔ گویا رسول کی اطاعت کو لازم پکڑو اللہ کی مدد کے لیے اطاعت ضروری ہے (وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا) اور آپس میں نہ جھگڑو تفشلوا تم بُزدل ہو جاؤ گے رنا مُراد ہو جاؤ گے فشل سے فعل مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر قواعد کے مطابق۔ (وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا) آپس میں کشاکش نہ کرو ورنہ بزدلی کا عنصر پھیل جائے گا ورنہ تمہاری عظمت ساکھ بکھر جائے گی اور دشمنوں کی نظروں میں رُسوا اور حقیر ہو جاؤ گے اس لیے صبر کو لازم پکڑو، قرآن نے ہدایت کے ساتھ صبر کی تلقین کی ہے۔ (وَاصْبِرُوْا) اور صبر کرو مقاتلہ میں، [1] صبر کی تلقین کا عمل ایک نوید مسرّت دے رہا ہے۔ (اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ) بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے گویا اللہ تعالیٰ ہر وقت، ہر حال میں صبر کرنے والوں کا رفیق ہوتا ہے یہ کس قدر عظیم نعمت ہے، یہ اس قدر بڑی دولت ہے کہ دونوں جہان کی ساری دولت اس کے مقابلے میں کم ہے۔ (وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا) اور نہ ہو تم مانند ان لوگوں کے جو اپنے گھروں سے نکلے اتراتے ہوئے، اکڑتے ہوئے اور فخر کرتے ہوئے۔ (وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) اور اِن لوگوں کو دکھانے کی خاطر، اِن لوگوں سے مُراد اہلِ مکہ ہیں، جو کاروان کی حمایت کو نکلے تھے اور جب راستے میں خبر ملی کہ قافلہ بعافیت بدر سے گذر گیا تو اِن لوگوں نے آنے کا قصد ارادہ کیا اس پر ابو جہل نے کہا لازم ہے کہ ہم مقام بدر پر جائیں اور جام وسبو سے لطف اندوز ہوں تاکہ ہماری عظمت اور تکبّر کی شہرت عرب میں پھیل جائے اور لوگ ہماری شوکت وشجاعت دیکھ لیں۔ تو باری تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے تم اپنے گھروں سے کافروں کی طرح نہ نکلو کیونکہ وہ ریاکاری کا اظہار کرتے ہوئے نکلے ہیں اور باز رکھتے ہیں لوگوں کو اللہ کے دین کی راہ سے۔ (وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ) اور یاد کرو جب شیطان نے آراستہ کر دیئے اُن کے اعمال، رسول اللہ ﷺ کی دشمنی میں حقائق سلمی میں تحریر ہے کہ "اُن کی قوّت اُنہیں دکھادی یہاں تک کہ اُنہوں نے اس پر اعتماد کیا"۔ (وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ) میں ہی تمہارا فریادرس اور بچانے والا ہوں قوم کنانہ سے۔ علامہ بیضاویؒ نے تحریر کیا ہے کہ شیطان کا یہ قول الفاظ کی حقیقت میں نہ تھا بلکہ وسوسہ اندازی کی شکل میں تھا، صرف اِن کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا کرنا تھا کہ اُن کی کامیابی یقینی ہے۔ (وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ) وہ بولا (شیطان) میں بیزار ہوں تمہیں بچانے سے بے شک میں دیکھتا

[1] ...... ایسا لگتا ہے صبر کے بغیر اس گیتیٔ کائنات کی پُرخار وادی جس میں زندگی کی لطافت ہے طے کرنا قدرے ناممکن ہے اس لئے صبر استقامت کی دعوت عمل دی جارہی ہے۔

ہوں۔(اِنِّیْٓ اَرٰی) اَرٰی میں دیکھتا ہوں رُؤیۃ سے فعل مضارع صیغہ واحد متکلم قواعد کے مطابق۔ جو تم نہیں دیکھتے یعنی میں دیکھتا ہوں کہ فرشتے مسلمانوں کی مدد کو آتے ہیں فعل مضارع۔(تَرَوْنَ) تم دیکھتے ہو فعل مضارع قواعد کے مطابق۔(مَالَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ) بے شک میں ڈرتا ہوں اللہ سے۔ابن عباس ؓ نے کہا ہے کہ اس اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا کہ اگر اللہ سے ڈرتا تو یہ حال نہ ہوتا، فعل مضارع جمع مذکر غائب۔

تشریح وتوضیحات آیت ۴۵ تا ۴۸

آیت ۴۵ میں اظہارِ بیان ہے کہ جب مسلمانوں کا کسی جماعت سے مقابلہ ہو جائے تو پہلی بات جس پر عمل کرنا، جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ناگزیر ہے وہ ہے ثبات اور استقلال ہے اس کے بعد، دوسری بات یہ کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرو، ذکرِ اللہ کا وصف یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو دوسرے جنگ آزماؤں سے ممتاز بھی کرتی ہے پتہ چلا کہ ایمان والے دل کی استقامت اور ذکر اللہ کی فیوض وبرکات سے غالب آتے ہیں اسباب ظاہر کا اتنا زیادہ بھروسہ نہیں ہوتا، جتنا کہ اللہ کو یاد کرتے ہوئے جم کر لڑتے رہنے سے ہوتا ہے، جہاد کے ہر مرحلے میں دل ہی دل میں اللہ کی یاد، دشمن پر فتح ونصرت کی نوید بھی ہے اور دشمن پر فتح مندی اور سرفرازی کی کلید بھی گویا کامیابیوں کا انحصار اللہ کے ذِکر میں مُضمر ہے۔

آیت ۴۶ میں بیان کیا جارہا ہے کہ ہر حالت میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت، نظم وضبط اور کامل تعین عمل کے ساتھ اختیار کرو، آپس میں اختلاف رائے مت پیدا کرو! اگر فرمانبرداری مکمل تابعداری کے ساتھ نہ ہوئی تو باہمی تنازع میں اُلجھ جاؤ گے، اختلاف رائے کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تمہاری قوت عمل سلب رمفقود ہو جائے گی کیونکہ ذرا سی بھی نافرمانی اللہ کی نصرت سے محرومی کا باعث بن سکتی ہے اس لئے حکم ہے کہ صبر کرو، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے جنگ میں کتنی بھی شدّت آجائے، مشکلات کا جس قدر سامنا ہو، مرحلہ کتنا بھی کٹھن، ہو صبر کا دامن تھام لو! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''جب کبھی دشمن سے جنگ کا موقع پیدا ہو جائے تو صبر کرو اور جان لو! کہ بہشت تلواروں کے سائے تلے ہے''۔ (بحوالہ صحیح بخاری کتاب الجہاد)

آیت ۴۷ میں بتایا جارہا ہے کہ مُشرکین مَکہ جب جب قافلے کی حفاظت اور جنگ کی غرض سے نکلتے تو غرور وتکبر کی روش اپناتے، مسلمانوں کو اس شیوہ کافری سے روکا جارہا تھا اور اشارہ لطیف یہ ہے کہ کافروں کو اپنے وسائل اور سامانِ حرب کی بہتات پر گھمنڈ ہے، مسلمانوں کو پیام دیا جارہا ہے کہ تمہاری لڑائی اللہ کی عبادت ہے اس لئے حق بندگی اور عبدیت کی فروتنی ہر جگہ تم میں نمایاں رہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ سب کاموں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

آیت ۴۸ میں وضاحت کے ساتھ بیان ہے کہ شیطان نے اُن کے اعمال اُن کی نظروں میں خوشنما کر دیئے اور کہا کہ آج تم پر کوئی غالب نہیں آئے گا میں تمہارا نگہبان ہوں! گویا شیطان نے ان کو غلط رنگ میں مسحور کر دیا تھا لیکن لڑائی کے آغاز پر شیطان بھاگ نکلا، اور کہنے لگا میں ایسی بات دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے! جھوٹ کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اللہ کی پکڑ بہت ہی سخت ہے۔ یعنی اللہ سخت پاداش رسزا دینے والا ہے۔

Marfat.com

إِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۴۹﴾

جب مُنافق کہنے لگتے تھے اور وہ بھی جن کے دِلوں میں شک کا آزارِ مرض تھا کہ اُن لوگوں کو اُن کے دین نے فریب میں ڈال دیا ہے، اگر اللہ پر جو کوئی بھروسہ کرے، تو بے شک اللہ تعالیٰ زبردست غالب اور حکمت والا ہے۔(۴۹)

وَلَوْ تَرٰٓى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿۵۰﴾

اور اے کاش! اگر تم دیکھو! جب کہ فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں اور وہ اُن کے چہروں پر، اُن کی پُشت پر رکوہوں پر ضرب، مار لگائے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں اب تم جلنے (عذاب) کا مزہ چکھو!۔(۵۰)

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿۵۱﴾

یہ ان کاموں کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے ہی آگے بھیجا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظُلم کرنے والا نہیں!۔(۵۱)

كَدَأْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَفَرُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾

جیسا فرعون والوں کا اور اُن کے اَگلوں کا دستور تھا، اُنہوں نے آیاتِ رَبّانی کے ساتھ کُفر کیا/اُنہیں جُھٹلایا، تو باری تعالیٰ نے اُنہیں ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا قوت والا اور سخت عذاب دینے والا ہے۔(۵۲)

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۙ وَأَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۵۳﴾

یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز بدلتا نہیں اس نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو بخشی ہو، جب تک وہ خود ہی اپنے آپ بدل نہ ڈالیں اور بے شک اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔(۵۳)

الفاظ ومعانی آیت ۴۹ تا ۵۳

(إِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ) اسے بھی یاد کرو جب مدینہ کے مُنافقوں نے کہا۔(وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ) اوران لوگوں نے جن کے دِلوں میں شک اور نفاق ہے، یہ بات کسی قدر درست ہے کہ قریش میں سے ایک گروہ نے اسلام ظاہر کیا تھا مگر اُن کے دِل ایمان کے نُور سے مَنوّر نہ تھے، جو زندگی اور موت، نُصرت و شکست، عزّت و رُسوائی کے اسلامی معیارِ آداب سے آگاہ نہ تھے، جب قریش کا لشکرِ کفّار آیا تو اس کے ہمراہ وہ بھی میدانِ بدر میں آئے اور ان کا خیال تو یہ تھا کہ جو لشکر زیادہ ہوگا اس کی طرف رُخ کریں گے کیونکہ ہجرت نہ کر کے نافرمانی کے مرتکب ہو گئے تھے تو بدر کے روز اس نافرمانی کی شامت اور وبال نے اُنہیں پہنچا دیا اس مقام پر کہ وہ مؤمنوں کی کمی دیکھ کر بولے۔(غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِينُهُمْ ۗ) مُغرور کر دیا ہے اُن کے دین نے، باوجود اس قدر قلتِ اسباب اور کمی کے یہ ۳۱۳ فرزندانِ توحید نہتے سپاہی اس قدر عظیم فوج ظفر موج سے ٹکر لینے جارہے ہیں ان بے چاروں کو اُن کے دین نے دھوکہ میں مُبتلا کر دیا ہے بھلا دیکھو تو سہی! اُنہیں اپنے نفع وخسارہ کا بھی اندازہ نہیں! کس خوشی اور مسرّت کے عالم سے سرشار ہو کر آغوشِ موت میں چھلانگ لگانے جارہے ہیں، باری تعالیٰ اُن کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

(وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ) اور جو کوئی توکّل رکامل بھروسہ اللہ پر کر کے، اور اپنا کام اسی پر چھوڑ دے تو یقیناً وہ غالب ہے۔ جو اللہ پر کامل بھروسہ رکھتا ہے وہ کبھی رُسوا نہیں ہوتا، اللہ کی حکمت کے آگے سب کی عقل و دانش دھری کی دھری رہ جاتی ہے، اللہ مُتوکّل کی مددگاری کرتا ہے بالآخر مُتوکّل کامیاب و کامران ہوگیا۔ (وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ) اے حبیب! ﷺ اگر آپ اس وقت کا منظر دیکھیں جب فرشتے روحیں قبض کرتے ہیں اُن لوگوں کی جو کافر ہو گئے ہیں مارتے ہیں اُن کے چہروں اور پشتوں پر اور کہتے ہیں۔ (ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ) اور چکھو آگ کا عذاب، (يَضْرِبُوْنَ) وہ مارتے ہیں ضَربٌ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔ (وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ) اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظُلم کرنے والا نہیں ہے! یہ اہلِ کُفّار سے خطاب ہے یہ عذاب تمہارے اپنے ہی اعمال کی بدولت ہے اللہ تعالیٰ بلا سبب کسی کو عذاب میں مُبتلا نہیں کرتا۔ (كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ) مفہوم یہ ہے کہ آلِ فرعون اور اُن سے پہلے کافروں جیسا کافروں کا حال تھا اب جیسی عادت، فرعون سے پہلے لوگوں کی تھی، دأب کے معنی عادت کے ہیں ان سے قبل بھی قوم عاد، قوم ثمود کو مختلف عذابوں سے ہلاک کیا تھا اُن کی عادت تھی یہ کہ (كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ) ان لوگوں نے کُفر اختیار کیا، اللہ کی نشانیوں سے اور ان دلیلوں سے جو حق تعالیٰ نے اپنی توحید پر قائم کی تھیں اور اللہ کی آیات کو جھٹلایا تو اللہ نے اُن کو اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔ (بِذُنُوْبِهِمْ) بہ سبب اُن کے گناہوں کے کہ کُفر کیا تھا اور تکذیب، (اِنَّ اللّٰهَ) بے شک اللہ۔ (قَوِيٌّ) قُوّت اور قدرت والا ہے۔ (شَدِيْدُ الْعِقَابِ) سخت عذاب کرنے والا ہے اِنکار اور جھٹلانے والوں پر۔ (بِاَنَّ اللّٰهَ) بسبب اس کے۔ (لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً) اللہ بدلنے والا نہیں۔ (نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا) نعمت جو انعام کی ہے۔ (عَلٰى قَوْمٍ) کسی قوم پر۔ (حَتّٰى يُغَيِّرُوْا) اس وقت تک کہ اس گروہ کے لوگ تغیّر اور تبدیل کر دیں۔

(مَا بِاَنْفُسِهِمْ) جو اُن کے دِلوں میں ہے یہاں اس بات پر توجہ رکھنے کی ضرورت ہے کہ نعمت کے دینے کا کوئی کلیہ بیان نہیں کیا عطائے نعمت کے لئے کوئی قید و شرط نہیں، نہ نعمت کی عطا اس بات پر ہے کہ کوئی نیک عمل بجالائے، اگر یہ بات ہوتی تو غور فرمائیے ہمارا سراپا وجود بھی تو ایک نعمت ہے یہ حسنِ نعمت اس وقت مل گئی تھی، جب ہم تھے نہ ہمارا کوئی حُسن عمل، اس بات سے پتہ چلا کہ انعامات، احسانات اور بخشش و کرم کا انحصار صالح اعمال پر موقوف نہیں! سُبحان اللہ! اللہ کی نعمت و رحمت اللہ کی خاص عنایت ہے اس لئے باری تعالیٰ عالی صفات ہے کہ وہ رحمٰن بھی اور رَحیم بھی ہے، کُفّار قریش اور آلِ فرعون کا ذکر یہاں پر اس لیے آیا ہے کہ جب باری تعالیٰ نے اِن کو نعمت اور رحمت سے مالا مال کیا تھا تو سب کے سب کافر اور مُشرک تھے! لیکن ہائے رے بدنصیبی! انعامات، اکرامات اور نعمت پانے کے بعد بھی اپنی فتنہ انگیزی رپردازی اور شر پسندی میں اور آگے بڑھ گئے آیت زیرِ مطالعہ سے یہ احساسِ علم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض مرتبہ اپنی نعمت سے ایسے لوگوں کو بھی سرفراز کر دیتے ہیں جو اس کے قطعی مُستحق نہیں ہوتے، اگر نعمت مل جانے کے بعد اصلاح کی طرف رُخ نہ کیا تو زیادتی اور بداعمالی کے سبب یہ نعمت نہ صرف چھین جاتی ہے بلکہ وہ عذابِ الٰہی سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ العیاذ باللہ اس آیت میں قریش کو تنبیہ ہے انہوں نے بُت پرستی اختیار کر کے اور رسول اللہ ﷺ کی عداوت اور قرآن کی تکذیب کر کے اور اہلِ ایمان کو

Marfat.com

ایذا دے کر اپنے اعمال کو بدتر کرلیا۔ (وَاَنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ) بے شک اللہ سُننے والا ہے مُشرکوں کی نالائق باتیں۔ (عَلِیۡمٌ) جاننے والا ہے اُن کے باطل عقیدے۔

تشریح وتوضیحات آیت ۴۹ تا ۵۳

آیت ۴۹ میں اظہارِ بیان ہے کہ جب مسلمان جو تعداد میں قلیل تھے، بے سروسامان تھے جنگ کی خاطر، میدانِ کارزار میں مقامِ بدر کی طرف گئے تو مُشرکین، عین ممکن ہے کہ مدینہ کے رہنے والے یہودی مُراد ہوں، مُنافقین نے یہ کہنا شروع کردیا تھا کہ اُن لوگوں کو اُن کے دین کے نشہ نے مغرور کردیا ہے اس مقام پر لطیف طنز تو یہ ہے کہ یہ تو حقیقت ہے کہ دینِ حق کی سرشاری نے اور ایمانی قوّت نے مسلمانوں کو عزم وحوصلہ بخشا تھا یہ اس لئے کہ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے جن کا توکّل باری تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے اللہ اُنہیں بے سہارا نہیں چھوڑتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قوّت ایمانی کا یہ فیض ہے کہ مسلمان ہر وقت غالب رہتا ہے اس حقیقت کو اہلِ کُفر بھول چکے تھے۔

آیت ۵۰ میں وضاحت کے ساتھ بیان ہے کہ غزوۂ بدر میں جب فرشتے کافروں کی روح قبض کر رہے تھے اور ضرب لگا رہے تھے اُن کے چہروں پر اور پُشت کی جگہ، تو کہہ رہے تھے تم ابھی اس عالمِ برزخ میں عذاب کا مزہ چکھو! اور آخرت میں بھی آتش جہنّم چکھنا، ''لوہے کے گرز جو آگ میں لال کئے ہوئے ہیں اور ان سے جو زخم لگتا ہے اس میں آگ پڑتی ہے اور سوزش ہوتی ہے اُن سے مار کر فرشتے کافروں سے کہتے ہیں''۔ (بحوالہ کنزالایمان، خزائن العرفان از احمد رضا خاںؒ)

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب مُشرکین مسلمانوں کی جانب رُخ کرتے تو مسلمان ان کے چہروں پر تلوار سے وار کرتے، جس سے نجات پانے کے لئے وہ پیٹھ دکھا کر بھاگتے تو فرشتے اُن کی دُبروں/پشت کی جگہ تلوار مارتے، چنانچہ اسی موضوع سخن سے متعلق آیت ۹۳ سورۂ انعام پارہ ۷ وَاِذَا سَمِعُوۡا میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوۡ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ فِیۡ غَمَرٰتِ الۡمَوۡتِ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوۡۤا اَیۡدِیۡہِمۡ ۚ اَخۡرِجُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ اَلۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡہُوۡنِ بِمَا کُنۡتُمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ غَیۡرَ الۡحَقِّ۔

اے کاش آپ اس منظر کو دیکھ پاتے! جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا کر کہیں گے نکالو اپنی جانوں کو! آج تم کو ذلّت کا عذاب دیا جائے گا اس لئے کہ تم ناحق اللہ پر تہمت جوڑتے تھے۔

بعض مُفسرین نے تحریر کیا ہے کہ فرشتوں کی یہ مار یومِ قیامت، دوزخ کی طرف جاتے ہوئے ہوگی اور جہنّم کے داروغہ کے یہ الفاظ ہوں گے تم آتشِ جہنّم کا عذاب چکھو! العیاذ باللہ۔

آیت ۵۱ میں بتایا جارہا ہے کہ اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں! یہ ضرب، یہ قہر عذاب تمہارے اپنے کرتوتِ اعمال کا نتیجہ ہے۔ حدیث قُدسی میں بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو! اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جو میں نے شمار کر رکھے ہیں! سو جو اپنے اعمال میں بھلائی چاہے اس پر اللہ کی حمد و ثناء کرے اور جو اپنے آپ کو اس کے برعکس پائے وہ اپنے آپ پر خود ہی ملامت کرے۔ (بحوالہ صحیح مسلم شریف، کتاب البر، باب تحریم الظلم)

119820

Marfat.com

آیت ۵۲ میں اظہارِ بیان یہ ہے کہ مُشرکین کی عادت تو یہ ہے کہ اللہ کی آیات کا اِنکار کرتے، اور اس کے مقابلے میں سَرکشی کا طرزِ عمل اختیار کرتے، اور جب اُن کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُن کے گناہوں کی پاداش میں پکڑ لیا، جان لو! کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

آیت ۵۳ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس انعام کو جو وہ کسی قوم پر کرتا ہے اُس وقت تک نہیں بدلتا، جب تک وہ خود اس کو نہ بدلے، جس کا تعلق خود اس سے ہو، اللہ سُننے والا اور جاننے والا ہے، جب کوئی فرد یا قوم اپنی حالت کو بدل ڈالے تو اللہ بھی اِس نعمت کو اس مقام پر رکھنے کا فیصلہ تبدیل کر دیتا ہے، اور یہ نعمت کسی اور کو دے دی جاتی ہے یا پھر اللہ اس کو اس نعمت سے محروم کر دیتا ہے، اقتدارِ حکومت، عزّت وتوقیر، مال ومتاع، صحت وتندرستی، علم وہنر، فکر وعقل ودانش امن اور خیر کا ہر کام، اولاد کا ہونا، یہ سب کی سب اللہ کی نعمت ہی تو ہے نعمت ملنے پر اس کو صحیح طور پر استعمال کرنے کا استحقاق بھی انسان کو ہے اس نعمت پر باری تعالیٰ کا شکر بھی ادا کیا جائے کیوں! اس لئے کہ قرآنِ حکیم میں پارۂ عَمَّ ۳۰ سورۃ التکاثر آیت ۸ میں ارشادِ ربّی ہے: ''ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ'' پھر ضرور اُس دن تم سے ان نعمتوں کے بارے میں دریافت سوال کیا جائے گا۔

یہ آنکھ، یہ کان، یہ دل، یہ دماغ اور یہ سوچ، ہر ایک سے سوال ہوگا کیا ان نعمتوں کا استعمال اللہ کی ہدایت کے مطابق کیا گیا ہے یا نہیں! اور جنہوں نے کُفرانِ نعمت کیا ہوگا وہ دھرے جائیں گے!۔

آیت نمبر ۴۹ تا ۵۳ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

جن مُنافقوں کے دلوں میں نفاق کا مرض تھا اُن کا یہ کہنا کہ ان مسلمانوں کو اُن کے دین نے فریب میں مُبتلا کر رکھا ہے حالانکہ اللہ پر توکّل ہی کامیابی کا راز ہے مجاہدینِ بدر کو مدینہ کے یہودی اور مُنافق طعنہ دیتے تھے، بھلا یہ بے سروسامان مٹھی بھر لوگوں کا قریش جیسی طاقتور جماعت سے ٹکر لینا دیوانگی کی علامت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا دیوانے یہ مسلمان نہیں یہ خود دیوانے ہوگئے ہیں ان آیات میں روئے سخن ان کافروں کی طرف ہے جو غزوۂ بدر میں ہلاک ہوئے انہیں خبر ہی نہیں کہ موت کے وقت فرشتے ان کے چہروں اور پشتوں پر چوٹیں لگائیں گے اور دوزخ کی نوید بھی سنائیں گے، پھر کہا جائے گا یہ سزا تمہارے شامت اعمال کے سبب مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والا ہے، وہ ہر قسم کے جور وستم سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمہیں سزا دینے کو کوئی شوق نہیں۔

یہ بات تو واضح ہے کہ آلِ فرعون، قوم، ثمود، قوم عاد اور قوم نوحؑ وغیرہ میں اور ان مُشرکین میں کوئی زیادہ فرق نہیں! ان کا طرزِ عمل بھی اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار تھا وہ بھی سرکشی اختیار کر چکے تھے یہ لوگ بھی وہی کچھ فعلِ عمل سرزد کر رہے ہیں چنانچہ وہ عتاب میں آئے اُن کو بھی عتاب بدر میں مُبتلا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ سزا دینے کی قوت رکھتا ہے۔

اللہ جل جلالہٗ کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اگر باری تعالیٰ کسی قوم کو نعمت سے سرفراز کرے تو اس نعمتِ اکرام کو اس وقت تک نہیں بدلتا، جب تک وہ قوم خود اپنے طرزِ عمل، طرزِ فکر کو بدل نہیں دیتی۔ یاد رہے کہ نیت کے فتور سے نعمت چھن جاتی ہے ارتکاب گُناہ سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں اس لئے لازم ہے کہ گناہوں سے دُوری اختیار کی جائے۔

Marfat.com

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

اہلِ فرعون اور اس سے اگلے لوگوں کا طرزِ عمل تھا کہ اُنہوں نے اپنے رَبّ کی آیتوں کو جھٹلایا/ان آیات کی تکذیب کی، اُن کے گُناہوں کی پاداش میں ہم نے آلِ فرعون کو غرق کر دیا/ہم نے ہلاک کیا اور وہ سب کے سب ظالم تھے۔(۵۴)

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾

بے شک اللہ کے نزدیک بدتر جانوروں میں وہ ہیں جنہوں نے راہِ کُفر اختیار کی، وہ کسی بھی طرح ایمان نہیں لاتے!۔(۵۵)

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور وہ جنہوں نے آپ ﷺ سے کئی بار معاہدہ عہد و پیمان کیا پھر ہر بار اپنا عہد توڑتے رہے وہ اپنی وعدہ خلافی سے ذرا پرہیز نہیں کرتے/اور وہ ڈر نہیں رکھتے!(۵۶)

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

پس اگر آپ کبھی اُنہیں کہیں میدانِ جنگ میں پاؤ تو اُنہیں ایسی عبرت ناک سزا دو کہ اُنہیں اچھی طرح یاد رہے اور اُنہیں مُنتشر کر دو جو اُن کے پیچھے ہیں تا کہ اُنہیں عبرت ہو!۔(۵۷)

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآىِٕنِيْنَ ﴿۵۸﴾

اور اگر تم کو کسی قوم سے خیانت/دغا کا اندیشہ لاحق ہو تو اعلانیہ طور پر صلح کا قول وقرار اُن کی طرف پھینک دو! تا کہ میثاقِ عہد میں مساوات/برابری قائم رہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا خیانت کرنے والوں کو۔(۵۸)

الفاظ ومعانی آیت ۵۴ تا ۵۸

(كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ) جیسے عادت فرعون کی ۔(وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ) جو اُن سے پہلے تھے ۔(كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ) اُنہوں نے جھٹلایا اپنے رَبّ کی آیتوں کو۔(فَاَهْلَكْنٰهُمْ) پس ہلاک کر دیا ہم نے اُنہیں۔امام فخر الدین رازیؒ نے یہاں ایک اہم نکتہ کی طرف اشارہ لطیف کیا ہے اور رقم طراز ہیں ''پہلی آیت میں (كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ) رَبِّ جلیل کی آیات سے انکار کیا۔دوسری آیت میں (كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ) انہوں نے اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا، پہلی آیت دلائل توحید اور اُلوہیت کے انکار کی طرف نشان دہی کرتی ہے اور دوسری میں تربیت پرورش کی طرف اشارہ ہے گویا دونوں کا طبعی نتیجہ جُدا جُدا بیان کر دیا۔(بحوالہ تفسیر رازیؒ)

(بِذُنُوْبِهِمْ) بسبب اُن کے گُناہوں کے یا یوں سمجھے قریش نے قرآن کی تکذیب کی اور بدر میں ہم نے اُن کو قتل کیا (وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ) اور ہم نے ڈبو دیا دریائے قُلزم میں فرعون کے لوگوں کو رتا بعد ازوں کو یہ بات یاد رہے کہ دوسری قوموں کی ہلاکت کی صورت یہاں بیان نہیں ہوئی، دیگر آیات میں اس کا ذکر آیا ہے۔کسی پر زلزلہ آیا، تو کہیں لوگ زمین بوس ہو گئے، کئی کی شکلیں مسخ ہو گئیں اور کسی پر ہوا کا طوفان آیا بالآخر مُشرکین مکّہ پر غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں

عذاب مُسلّط ہوا۔ (اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) بدتر چلنے والے زمین پر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو پختہ ہو گئے کُفر میں۔ اس سے معانِدین قریش مُراد ہیں جیسے ابوجہل، عتبہ اور شیبہ اور ان کے مثل وہ یہود مقصود ہیں جیسے کعب بن اشرف اور اُن کے گُروہ کے لوگ دواب، دابة کی جمع ہے جس کے لُغت میں معنی زمین پر چلنے والے کے ہیں اس لئے کہ انسان اور جانور سب ہی زمین پر چلتے ہیں، عام محاورہ میں یہ لفظ چوپائے جانوروں کے لئے مستعمل ہے گویا مفہوم یہ واضح ہوا تمام جانوروں اور انسانوں میں سب سے زیادہ بدتر جانور یہ لوگ ہیں۔ (فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ) پس یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے ان لوگوں کی زندگی کا ماحصل جانوروں کی طرح کھانا، جاگنا اور سونا ہے، بھلا ان کی رسائی ایمان تک کیونکر ممکن ہے! (اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ) وہ لوگ تو ہیں کہ آپ نے عہد کیا اُن کافروں سے، وہ بنی قریظہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے اقرارِ عہد کیا تھا عٰهَدْتَّ عہد باندھا آپ نے مُعَاهِدَۃٌ سے فعل ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر قواعد کے مطابق۔

(ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ) پھر توڑ دیتے ہیں وہ اپنے عہد ہر بار۔ تبیان میں تحریر ہے کہ "بنو قریظہ نے عہد کیا تھا کہ حضور ﷺ کے دشمنوں کی مدد نہیں کریں گے اور بدر کے دن مُشرکوں کو ہتھیار سے مدد دی۔ پھر کہنے لگے ہم بھول گئے اور دوبارہ عہد کیا اور غزوۂ خندق کے دن ابوسفیان سے مل کر عہد توڑ دیا"۔ (وَهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ) وہ پرہیز نہیں کر سکتے عہد توڑنے سے یا نہیں خوف کھاتے بیوفائی کے عذاب سے۔ چونکہ یہ لوگ کائنات رنگ و بُو کی مستی و سرشاری میں مدہوش ہیں اس لئے اُنہیں آخرت کی فکر ہی نہیں! (بحوالہ قرطبیؒ)

(فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ) پس اگر آپ اُنہیں پائیں لڑائی میں۔ (تَثْقَفَنَّهُمْ) اگر آپ اُن کو کبھی پائیں ثَقْفٌ کے معنی "پانے کے" ہیں فعل مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر قواعد کے مطابق۔ (فَشَرِّدْ بِهِمْ) پس بھگا دیں اُنہیں، مُنتشر کر دیں ایسی سخت سزا دی جائے تا کہ دوسرے دیکھ کر بھاگ جائیں فعل اَمر کا صیغہ واحد مذکر حاضر قواعد کے لحاظ سے۔ لُغت میں تشرید کے معنی ہلاک کرنا اور پراگندہ کرنا ہے۔ علّامہ قرطبیؒ کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو اس انداز سے سزا دی جائے کہ جسے دیکھ کر دوسرے لوگ اُن کی راہ اختیار کرنے سے باز رہیں۔ (بحوالہ تفسیر قرطبیؒ)

(مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ) جو لوگ اُن کے پیچھے ہیں تا کہ وہ عبرت پکڑیں، نصیحت سیکھیں۔ (اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً) اور اگر کسی قوم سے آپ ﷺ کو خیانت کا اندیشہ ہو۔ (تَخَافَنَّ) آپ کو ڈر ہو۔ (خَوْفٌ) سے فعل مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر قواعد کے مطابق۔ (فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ) پس پھینک دو اُن کی طرف ان کا عہد برابر عہد شکنی جاننے میں گویا ان کا عہد اُن کی طرف اس صورت سے واپس کر دیں کہ وہ اور آپ برابر ہو جائیں۔ (اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ) بے شک اللہ دوست نہیں رکھتا خیانت کرنے والوں کو اور اُن کے عمل پسند نہیں کرتا "اگرچہ یہ خیانت دشمن کافروں کے حق میں کی جائے وہ بھی جائز نہیں ہے"۔ (بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیعؒ) اور مسلمانوں کو اس بات کی تلقین کی جاتی کہ عہد کو توڑنے سے قبل کوئی تیاری بھی اُن کے خلاف نہ کی جائے۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

تشریح وتوضیحات آیت ۵۴ تا ۵۸

آیت ۵۴ میں اظہارِ بیان ہے کہ اِن کافروں کا وہی طرزِ عمل ہے جو اس سے قبل اہلِ فرعون اور گذری ہوئی قوموں کا تھا وہ

Marfat.com

اللہ کی آیات کی تکذیب کرتے تھے تو اُن کو گناہوں کی پاداش کے سبب ہلاک کیا گیا اور فرعونیوں کو غرق کر دیا گیا یہ تمام کے تمام ظالم تھے اگر اس تنبیہ سے قریش نے کچھ سبق نہ سیکھا تو بالآخر اس طرح کا عذاب آجائے گا جیسا کہ فرعون اور دیگر قوموں پر آیا تھا اللہ نے ان کو غرق کر کے اُن پر ظلم نہیں کیا یہ تو خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔ چنانچہ آیت ۴۶ سورۂ حٰم السجدہ پارہ ۲۵ اِلَیۡہِ یُرَدُّ میں ارشادِ ربّی ہے: وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ اور آپ کا رَبّ بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا نہیں!

آیت ۵۵ میں بیان کیا جا رہا ہے کہ بلاشبہ زمین پر چلنے والوں کے نزدیک وہ بد سے بدتر ہیں جنہوں نے کُفر کیا سو وہ ایمان نہیں لاتے، اس لئے وہ اپنے کُفر پر مصر ہیں ایمان نہیں لاتے، حقیقت تو یہ ہے کہ بدترین انسان وہ ہیں جنہوں نے راہِ کُفر اختیار کیا وہ جانور بلکہ جانوروں میں سب سے بدتر جانور بن گئے بالفاظ دیگر اللہ کے احکامات کے مطابق اپنے حواس، فکر عمل اور دانش سے کام نہیں لیتے، اور گیتیٔ کائنات میں، بکھری ہوئی پھیلی ہوئی نشانیوں کا درست ادراک رکھنے سے قاصر ہوتے ہیں وہ اندھوں کی طرح ایام زندگی بسر کرتے ہیں ایسے لوگ انسانیت کے بلند مقام سے گر جاتے ہیں کُفر کی بدولت، حقیقت شناسی سے نا آشنا ہو کر ایمان کی راہ علم و بصیرت سے محروم ہو جاتے ہیں اس لئے یہاں پر کُفّار کو بدترین جانور سے تعبیر کیا گیا ہے۔

آیت ۵۶ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جا رہا ہے کہ جن سے نبی اکرم ﷺ نے عہد و پیمان کا وعدہ لے لیا تھا وہ اپنا ایفائے عہد ہر بار توڑ دیتے تھے وہ برابر معاہدوں کی خفیہ یا اعلانیہ طور پر خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں مدینہ کے یہودی جہاں ان کی تین بستیاں آباد تھیں بنی قینقاع، بنی نضیر اور بنی قریظہ، جب حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قدم رنجا فرمایا تھا ان سب نے آپ ﷺ سے معاہدے کئے ”جس میں یہ شرط شامل تھی کہ سب قبیلے رگروہ ایک قوم بن کر رہیں گے اگر ایک فریق پر دشمن نے وار کیا تو باہم سب ان کی مدد کریں گے“۔ (بحوالہ ابن ہشام) لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد اہلِ یہود نقص عہد کے مُرتکب ہوئے، قریشِ مکہ اور دیگر قبائل جو اسلام کے مخالف تھے اُن سے مل کر مسلمانوں کی تحریکِ نو کے خلاف سازش کا آغاز کر دیا، یہ تو وہ بھی جانتے تھے کہ ہر عہد شکنی شرمناک جُرم ہے وہ اس سے ذرا بھی ڈرتے نہیں!

آیت ۵۷ میں اظہارِ بیان ہے کہ پس اگر تم اُنہیں جنگ میں پاؤ تو اُنہیں قتل کرو اور اُنہیں اس قدر پس ماندہ رمنتشر کر کے تتر بتر کر دو کہ اُن کے ساتھیوں میں بھگدڑ مچ جائے اور ان میں اس قدر خوف غالب آجائے کہ اس طرف رُخ ہی نہ کر سکیں اور اپنی شکست سے عبرت حاصل کریں، اُنہیں ایسا سبق سکھایا جائے کہ دوسروں کی آنکھیں کھُل جائیں اور لوگ ارتکاب جُرم سے باز رہیں۔

آیت ۵۸ میں بیان کیا جا رہا ہے کہ کسی قوم کے ساتھ عہد و پیمان کا معاہدہ ہو پھر اُن سے میثاقِ عہد ٹوٹنے کا اندیشہ ہو تو معاہدہ اُصول کے مطابق اُنہیں سزا دینا یا اُن پر حملہ آور ہونا درست عمل نہیں بلکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ اِن کا عہد لوٹا دیا جائے اور واضح کر دیا جائے کہ اُمید ہے تم سے عہد کی پاس داری کی اُمیدِ وفا نہیں رہی اس لئے اس عہد کو ہم فسخ کرتے ہیں، اب اگر زیادتی کے مرتکب ہوں گے تو سزا پاؤ گے آئندہ ہمارے اور تمہارے مابین کوئی معاہدہ باقی نہیں رہا، دونوں فریق اپنے اپنے معاملات اور حفاظت کے خود ذمہ دار ہیں اس گفتگو کا مَاحَصل یہ کہ اسلام کے اصول حکمرانی کے مطابق کافر سے بھی خیانت کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، باری تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿٥٩﴾

اور کافر ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ کر بھاگ نکلے، یقینی طور پر وہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے!۔(۵۹)

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٦٠﴾

اور تیار رکھو تم اُن کے مقابلے میں اپنی بھرپور طاقت وقوت، یعنی جنگی سامان، پلے ہوئے گھوڑے (اور جو کچھ استطاعت رکھتے ہو) تا کہ اس سے تم خوف زدہ کرو، اُن کے دلوں میں ڈھاک بٹھاؤ اپنے اور اللہ کے دشمنوں پر، اور اُن کے سوا دوسرے پر بھی ہیبت جمائے رکھو! تم نہیں جانتے البتہ اللہ اُنہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ صَرف رخرچ کرو گے، اللہ تمہیں اَجر ربدلہ پورا پورا دے گا، کسی طرح تمہارا حق نہیں مارا جائے گا رتمہارے ساتھ ہرگز ظلم نہیں کیا جائے گا۔(۶۰)

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾

اور اگر کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور بھروسہ کرو اللہ پر، یقیناً وہ سب کچھ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔(۶۱)

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾

اگر وہ تمہیں فریب دینے کا ارادہ کریں تو بے شک اللہ ہی تمہارے لئے کافی ہے وہی ہے جس نے آپ ﷺ کی حمایت کی اور اہلِ ایمان کا ساتھ دے کر آپ ﷺ کی نصرت فرمائی!۔(۶۲)

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾

اور اُن کے دلوں میں باہمی اُلفت ڈال دی، ان میں محبت پیدا کرنے کے لئے۔ اگر آپ جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ صرف بھی کر دیتے تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے۔ لیکن اللہ نے اُن کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی راللہ نے اُن کے دل ملا دیئے، بے شک اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔(۶۳)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾

اے حبیب ﷺ! آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے جتنے اہلِ ایمان ہیں سب کے لئے بس اکیلا اللہ ہی کافی ہے۔(۶۴)

الفاظ ومعانی آیت ۵۹ تا ۶۴

(وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا) ❶ اور گمان نہ کیجئے! وہ کافر بچ کر نکل گئے! میرے عذاب سے، اس سے بدر کے بھاگے ہوئے لوگ یا عہد توڑنے والے مُراد ہیں۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل) حق سُبحانہٗ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اے محمد ﷺ آپ یہ نہ سمجھو کہ اُن پر عذاب کرنے سے ہم عاجز ہو گئے! بلکہ (اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ) بے شک یہ لوگ اپنی اپنی چالاکی سے

❶ ...... سَبَقُوْا وہ آگے نکل آئے سَبَقٌ سے فعل ماضی بعید کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔

Marfat.com

اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے! چاہیے تو یہ تھا کہ کافر یہ گمان نہ کریں کہ ہم اُن پر عذاب کرنے سے عاجز ہیں جب اللہ اُن کو پکڑنا چاہے گا یہ ایک قدم بھی سرک نہ پائیں گے، یہ بھی عین ممکن ہے کہ دنیا میں ہی دھر لئے جائیں ورنہ آخرت میں تو ان کی پکڑ ظاہر ہے اس آیت کے مطالعہ سے یہ اَمر واضح ہوا کہ اگر کوئی مُجرم رگنہگار کسی اُلجھن، پریشانی اور مصیبت سے نجات پائے اور پھر بھی توبہ کی توفیق نہ ہو اور اپنے ارتکابِ جُرم پر ڈٹا رہے تو اس کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ وہ سُرخرو ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اس کو چھوٹ مل گئی وہ تو ہمہ وقت اللہ کی گرفت میں ہے، یہ عارضی ڈھیل اور مُہلت اس کے عذاب اور مصیبت کو اور بڑھا رہی ہے گو اس احساس سے وہ بے خبر ہے۔

(وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ) اور سامانِ جنگ کی تیاری کرو کُفار کے واسطے جس قدر تم سے ہو سکے۔ (اَعِدُّوْا) تم تیار رکھو۔ (اسْتَطَعْتُمْ) جو تم سے ہو سکے۔ استطاعة سے فعل ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ (مِنْ قُوَّةٍ) قوت سے۔ لڑائی کے ساز و سامان میں سے، کیونکہ لشکر اس کے سبب قوت پاتا ہے۔ عقبہ بن عامر ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ منبر پر فرماتے تھے اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ قوت تیر اندازی میں ہے قوت سے تیر مارنا مُراد ہے بعض علماء نے کہا کہ تیر لگانے کو خاص طور پر بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تیر و کمان سب زیادہ قُوت والا ہتھیار ہے حضرت ابو علی رود باری قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی حمایت پر اعتماد کرتے اور اس کی عنایت پر یقین واثق رکھنے کا نام قُوت ہے۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدین)

(اَعِدُّوْا) سے فعل اَمر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، قواعد کے مطابق۔ قرآن کی تعلیم مسلمانوں کے لئے یہ ہے کہ "اللہ پر توکّل کرو" اور ہمہ وقت سامانِ جنگ سے لیس رہا کرو، یہاں کسی خاص ہتھیار یا اسلحہ کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی ہے ہر وہ شے جس سے لڑائی میں توانائی اور طاقت مل جائے استعمال کی جاسکتی ہے گویا وہ تمام اسلحہ جو اُس وقت دستیاب تھے اور قیامت تک ایجاد ہونے والے ہتھیار شامل ہیں۔ (مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ) تیاری کرو بندھے گھوڑوں سے تاکہ اس تیاری اور مستعدی سے ڈرائیں۔ رِبَاطِ باندھا، سرحد پر پہرہ دینا یہ اسم بھی ہے اور مصدر بھی بمعنی گھوڑے باندھنے کے آتا ہے (تُرْهِبُوْنَ) تم ڈراؤ گے اِرْهَابٌ سے بمعنیٰ خوف زدہ کرنا فعل مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر قواعد کے لحاظ سے۔ (عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ) دُشمن اللہ کو اور اپنے دُشمن کو جو کفار مکہ ہیں اُن پر اپنی ڈھاک بٹھاؤ، اس کو یوں سمجھئے کہ سامانِ حرب اور سامانِ دفاع سے لیس ہونے کا اصل مدعا یہ نہیں ہے کہ اُنہیں قتل اور ہلاک کیا جائے بلکہ شرک اور کُفر کا خاتمہ کرنا ہے یہ قلم کے ذریعہ سے اور زبان کے ذریعہ بھی ہو سکتا ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ اُنہیں قتل و قتال ضروری ہو، گویا ہر ایک اَمر کو مدِّ نظر رکھ کر دفاع کرنا فرض ہے۔ (وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ) اور اگر مُشرکین جھکیں صلح کے لیے تو پس آپ بھی اُن کی طرف صلح کے لیے مائل ہو جائیں اور اللہ پر کلی طور پر بھروسہ کرو یعنی اس بات سے قطعی خوف نہ کھاؤ کہ فریب رمکر سے صلح کا ہاتھ انہوں نے بڑھایا ہے۔ (اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ) اللہ خوب سُننے والا ہے اور جاننے والا ہے، اللہ تمہیں محفوظ رکھے گا اُن کا وبال مکر ان پر ہی ڈال دیا جائے گا۔ جَنَحُوْا اوہ مائل ہوئے جنوحٌ سے جھکنے یا آمادہ ہونے کے ہیں فعل ماضیہ کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔ (فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ) پس اللہ ہی کافی ہے آپ کے لیے۔ (يَّخْدَعُوْكَ) خدعٌ آپ کو فریب دیں۔ (اَنْ يَّخْدَعُوْكَ) یہ کہ دھوکہ دیں آپ کو، فعل مضارع جمع مذکر غائب قواعد کے لحاظ سے۔

Marfat.com

(وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ) اور اسی نے اُن کے دلوں کے مابین اُلفت پیدا کر دی۔ (اَلَّفَتَ) تو نے اُلفت ڈال دی، تالیفٌ سے فعل ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، قواعد کے مطابق۔ قبیلہ اوس اور خزرج میں ایک سو بیس (۱۲۰) برس سے تعصب اور عداوت تھی، لوٹ مار کرتے تھے، حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو صلح و محبت کا پیامبر بنا کر کیتیؔ کائنات میں بھیجا رارسل کیا تو سارے جزیرۂ عرب میں جہاں ہر طرف چارسو نفرت و عداوت کی فضا چھائی ہوئی تھی آپ ﷺ کی آمد کی برکت سے اُن کے دِلوں میں اُلفت ڈال دی، اور چند ہی دنوں میں ایسا انقلاب رُونما ہوا کہ بغض وعناد کی جگہ محبت اور اخلاص نے لے لی لوگوں کے دلوں میں باہمی محبت و اخلاص اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور اس حصولِ انعام کے لیے اللہ کی اطاعت و رضاجوئی اور حضور ﷺ کی فرمانبرداری شرط ہے، ہوتا یوں ہے جیسے کہ قرآن میں آیا ہے:

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا

اور نیک عمل کریں تو باری تعالیٰ اُن کے آپس میں محبت و مودّت پیدا کر دیتے ہیں

وہ دل جن میں نفرت بھری ہوئی ہو ان میں محبت کا ڈالنا اور پھر ایک دوسرے کا جانثار بنا دینا کوئی سہل بات نہیں یہ تو اللہ کا فضل ہے کہ اللہ نے بغض، عناد اور عداوت کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو بجھا دیا چنانچہ حکم ہوا:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

اور اللہ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے محبت پیدا کر دی ان میں بلاشبہ وہ قادر ہے اور غالب ہے جو چاہئے کرے وہ جاننے والا ہے۔ (وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) اور جنہوں نے آپ ﷺ کی پیروی کی رجو آپ کے فرمانبردار ہیں اہلِ ایمان میں سے۔ یہ آیت غزوۂ بدر میں قتال سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی تقویت اور صحابۂ کرامؓ کی تسلی کے لئے نازل ہوئی۔ بعض نے کہا کہ ۳۳ مرد اور چھ عورتیں حضرت محمد ﷺ پر ایمان لا چکے تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو چالیس کی گنتی پوری ہوگئی تو یہ آیت نازل ہوئی، اے محبوب! (ﷺ) آپ کی فتح کامرانی اور اعانت کے لیے اللہ اور آپ کے جانثار، عاشقانِ مصطفیٰ ہی کافی ہیں آپ کو کسی غیر کے سہارے کی بھلا کیا ضرورت ہے۔ (بحوالہ تفسیر قرطبیؒ) (اِتَّبَعَكَ) اس نے آپ کی پیروی کی۔ اِتِّبَاعٌ سے فعل ماضی (واحد مذکر غائب) كَ ضمیر (واحد مذکر حاضر) قواعد کے لحاظ سے۔

تشریح و توضیحات آیت ۵۹ تا ۶۴

آیت ۵۹ میں اظہارِ بیان ہے کہ معاندینِ حق قطعی یہ گمان نہ کریں کہ وہ اللہ کی گرفت سے نکل بھاگیں گے وہ ہمارے قابو سے قطعی طور پر باہر نہیں جا سکیں گے وہ ہرگز عاجز نہیں کر سکیں گے، بتایا جا رہا ہے کہ جو کفار ابھی عذابِ گرفت سے دوچار نہیں ہوئے اور غزوۂ بدر کی شکست کے اثرات سے بچ نکلے تھے وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی پکڑ سے باہر ہیں۔ ان کو نہ تو دنیاوی عذاب کی گرفت سے رستگاری ملی ہے اور نہ ہی وہ آخرت کے عذاب سے بچ پائیں گے اُنہیں خبر ہی نہیں کہ کفر کا آخر انجام، دو عالم کا دائمی عذاب ہے۔ روئے زمین پر بے شمار سائنسی ایجادات کی ترقی کے باوجود کفار ہر طرح سے عذابِ بلا

Marfat.com

میں گرفتار ہیں، مغربی تہذیب نو کے معاشرہ میں جولوگ رہتے ہیں ان کی اخلاقی حالت جنسی بے راہ روی، اُن کی رقص وسرور کی محفل میں جنسی اختلاط کی فضا اور اُن کے بدلے میں آسمانی آفت طوفان، زلزلے، اور جدید ترین بیماریاں یہ سب عذابِ الٰہی کی مختلف اشکال کی ترجمان ہیں اور تو اور ذرا مشرق کی صورت حال پر ایک نظر ڈال لیجے تو سہی، ان کا کھانا تک عذاب کی ایک عجیب وغریب کیفیت ہے۔ کہیں کتے کھاتے ہیں، کہیں چوہے اور سانپ غذا میں شامل ہے، کہیں آفاتِ سماوی کا آنا یہ سب کچھ عذاب نہیں تو اور کیا ہے! اس کو ''سوامی'' کا نام دیا جائے یا طوفان بلاخیز کہا جائے بھلا یہ کُفار اللہ کے احاطۂ قدرت وتسلط سے نکل کر کیسے بھاگ سکیں گے اس لئے مسلمانوں کو تسلی دی جارہی ہے کہ وہ اللہ پر بھروسہ کر کے اللہ کے احکامات کی تکمیل کریں تو سب پر غالب آجائیں گے۔

آیت ۶۰ میں وضاحت کے ساتھ بیان ہے کہ اسلام کے دشمنوں سے مقابلے کے لیے ہر نوع کی فوجی قوت وصلاحیت پیدا کرو، مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاد کے لئے، کُفر اور جارحیت کو رُوکنے کے لیے اپنی مُقدّور کے مطابق جہاں تک ممکن ہوسکے سامان جہاد فراہم کرو اسلامی لشکر کو جدید اسلحہ سے لیس کرو، حضور ﷺ کے عہد مبارک میں خوشنما پلے ہوئے گھوڑے شمشیر زنی اور تیراندازی کی مشق اس دور کا سامانِ حرب تھا، آج کے دورِ جدید میں، بندوق، توپ، آبدوز، کشتیاں بحری ر سمندری بیڑے جرنیل راکٹ، ٹینک، دیگر اسلحہ اور آلات حرب یہ سب کچھ سامانِ جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستان جیسے اسلامی ملک کو جوہری توانائی بھی حاصل ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنی تیاری مکمل رکھیں تاکہ اللہ کے دشمنوں پر تمہاری ہیبت رہے یہ سب سامان اور جنگی تیاری دشمنوں پر رُعب جمانے دھاک بٹھلانے کی ایک ظاہری صورت ہے، باقی رہی فتح ونُصرت تو وہ اللہ کی مدد سے ملتی ہے جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا تم کو پورا پورا صلہ دیا جائے گا اور تمہارے معاملے میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

آیت ۶۱ میں بتایا جارہا ہے کہ کہ جنگ کے بجائے اگر دشمن بھی مصالحت کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہوجاؤ اگر صلح سے اس بات کا امکان ہو کہ کافروں کا مقصد دھوکہ اور فریب ہو تو ایسی صورت حال کے پیشِ نظر بھی تردّد کی کوئی بات نہیں! اللہ پر مکمل توکل رکھو! یقینی طور پر اللہ دشمن کے فریب سے محفوظ رکھے گا، جس نے پہلے بھی مدد فرمائی اپنی تائید اور فتح سے سرفراز کیا، فرشتوں کا نُزول ہوا اور انعامات سے نوازا گیا۔ یہ صلح قبول کرنے کی اجازت اس صورت میں ہے جب کہ مسلمان اپنے آپ کو کم زور جانتے ہوں اور باہمی عمل وصلح میں اسلام اور مسلمانوں کا مفاد مُضمر ہو یہ بات ذہن نشین رہے کہ جب کافر کمزور ہوں اور مسلمان وسائل اور قوت میں مضبوط ہوں تو کُفار کی شوکت عظمت اور کمالِ قوت کو توڑنا لازم ہے چنانچہ یہی موضوعِ سخن آیت ۳۵ سورۂ محمد پارہ حٰم ۲۶ میں بیان ہوا ہے:

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ۔

پس تم ہمت نہ ہارو اور سُستی نہ دکھاؤ، اور سمجھوتے کی دعوت نہ دو اور تم ہی غالب رہو گے اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال کے بارے میں تمہارے ساتھ خیانت نہیں کرے گا۔ آیت ۳۵

Marfat.com

گویا بتانا یہ مقصود ہے کہ صلح و سمجھوتے کی ایسی صورت میں ضرورت نہیں ہے، بلکہ عزم، حوصلے اور ایمان کے ساتھ، جہاد کے لئے تیار رہو تم ہی سر بلند رہو گے، بے شک اللہ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔

آیت ۶۲ میں بیان کیا جارہا ہے کہ اگر کُفار تم کو فریب دینے کا عزم کریں تو تمہارے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ اگر دشمنوں نے کوئی چال چلنے کے لیے سوچا تو اللہ تعالیٰ کی نُصرت وحمایت تمہارے شاملِ حال ہوگی اسی ہدایت کی روشنی میں سرکار دو عالم ﷺ کا طرزِ عمل دیکھئے اُنہوں نے قریش کے ساتھ حُدیبیہ میں صلح کی۔

آیت ۶۳ میں اظہارِ بیان ہے کہ آغازِ اسلامی تحریک میں تم لوگ باہم لڑنے میں مصروف رہا کرتے تھے، حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ایک دوسرے کے دلوں میں اُلفت ومحبت کی فضا پیدا کردی، یہ نعمت ہے ایک مشکل کام آسان ہوگیا اگر تم دنیا کے خزانے بھی لٹا دیتے تو امن کی آتشی کی یہ باہمی محبت پیدا نہیں ہوسکتی تھی یہ سب کچھ اللہ کی عنایت اور انعام ہے کہ سب کچھ بُغض وعداوت کو بھول کر آپس میں شیر وشکر ہوگئے۔ یہ اہلِ ایمان پر اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی برکت بعثت سے احسان فرمایا ہے، باری تعالیٰ نے اس انعام اور احسان کا تذکرہ آیت ۱۰۳ سورہ آلِ عمران پارہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ میں کیا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ

اور اللہ کی رَسّی کو مل کر تھام لو! اور پھوٹ نہ ڈالو اپنے اُوپر اللہ کے فضل کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو باری تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی پس تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔

صدیوں پرانی دشمنی کو ختم کر کے باہمی خُلوص وایثار پیدا کرنا اللہ کی خاص عنایت ہے، بے شک اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

آیت ۶۴ میں بیان کیا جارہا ہے کہ اے نبی! ﷺ آپ کے لیے اللہ ہی کافی ہے اور اُن اہلِ ایمان کے لئے جنہوں نے آپ ﷺ کی اتباع اختیار کی ہے، مسلمانوں کے لیے اللہ ہی کافی ہے اس کے دو مفہوم لئے جاسکتے ہیں اَسلاف کی اکثریت اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ جب حمایت اور ہدایت کے لیے اللہ ہی کافی ہے تو کسی بھی قلّت کے احساس سے اور عالم بے سروسامانی سے گھبرانا قطعی نہیں چاہئے، کچھ علماء اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ اے حبیب! ﷺ فی الحقیقت اللہ وحدہٗ لاشریک ہی آپ کے لیے کافی ہے ظاہری اسباب کے لحاظ سے مخلص مسلمانوں کی محبت خواہ کتنی کسی قدر ہی قلیل ہو۔ (بحوالہ تفسیر عثمانی جلد اوّل از مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

اللہ نے مسلمانوں کے دل میں محبت پیدا کردی، جو کسی کے اختیار کی بات نہ تھی، جب رسول اللہ ﷺ سرزمین عرب میں مبعوث ہوئے تو تمام روئے زمین پر کفر وبُت پرستی کے تاریک مبہوط سائے چھائے ہوئے تھے، جونہی مکّہ مکرمہ میں آفتاب رسالت وہدایت طلوع ہوا اس نے تمام عالم کو منوّر کیا، عرب میں محبت کے آثار پیدا ہوئے۔ تحریک اسلامی کی تحریک نے، شمعِ رسالت کے پروانوں کو حوصلہ دیا اور اِن کے عزم کو حیاتِ نو عطا کرنے کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ؕ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾

اے نبی ﷺ! ترغیبِ شوق دلایئے اہلِ ایمان کو جہاد کے لیے اگر تم میں سے صبر کرنے والے بیس آدمی ہوں تو وہ دوسو پر غلبہ پالیں گے اور اگر تمہارے سو آدمی ہوں تو ایک ہزار منکرینِ حق پر غالب رہیں گے کیونکہ یہ کافر لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔ (۶۵)

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۶۶﴾

اب بوجھ ہلکا کردیا ہے تم پر سے، اس کو معلوم ہے کہ تم میں کمزوری ہے، بس اگر تم میں سے ہوں سو شخص ثابت قدم رہنے والے ہوں تو وہ غالب آئیں گے دوسو پر، اور اگر تم میں سے ہزار آدمی ایسے ہوں جو صابر ہوں تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو صبر کرنے والے رثابت قدم رہنے والے ہیں۔ (۶۶)

مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ ؕ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا ۖ وَاللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۷﴾

نہیں مناسب نبی ﷺ کو کہ اپنے ہاں رکھے قیدیوں کو جب تک کہ ملک میں خوب خونریزی کی جنگ نہ ہوجائے تم چاہتے ہو دنیا کا مال ومتاع راسباب دنیا اور اللہ کا تو چاہنا ہے تمہاری آخرت بن جائے اور اللہ تعالیٰ تو ہر طرح غالب، حکمت والا ہے۔ (۶۷)

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِیْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۶۸﴾

اگر اللہ کا نوشتہ پہلے سے تحریر نہ ہوتا، جو کچھ تم نے لیا ہے، وہ تمہارے لیے بڑی سزا اور زبردست تکلیف کا مُوجب ہوتا۔ (۶۸)

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۶۹﴾

پس جو کچھ تم نے حلال اور پاکیزہ مالِ غنیمت حاصل کیا ہے اُسے کھاؤ! اور اللہ سے ڈرتے رہو! بے شک اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (۶۹)

الفاظ ومعانی آیت ۶۵ تا ۶۹

(یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ) اے نبی ﷺ! رفیع قدر، یا خبر دینے والے تحریض کیجیے اہلِ ایمان کو اور جہاد کے لیے رغبت شوق پر اُبھاریے، کافروں کے ساتھ قتال پر، اگر مسلمان صبر کا دامن مضبوطی سے تھام لیں تو اپنے سے دس گُنا کافروں کے لشکر پر غالب آجائیں گے، اگرچہ خبر یہ ہے لیکن معنوی لحاظ سے امر ہے کہ مسلمان دس گُنا قوت کے سامنے ڈٹ جائیں اور قدم پیچھے نہ ہٹائیں کافر اپنی تعداد کی کثرت کے بل بوتے پر مسلمانوں کو مَغلوب نہیں کرسکیں گے۔ (بحوالہ ضیاء القرآن جلد دوم از محمد کرم شاہ الازہریؒ) (اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ) اگر ہوں تم میں سے بیس آدمی صبر کرنے والے معرکہ قتال میں تو غالب ہوں گے دوسو (مُشرکوں) پر یہ شرط حکم کے معنی پر ہے، مفہوم اس کا یوں سمجھئے کہ تم میں سے ایک مسلمان دس مُشرکوں کے مقابلے میں صبر کرے اور بھاگے نہیں۔ (وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ) اگر

ہوں تم میں سے سو آدمی (یَغْلِبُوْٓا اَلْفًا) غالب ہوں گے تائیدالٰہی سے ہزار آدمیوں پر۔ (مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ) ان میں سے جو کافر ہوئے اور یہ تمہارا اُن پر غالب ہونا، اور اس سبب سے ہے کہ وہ گروہ ہے نادان کہ اللہ کو اور روزِ قیامت کو نہیں پہچانتے۔ اس لئے نجات اور درجات سے غافل ہو کر گمراہی کے وقت اہلِ ایمان کے سامنے ثابت قدم اور مستقل رہنے کی قوت نہیں رکھتے اس کا سبب یہ ہے کہ کُفار کی جنگ کسی خاص مقصد کے لیے نہیں ہے وہ تو محض بغض، عناد اور تعصب کا نتیجہ ہے۔ (اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ) اب بوجھ ہلکا کر دیا اللہ تعالیٰ نے تم پر سے۔ (خَفَّفَ) اس نے تخفیف کی رکی کردی، تَخْفِیْفٌ سے فعل ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب قواعد کے مطابق یہاں یہ اَمر یاد رہے کہ یہ وعدہ اُن نام نہاد مسلمانوں سے نہیں ہے جو آزمائش اور مصیبت کی گھڑی میں ہمت کا دامن چھوڑ دیتے ہیں، بلکہ یہ نوید مسرت ان سچے اہلِ ایمان سے جو راہِ حق میں جوشِ ایمانی کو بڑھا دیتے ہیں اور صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں، جن کا جذبۂ ایمان یہ ہوتا ہے اقبال کی زبان میں ''پہاڑ اُن کی ہیبت سے رائی'' وہ ظُلم وکُفر کے سامنے فولادی چٹان بن کر اُبھرتے ہیں۔

(وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ) اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اعانت اور حمایت کے سبب سے جو کوئی صَبر کرے گا فتح ونُصرت پائے گا۔ الصَّبْرُ مَطِیَّۃُ الظَّفر صبر سواری ہے نُصرت وظفر کی، کیا خوب کہا ہے: ع

صبر کُن اے دل کہ بعد از ان ظفر آید ☆ صبرو ظفر دوستان قدیم اند

(مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ) نبی کو مناسب نہیں کہ جب تک زمین پر کفار کا خون نہ بہائے، کافروں کو صرف قیدی بنا کر رکھنا۔ غزوۂ بدر میں حضرت محمد ﷺ ستر قیدی کُفّار کے لے کر مدینہ منورہ میں آئے، ان قیدیوں کے بارے میں جن میں حضور اکرم ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی عَقیل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ لوگوں سے مشورہ طلب کیا گیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا فدیہ دے کر چھوڑ دیجئے آپ کی قوم ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کی توفیق سے سرفراز فرمائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قتل کر دینا چاہیے تا کہ کُفر ظُلمت کا زور ٹوٹ جائے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا ''آگ میں جلا دیجئے'' آپ ﷺ نے اس مشورہ کو قبول کر لیا جن میں قیدیوں کے معاملے میں رحمت اور سہولت تھی۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ کو سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند آئی، چنانچہ ہر ایک سے چالیس اوقیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اوقیہ سونے کا ایک وزن تھا جس میں چالیس درہم ہوتے تھے درہم کچھ کم چار آنے تھا۔ (بحوالہ تفسیر فتح المنان تفسیر حقانی جلد دوم عبدالحق الحقانیؒ)

اس آیت میں (حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ) کے الفاظ آئے ہیں، یُثْخِنَ، اثخان سے مَصدر کثرت سے خوب بہادے، فعل مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب قواعد کے مطابق۔ لفظ اثخان کے معنی لغت میں کسی قوت وشوکت کو توڑنے میں مبالغہ سے کام لینے کے ہیں اس معنیٰ کی تاکید کے لئے لفظ فِی الْاَرْضِ لایا گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ دشمن کی شوکت کو خاک میں ملا دے۔ (بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیعؒ) اثخان کا معنی ہے کسی چیز کا گاڑھا ہو جانا تا کہ وہ بہہ نہ سکے، ویسے یہ مستعمل ہے کثرتِ قتل، غلبہ اور تسلط جو کثرتِ قتل کا مُوجب ہے کہ معانی میں بھی ہوتا ہے۔ (بحوالہ قرطبیؒ) (فِی الْاَرْضِ) بیچ زمین کے اس لئے کہ یہ صورت کفّار کی ذِلّت اور قلّت کا سبب، اور اسلام کی عزّت اور ابرار کی شوکت ظاہر ہونے کا باعث ہے۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ ۱۸۸۷ء)

Marfat.com

(تُرِیۡدُوۡنَ عَرَضَ الدُّنۡیَا) یعنی تم لوگ دنیا کو چاہتے ہو! دنیا کا مال بہت جلد زائل ہوجانے والا ہے۔(وَاللّٰہُ یُرِیۡدُ الۡاٰخِرَۃَ) اور اللہ چاہتا ہے تمہارے لئے ثواب آخرت کہ وہ بہشت اور نعمت دائمی ہے۔(وَاللّٰہُ عَزِیۡزٌ) اور اللہ غالب ہے دوستوں کو دشمنوں پر غلبہ دیتا ہے (حَکِیۡمٌ) دانا ہے اس بات میں کہ جو بندوں کے ساتھ کرتا ہے اس آیت میں لطیف اشارہ ملتا ہے کہ اللہ بڑی حکمت والا ہے اگر آپ لوگ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرتے تو وہ اپنے فضل وکرم سے آئندہ فتوحات میں تمہارے لئے مال دولت کے سامان اسباب بھی مہیا کردیتا۔(فَکُلُوۡا مِمَّا غَنِمۡتُمۡ حَلٰلًا طَیِّبًا) پس اب جو مالِ غنیمت تمہیں ملی ہے اور فدیہ یہ بھی اس میں ہے وہ اب کھا سکتے ہو، اور آیندہ کے لیے تمہارے لئے حلال کردیا گیا۔ آیت زیر مطالعہ میں مالِ غنیمت کو پاکیزہ قرار تو دیا گیا مگر یہ شرط بھی لگادی گئی۔(وَاتَّقُوا اللّٰہَ) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو، اور اس کے حکم کی مخالفت میں لڑو، پس اُمید رکھو۔(اِنَّ اللّٰہَ) بلا شبہ اللہ۔(غَفُوۡرٌ) بخشنے والا ہے اس نے تمہارا گناہ بخش دیا۔(رَّحِیۡمٌ) مہربان ہے کہ غنیمت تم پر حلال کردی، اور سابقہ اُمتوں پر حرام تھی، اشارہ لطیف یہ ہے کہ ''مالِ غنیمت اگرچہ حلال کردیا گیا مگر وہ بھی ایک قانون کے تحت حلال ہوا ہے اُس قانون کے تحت خلاف یا اپنے حق سے زائد لیا جائے گا تو وہ جائز نہیں''۔(بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیعؒ)

تشریح وتوضیحات آیت ۶۵ تا ۶۹

آیت ۶۵ میں اظہارِ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جہاد سے قبل صحابۂ کرامؓ کو تلقین عمل کی دعوت دیتے کہ تم مسلمانوں کو تعداد کی کمی سے متعلق ہراسان ہونے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے لئے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اور اُنہی قلیل مسلمانوں کی رفاقت کافی ہے، ربِ جلیل کی رحمت بے پایاں سے دس گنا دشمنوں پر غالب آئیں گے، اہلِ ایمان جب جذبۂ شوق شہادت سے سرشار ہوتا ہے تو ایمان کی روشنی اس کے قلبِ حزیں میں پھیل جاتی ہے، مسلمانوں کی جنگ محض باری تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوتی ہے وہ اللہ کی رضا کو پہچان کر اور یہ جان کر میدانِ کارزار میں قدم رکھتا ہے کہ راہِ حق میں جان نثار کردینا ہی اصل زندگی کا مقصد ہے ''شہادت ہے مقصود مطلوب مؤمن'' کے مصداق اللہ کی راہ میں مرنا ہی اصل زندگی ہے پھر مردِ مؤمن کو یقین کامل ہوتا ہے کہ میری تمام تر قربانیوں کا ثمر، آخرت میں ضرور بہ ضرور ملنے والا ہے۔ حقیقت احوال تو یہ ہے کہ بیس مسلمان جم کر لڑائی کرنے والے دوسو پر بھاری ہوں گے اور ایک سو مسلمان ایک ہزار لشکر جرار کا منہ پھیر دے گا، یہ اصل طاقت دلوں کی طاقت ہے مسلمان جب اللہ کے حکم کی تکمیل شوق میں سربہ کف ہوتے ہیں تو اُنہیں اللہ کی نصرت بھی ملتی ہے، کافر تو عظمتِ الٰہی سے بے خبر اور بیگانہ ہے وہ تو اللہ کی معرفت کا شعور نہیں رکھتے، دشمن کا گروہ تو عقل وادراک فہم وآگاہی اور سُوجھ بُوجھ سے قطعی عاری ہے ان میں تعصب کا عنصر غالب ہے محض جوش وعداوت سے مجبور ہوکر جنگ کررہے ہیں یہ تو علم وبصیرت سے محروم ہیں گو تعداد میں زیادہ ہوں، وہ اہل ایمان کی بصیرتِ علم ودانش کے آگے ٹھہرنے سے قاصر ہیں۔ چونکہ مُشرکین بھرپُور وسائل کے ساتھ اور کثیر تعداد میں میدان میں مقامِ بدر پر آگئے تو حضور اکرم ﷺ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''ایسی بہشت میں جانے کے لیے صف آرا ہوجاؤ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے مساوی ہے''۔ ایک صحابی عمیر

Marfat.com

بن حمام رضی اللہ عنہ نے اظہارِ مسرّت کرتے ہوئے کہا میں بھی جنّت میں جانے والوں میں سے ہوں گا پھر وہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جامِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ (بحوالہ صحیح مسلم)

آیت ۶۶ میں بتایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ذمّہ داری پُرتخفیف کردی ہے اور جان لیا کہ تم میں ضعف اور کمزوری ہے سو اگر تم میں سے سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور تم میں سے ہزار ہوں گے تو باری تعالیٰ کے حکم سے دو ہزار پر غلبہ پائیں گے اور تم میں سے جو صبر کرنے والے ہیں اللہ اُن کے ساتھ ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ آیت مبارکہ مسلمانوں کی کثرت کے دور میں اُتری، اللہ نے مسلمانوں پر جو پچھلا حکم عائد ہوا تھا اس ذمّہ داری میں کمی کردی "چنانچہ اس حکم میں اسلام میں نئے داخل ہونے والوں کی معرفت وبصیرت کی کمزوری کا بھی لحاظ رکھا گیا"۔ (بحوالہ تفسیر تدبرالقرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

آیت ۶۷ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جارہا ہے کہ غزوۂ بدر میں ستر کفّار مسلمانوں کے ہاتھوں مقید ہوئے باری تعالیٰ نے اُن کے بارے میں دو اشکال مسلمانوں کے سامنے رکھیں (۱) ہلاک یا قتل کردینا۔ (۲) فدیہ لے کر اُن کو رہا کردینا اس شرط پر کہ اگلے سال اسی تعداد میں تمہارے آدمی قتل کئے جائیں گے۔ حقیقت احوال تو یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ کی طرف سے اِن دونوں صورتوں کا منتخب کرنا دراصل آزمائش اور امتحان کی کٹھن گھڑی تھی تاکہ اس بات کا پتہ چل جائے کہ مسلمان اپنے مشورے اور مزاج فطرت کے مطابق کس طرف جھکتے ہیں بہرِ نوع اس سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل ہوا ۔اس آیۃ مبارکہ میں بتایا جارہا ہے کہ دنیا میں نبی اس لئے مبعوث نہیں ہوئے کہ اُن کی اطاعت کرنے والے اپنے دشمنوں سے فدیہ طلب کریں بلکہ ان کا ارفع واعلیٰ مقصد دعوتِ حق ہے اس لئے نبی کے لیے یہ بات مناسب نہیں کہ جب تک ملک میں خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے کافروں کو قیدی بنائے۔ اے مسلمانو! تمہاری نظر دنیا کے مال ومتاع پر لگی ہوئی ہے تم مالِ دنیا چاہتے ہو! باری تعالیٰ تمہارے لئے آخرت کے انعام واکرام کو پسند کرتا ہے۔

آیت ۶۸ میں ذکر ہورہا ہے کہ اگر اللہ کا نوشتہ، پہلے سے موجود نہ ہوتا تو جو طرزِ عمل اور روش اپنا رکھی ہے اس کے سبب تم پر ایک عذاب عظیم ٹوٹ پڑتا، یہاں اس غلط روش کے بارے میں اہلِ قریش نے جو رویّہ اختیار کر رکھا تھا اس کا جواب دیا گیا ہے کہ بدر میں جو کچھ معاملہ درپیش ہوا اس کی ذمّہ داری نبی پر نہیں بلکہ خود تم پر عائد ہوتی ہے جب دنیا میں تمہارا یہی شیوہ رہا ہے تم نے جو شر پھیلایا تھا وہ تو اس بات کا متقاضی تھا کہ عذابِ عظیم تمہیں پکڑتا، لیکن ربِّ جلیل کے قانون کے تحت تمہیں مہلت مل گئی۔

آیت ۶۹ میں اظہارِ بیان ہے کہ خیر جو کچھ تمہیں مالِ غنیمت ہاتھ آیا ہے اس کو حلال اور پاکیزہ سمجھ کر کھاؤ، اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے، جب اس سابقہ آیت کا نزول ہوا تھا تو صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فدیے وصول کیے تھے اُن سے ہاتھ رُوک لیا تھا اس پر یہ آیت مبارکہ اُتری اور بیان ہوا کہ تمہاری غنیمتیں حلال کی گئی ہیں اُنہیں کھاؤ صحیحین کی حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمارے لئے غنیمتیں حلال کردیں اور ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں تھیں۔

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اے نبی! (ﷺ) جو قیدی آپ کے ہاتھ رقبضہ میں ہیں اُن سے کہہ دیجئے! اگر اللہ کو معلوم ہوا کہ تمہارے دلوں میں کچھ خیر رنیکی ہے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عطا کرے گا اور تمہارے قصور رگناہ بخش دے گا اللہ تعالیٰ تو واقعی بہت درگزر کرنے والا اور مہربان ہے۔ (۷۰)

وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اگر وہ آپ کے ساتھ خیانت ردھوکہ دہی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس سے پہلے بھی یہ لوگ اللہ کے ساتھ خیانت کے مُرتکب ہو چکے ہیں اسی لئے اللہ نے اُنہیں تمہارے قابو میں دے دیا رقیدی بنا دیا، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور حکمت والا ردانا ہے۔ (۷۱)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

یقینی طور پر جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کے لیے وطن چھوڑا رہجرت کی اور جہاد کیا، اپنے مالوں سے، اپنی جانوں سے، اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے ہجرت کرنے والوں کو پناہ دی اور ان مہاجرین کی مدد کی ہر طرح سے پس یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے مگر ہجرت اختیار نہیں کی، یعنی ایمان کی خاطر اپنے گھر بار نہیں چھوڑ پائے تمہارے لیے اُن کی رفاقت نہیں رتم پر اُن کی دیکھ بھال کی کوئی ذِمّہ داری نہیں، جب تک وہ ہجرت کر کے نہ آ جائیں البتہ اگر وہ تم سے دین کے معاملہ میں مدد طلب کریں تو تم پر لازم ہے کہ اُن کی مدد رحمایت کرو مگر یہ مدد رامداد اُن کے مقابلے میں نہیں دی جائے گی جن کے درمیان صلح کا عہد و پیمان ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے۔ (۷۲)

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝

اور وہ لوگ جنہوں نے راہِ کفر اختیار کی وہ ایک دوسرے کے مددگار رفیق بنے ہوئے ہیں اگر تم آپس میں ایک دوسرے کے دوست بن کر نہ رہو گے تو زمین پر بڑا فساد برپا ہوگا رملک میں فتنہ پھیل جائے گا۔ (۷۳)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

اور جو لوگ ایمان لائے، گھر بار چھوڑا رہجرت کی، اللہ کی راہ میں جہاد کیا راللہ کے راستے میں محنت اُٹھائیں رجدوجہد کی جنہوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی یہی لوگ سچے ایمان دار ہیں اُن کے لئے بخشش ہے اور باعزت روزی ہے۔ (۷۴)

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ؀

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کر کے آ گئے اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتہ دار ر عزیز و اقارب ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں ر ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں اللہ کی کتاب کے قانون سے بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ (۷۵)

الفاظ و معانی آیت ۷۰ تا ۷۵

(وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ) اور اگر وہ آپ سے دھوکہ دہی کا ارادہ رکھتے ہیں تو وہ پس خیانت کر چکے اللہ کے ساتھ، اس سے پہلے کفر کے سبب پس باری تعالیٰ نے قدرت دی آپ کو ان پر یہاں تک کہ غزوۂ بدر کے دن وہ گرفتار ہوئے آپ لوگوں کے ہاتھوں اور اس کے بعد اب ممکن ہے کہ اللہ آپ کو اور غالب کر دے۔ (خَانُوْا) اُنہوں نے خیانت کی، دغا دی، خَیَانَۃ سے فعل ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ غزوۂ بدر میں قید ہونے والوں میں کچھ لوگوں نے تو مسلمان ہونے کا شرف پالیا مگر اُن کے بارے میں، لوگوں کے دل میں خلش باقی رہ گئی تھی، یہ مکہ جا کر کہیں اسلام سے منہ نہ موڑ لیں، پھر کوئی خسارہ پہنچائیں اس لیے پہلے تو میثاقِ ازل میں جو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا پروردگار ہونے کا اقرار کیا تھا اس کی خلاف ورزی کرنے لگے تھے، اُن کی یہ خیانت ر دھوکہ دہی خود ان کے لیے نقصان دہ رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذلیل و رسوا بھی ہوئے اور پکڑے بھی گئے۔ (وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے اس آیت میں ترہیب کے ذریعہ بتایا جا رہا ہے کہ تمہاری دنیا و آخرت کی بھلائی کا انحصار اسلام اور ایمان میں مُضمر ہے۔ (اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) بے شک ر بالیقین وہ لوگ جو ایمان لائے۔ (وَهَاجَرُوْا) اور ہجرت کی۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنے وطن ر گھر بار چھوڑے۔

(وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ) اور جہاد کیا اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنے مال کو ہتھیار حرب اور محتاجوں کے مصارف میں صرف کیا۔ (وَاَنْفُسِهِمْ) اور اپنی جانوں کے ساتھ قتال میں مصروف رہے۔ (فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُذُوْا) اللہ کی راہ میں یہ مہاجر لوگ ہیں اور جنہوں نے جگہ دی مہاجروں کو اور مدد کی رسول اللہ ﷺ کی، اس گروہ سے مُراد انصار ہیں۔ انہوں نے جگہ دی اِیْوَا سے فروکش، فعل ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔ (بحوالہ تفسیر قادریؒ از مولوی فخر الدینؒ) (اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ) وہ گروہ بعضے اُن کے دوست ہیں اور بعض کے متولی ہیں میراث میں، ابتداء میں یہ حکم تھا کہ مہاجر اور انصار ہجرت اور نصرت کے سبب ایک دوسرے کی میراث لیں۔ اِس آیت میں اسلامی ملّت سے تعلق رکھنے والے مختلف نوع ر گروہ کا اُن کی اپنی علیحدہ حیثیت سے تذکرہ کیا۔ ہے اس کے ساتھ ساتھ اور سیاسی اُمور کے تعلقات اور ان کے حقوق کا ذکر کیا ہے۔ ضیاء القرآن جلد دوم میں محمد کرم شاہ الازہریؒ رقمطراز ہیں ''اس لحاظ سے کہ یہ آیت اسلام کی عادلانہ خارجہ پالیسی کا ستون قرار دی گئی۔ (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) جو لوگ ایمان لائے۔ (وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ) اور جنہوں نے ہجرت نہیں کی، تمہارا اُن سے کوئی رشتہ ولایت نہیں، تاوقتیکہ وہ ہجرت نہ کریں۔ قابلِ غور بات یہ کہ اس

Marfat.com

آیت کے زیرِ مطالعہ میں لفظ وَلی اور ولایت استعمال کیا گیا ہے جس کا معنیٰ کے لحاظ سے مفہوم دوست اور گہرے مراسم کے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مجاہد، حسن، قتادہ وغیرہ جیسے ائمہ تفسیر نے ولایت سے مفہوم وراثت اور ولی کا معنیٰ وارث لیا ہے اور اکثر مُفسّرین نے ولایت کے لغت میں معنی دوستی اور اعانت مُراد لیے ہیں۔ وَلی بمعنیٰ دوست، محبوب، محبّ، عزیز، محافظ، مددگار، حاکم ولایۃ اور تولی کے معنیٰ حفاظت، نگرانی اور حکومت کے ہیں وَلی بمعنیٰ فاعل اور بمعنیٰ مفعول دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اور بندوں دونوں کے لیے آیا ہے اس کی جمع اولیاء ہے ولی اللہ وہ ہے جو صاحبِ ایمان ہو اور صاحبِ تقوٰی بھی۔ (بحوالہ قاموس القرآن)

(وَاِنِ اسۡتَنۡصَرُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ) اور وہ مسلمان جنہوں نے ہجرت نہیں کی اگر تم سے مدد چاہیں دین کے کام میں اگر ان میں اور کافروں میں مقابلہ واقع ہو اور وہ تم سے مدد طلب کریں۔ (فَعَلَيۡكُمُ النَّصۡرُ) تو تم پر واجب ہے اُن کی امداد کرنا۔ مگر ان کے مقابلے میں نہیں کہ تم میں اور اُن میں باہم عہد صلح کا ہو۔ عہد و پیمان یعنی جس سے عہد ہے اس سے عہد نہ توڑو۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایسا ہی ایک واقعہ رُونما ہوا جس وقت سرکارِ دوعالم ﷺ نے کُفارِ مکہ سے صلح کرلی اور صلح کی یہ شرائط میں یہ بات شامل تھی کہ مکّہ سے جو فرد آدمی اب مدینہ طیبہ جائے تو اس کو رسول اللہ ﷺ واپس کردیں اسی معاملہ صلح کے وقت ابوجندل رضی اللہ عنہ جنہیں کُفّارِ مکّہ نے مقید کر کے طرح طرح کی ایذا اور تکالیف میں مُبتلا کیا تھا ہر صورت وہ کسی طرح خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اپنے ظُلم وستم کا اظہار کر کے حضور ﷺ سے مدد کے طلبگار ہوئے یقینی طور پر ایک مظلوم کی پکار سُن کر آپ ﷺ کس قدر متاثر ہوئے، اس کے باوجود آیتِ زیرِ مطالعہ کے حکم کے مطابق آپ ﷺ نے مدد کرنے کا عذر فرما کر واپس کردیا۔ (بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیعؒ)

(وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ) اور اللہ جو کچھ تم سے عہد ایفائے عہد یا عہد شکنی کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔ (وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا) اور جو لوگ کافر ہوئے۔ (بَعۡضُهُمۡ) بعض اُن کے۔ (اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ) وہ دوست/حمایتی ہیں بعض کے باہم امداد کرنے میں اس لئے اس آیت سے پتہ چلا کہ کافر لوگ، آپس میں ایک دوسرے کے وارث قرار پائیں گے اور "تقسیم وراثت کا جو قانون اُن کے اپنے مذہب میں رائج ہے اُن کی وراثت کے معاملے میں اسی قانون کو نافذ کیا جائے گا"۔ (بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیعؒ)

حاصل گفتگو یہ کہ عائلی مسائل غیر مسلم کا اپنا مذہبی ضابطہ اسلامی مملکت میں محفوظ رکھا جائے گا، اس سلسلے میں یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ تعلیمات قرآن کا اعجاز تو دیکھیے، انسانی تمدن اور معاشرتی اُمور کو زبان، منصب اور دولت کی اساس پر منقسم نہیں کیا جاسکتا۔ اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں تقسیم کا انحصار عمل ایمان اور کُفر پر ہے اہلِ ایمان بلا امتیاز نسل و رنگ، زبان اور ملک ایک طبقہ کے افراد ہیں اور اسی نوعیّت سے کُفّار کا اپنا ایک طبقہ ہے، لگتا ہے یہی انسان معاشرہ کی درست سمت میں تقسیم ہے جس کو عقل و دانش انتی ہے جانتی ہے۔ (اِلَّا تَفۡعَلُوۡهُ تَكُنۡ فِتۡنَةٌ فِى الۡاَرۡضِ وَفَسَادٌ كَبِيۡرٌ) اگر تم اس حُکم پر عمل پیرا نہ ہوں گے جو حُکم ہم نے کیا ہے باہم ملنے، مدد اور محبت کرنے کا تو تمام تر زمین میں فتنہ و فساد پھیل جائے گا، اس کو یوں سمجھیے اگر مسلمان باہم دوسرے کے رفیق/مددگار نہ ہوتے تو اُن کے کام بگڑ جاتے اور کافر غلبۂ ظہور کریں گے، بھلا اس سے زیادہ فتنہ

Marfat.com

وفساد اور کیا ہوسکتا ہے اور حق تعالیٰ جب مہاجر اور انصار کی امداد اور وراثت کی خبر دے چکا اور اس کے ترک پر تہدید ❶ کر چکا تو دوبارہ اُن کی ہجرت اور حمایت کرنے کی جزا کی خبر دیتا ہے۔ (اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا) وہ گروہ وہ ہے جو سچے مؤمن ہیں۔ (لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ) اُن کے واسطے بخشش ہے اللہ کی طرف سے، اور اچھی روزی ہے اُن کے لئے مغفرت مقدر رہے۔ صحیح حدیث میں مذکور ہے۔ الا سلام یھدم ما کان قبلہ والھجرۃ تھدم و کان قبلھا۔ یعنی مسلمان ہوجانے کا شرف پچھلے گناہوں کے انبار کو چھپالیتا ہے اسی طرح ہجرت کرنا سابقہ گناہوں کو ختم کردیتا ہے۔ (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔ (مِنْۢ بَعْدُ) بعد صلح حُدیبیہ کے۔ (وَهَاجَرُوْا) اور ہجرت کی اُنہوں نے۔ جیسے ابونصر اور ابو جَندل وغیرہ۔ (وَجَاهَدُوْا) اور جہاد کیا (مَعَكُمْ) ساتھ آپ کے، یعنی آپ ﷺ کے مددگار ہوئے۔ (فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ) تو وہ گروہ آپ میں ہیں یعنی سابقہ اور اگلے ایمان اور ہجرت اور جہاد میں مساوی ہیں، یہ قابل ذکر بات ہے کہ صلح حدیبیہ سے قبل ہجرت کرنے والے اور فتح ونُصرت دین کے لئے جانثاروں کا مقام بلاشبہ عظیم سے عظیم تر ہے لیکن بعد میں بھی جنہوں نے ہجرت اختیار کی اور اسلام کی سرفرازی اور عظمت اسلام کی خاطر اپنے آپ کو سپرد خدمت کردیا وہ بھی احکامِ شرعیہ اور جملہ تمام سیاسی حقوق میں برابر ہیں ضرورت پڑنے پر ایک دوسرے کی نصرت حمایت بھی کریں گے اور ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے۔

(وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ) اور قرابت والے ررشتہ دار اور بعض رنسب ورثہ میں ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں اللہ کے حکم کے مطابق۔ لوحِ محفوظ میں یہ آیت اُسی گروہ کے وارث ہونے کی ناسخ ہے جو ہجرت اور نُصرت کے بعد سب ایک دوسرے کی میراث لیتے تھے۔ اس آیت نے یہ کلّیہ بتادیا کہ تقسیم وراثت اقربا کے معیار پر ہونا چاہئے لفظ اُولُوا الْاَرْحَامِ صرف اقرباء اور رشتہ داروں کے لیے استعمال ہوتا ہے ان میں خاص خاص عزیز واقارب کے حصہ کا ذکر سورۃ نسآء میں وضاحت کے ساتھ بتادیا گیا ہے، خاص خاص رشتہ داروں کے حصے خود باری تعالیٰ نے مقرر کردیئے ہیں جن کو اصطلاح شریعت میں ذوی الفروض کہا جاتا ہے اور باقی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) بے شک اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

تَشْرِیح وَتَوْضِیحَات آیت ۷۰ تا ۷۵

آیت ۷۰ میں اظہارِ بیان ہے ان قیدیوں کا جو قیدی فدیہ کے لیے روک لئے گئے تھے ان سے کہا جا رہا ہے کہ اگر باری تعالیٰ تمہارے دلوں میں نیک نیّتی دیکھے گا یا کوئی بھلائی پائے گا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عطا کیا جائے گا کسی قسم کا شک تم کو نہیں رکھنا چاہئے باری تعالیٰ تم کو بخش دے گا وہ بہت مہربان معاف کرنے والا ہے ایسا ہی یہی حکم آیت ۴ سورۂ محمد پارہ ۲۶ حٰم میں بیان ہوا ہے:

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ط

❶ ...... تہدید، ڈانٹ ردھمکی رسزا بحوالہ فیروز اللغات، از مولوی فیروز الدینؒ۔

Marfat.com

پس جب کافروں سے تمہارے مقابلے کی نوبت آجائے تو ان کی گردن پر وار مارو۔

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا

جب ان کو اچھی طرح کچل دو تو اب اچھی مضبوط قید و بند سے گرفتار کرو پھر اختیار ہے کہ خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر ویسا کر لینا یہاں تک کہ لڑائی کا زور ٹوٹ جائے۔ (آیت ۴)

آیت ۷۱ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر یہ نبی ﷺ سے خیانت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس سے پہلے بھی یہ خیانت کے مرتکب ہو چکے ہیں اب بھی اگر وہ دغا کرنا چاہیں تو کچھ پرواہ کی بات نہیں! اس لئے بدعہدی پر اُن کو گرفتار کر لیا جائے باری تعالیٰ حکمت والا اور علم والا ہے۔ اس آیت کریمہ میں یہاں پر غزوۂ بدر کے قیدیوں کے تمام تر معاملات کو جذبات سے ہٹ کر عقل و دانش اور انصاف کے اُصول پر غور کرنے کا پیام ہے اگر وہ اپنی پہلی روش پر قائم رہیں تو ایفائے عہد توڑنے کی سزا اور دھمکی ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ رقمطراز ہیں مضمون سے ظاہر ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے قیدیوں کو فدیہ لے کر جو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس فیصلہ کو پسند کیا اور اس کے نتیجہ میں اُن کے قبولِ اسلام اور مغفرت کی راہیں کھُلنے کا امکان ظاہر فرمایا"۔ (بحوالہ تفسیر تدبر القرآن)

آیت ۷۲ میں بتایا جا رہا ہے کہ ایمان لانے والے لوگ، جنہوں نے ہجرت بھی کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال و متاع سے جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے پناہ دی اور امداد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے رفیق ہیں، یہ بات ذہن میں رہے کہ اسلام سے قبل باہمی اعانت اور نُصرت کی اساس قبائل اور خاندانی عصبیت پر موقوف تھی۔ یہ اسلامی تعلیمات کا اثر ہے کہ مہاجرین اور انصار کے مابین ایمان و اسلام اور ہجرت و جہاد کی وجہ سے رشتہ ولایت معرضِ وجود میں آیا، رہے وہ لوگ جو ایمان تو لے آئے مگر اُنہوں نے ہجرت نہیں کی تو بتایا گیا کہ تمہارا ان سے کوئی رشتہ ولایت نہیں تا وقتیکہ وہ ہجرت نہ کریں۔ چنانچہ اس بات کی تشریح کرتے ہوئے سید ابو اعلیٰ مودودیؒ تفہیم القرآن جلد دوم میں رقمطراز ہیں "یہ آیت اسلام کے دستوری قانون کی ایک اہم دفعہ ہے اس میں یہ اُصول مقرّر کیا گیا ہے کہ "ولایت" کا تعلق صرف ان مسلمانوں کے درمیان ہوگا جو یا دارِالاسلام کے باشندے ہوں یا اگر باہر سے ہجرت کر کے آجائیں۔ باقی رہے وہ مسلمان جو اسلامی ریاست کے حدودِ ارضی سے باہر ہوں، تو اُن کے ساتھ مذہبی اُخوّت تو ضرور قائم رہے گی لیکن وراثت کا تعلق نہ ہوگا"۔ (تفہیم القرآن جلد دوم از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

اِس آیت مبارکہ میں مزید وضاحت کی جا رہی ہے کہ گویا ہجرت نہ کرنے والوں کی مدد اور نُصرت کی ذِمّہ داری تم پر نہیں، لیکن دین کی بابت رسلسلے میں اُن کی معاونت کرنا ضروری ہے لیکن یہ حمایت کسی ایسی قوم کے مقابل میں نہ ہوگی جس سے مسلمانوں کا میثاق رمعاہدہ ہو چکا، اس بارے میں معاہدہ کا احترام تقدس مقدم ہوگا اور تم جو کچھ کرتے ہو حق سبحانہٗ تعالیٰ اُس کو دیکھ رہا ہے۔

آیت ۷۳ میں اظہارِ بیان یوں ہے کہ اور جنہوں نے کُفر اختیار کیا وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست رحامی و مددگار ہیں اسی طرح اگر تم لوگوں نے بھی ایمان کی اساس پر ایک دوسرے کی معاونت رحمایت نہ کی، تو ملک میں ظلم اور بڑا فساد ہوگا جیسا کہ احادیث مبارکہ میں وضاحت کے ساتھ واضح کر دیا گیا کہ اگر تم لوگ وراثت میں کُفر و ایمان کو نظر انداز کر کے محض رشتہ داری کو پیشِ نظر رکھو گے تو اس سے عظیم فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔

آیت ۷۴ میں بتایا جا رہا ہے کہ جو لوگ ایمان کی سعادت سے مشرف ہوئے، ہجرت کی اللہ کی راہ میں عزم جہاد کیا اور

Marfat.com

وہ لوگ جنہوں نے لوگوں کو پناہ دی اور ان کے ساتھ تعاون کیا، یہی لوگ سچے مؤمن قرار پائے، یہ کس قدر خوش نصیبی کی بات ہے کہ جب باری تعالیٰ اُن کے مؤمن برحق ہونے پر گواہ ہے پھر اُنہیں کسی دوسرے گواہ کی گواہی کی بھی بھلا کیا ضرورت ہے اُن کے لئے مغفرت کی نوید بھی ہے اور باعزت روزی بھی عطا ہے۔

آیت ۷۵ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے کہ جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کر کے آگئے اور آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے وہ بھی تم ہی میں شامل ہیں، اس کو یوں سمجھئے کہ ہجرت کا اہم موقع مسلمانوں کی قوت کو جہاد کے لیے آمادہ کرنا تھا کہ گویا ہجرت ایمان و نفاق کے جانچنے کی کسوٹی بھی ہے''۔ (بحوالہ تفسیر تدبر القرآن از امین احسن اصلاحیؒ)

ہجرت کے بعد رسالت مآب ﷺ نے انصار اور مہاجرین میں جو رشتہ اُخوت / بھائی چارہ قائم کیا تھا اس کے سبب وہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوا کرتے تھے، لیکن اس آیت کے مطابق توارث کا یہ طریقہ ختم کیا گیا اور صرف قریبی عزیز و اقارب تک وراثت محدود کر دی گئی۔

آیت نمبر ۷۰ تا ۷۵ کے اہم نکتہ پر ایک مطالعاتی نظر:

آیت ۷۰ میں ان قیدیوں کا ذکر ہے جن قیدیوں کو فدیہ کے لیے روک لیا گیا، بتایا جارہا ہے کہ جو فدیہ لیا گیا اس سے بہتر تمہیں اسلام قبول کرنے کے بعد دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ جوان قیدیوں کی فہرست میں شامل تھے، سعادت ایمان پا کر مسلمان ہو گئے تو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اُنہیں دنیوی مال و متاع اور دولت و ثروت سے خوب سرفراز کیا، ان آیات میں بتایا گیا کہ تمہاری نیتیں صاف ہیں تو تمہیں کوئی کھٹکا نہیں! اللہ تمہیں اپنے فضل و کرم سے عطا کرے گا، لیکن اگر وہ زبان سے تو اسلام قبول کرنے کا اقرار کریں لیکن ان کا مقصد فریب دینا ہو! تو کفر و شرک اختیار کرنے سے کیا حاصل! سوائے رُسوائی اور تذلیل کے۔ اسی موضوعِ سخن کا اظہار آیت ۴ سورۂ محمد پارہ ۲۶ حٰمٓ میں ہو رہا ہے۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۔ اور جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان کی گردنوں پر مارو یہاں تک کہ اُنہیں کچل دو! ۔ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً ۔ اس حکم میں تم کو یہ بھی سہولت دی جاتی ہے کہ قیدیوں کو احسان کر کے چھوڑ دو، یا فدیہ وصول کر کے چھوڑنا ہو تو ویسا کر لینا۔ آیت ۴ سورہ محمد۔

جن لوگوں نے ہجرت کی مدینہ آئے اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے مدینے میں ایسے لوگوں کی مدد کی جیسے دو فریق ایک دوسرے کے رفیق / دوست ہیں، جو لوگ فتنہ فساد کرتے ہیں، دوسرے کے دین کو مٹانے کا عزم رکھتے ہیں، پھر اُن کے خلاف جہاد لازمی ہے جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے۔

تقسیم میراث میں اہلِ قرابت / رشتہ دار ہی ایک دوسرے کی میراث کے وارث ہیں۔

الحمد للہ سورۃ انفال اختتام پذیر ھوئی

Marfat.com

ترتیب نزول ۹، آیات ۱۲۹، رکوع ۱۶

سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ[1]

یہ سورۃ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی
کل حروف ۱۰۴۸۸، کلمات ۲۰۷۸

بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱

صاف صاف جواب ہے (اعلانِ برأت ہے) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے، اُن مُشرکوں کو، جن سے آپ ﷺ نے عہدو پیمان کرلیا تھا۔ (۱)

فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝۲

پس اے مُشرکو! تم ملک میں چار ماہ تک چلو، پھرو اور جان رکھو! تم اللہ کو نہیں عاجز کرنے والے رتم تھکا نہ سکو گے اللہ کو اور یہ بھی جان لو! اللہ یقیناً رُسوا کرنے والا ہے کافروں کو۔ (۲)

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلان عام ہے، بڑے حج کے دن کہ اللہ مُشرکوں سے دستبردار ہے اور اس کا رسول ﷺ بھی پس اگر تم توبہ کرلو تو یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم نے رُوگردانی کی تو جان لو! تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہ کرسکو گے۔ اے حبیب ﷺ! اب آپ کافروں کو دردناک عذاب کا مژدہ سُنا دیجئے!۔ (۳)

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْــــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴

بجز اُن مُشرکوں کے جن سے آپ عہد کرچکے ہو اور جنہوں نے اب تک رنوید رخوش خبری آپ ﷺ سے قول وقرار کی پابندی کی رکچھ بے عہدی بھی نہ کی اور نہ آپ کے مقابلے میں کسی کی مدد کی ہے تو اُن سے عہد کی پابندی کرو اُن کی مقرّرہ میعاد تک، بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیز گاروں کو۔ (۴)

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵

پس حُرمت والے مہینوں کے بیت رگذر جانے کے بعد تو مُشرکوں کو قتل کرو جہاں پاؤ، اُنہیں گرفتار کرو اور ان کو گھیر لو رمحاصرہ کرلو اور اُن کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو! ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بے شک باری تعالیٰ معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ (۵)

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ

اگر مُشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ طلب کرے تو اس کو پناہ

[1] ......''اس سورت کے دس نام ہیں ان میں سے توبہ برأت دو نام مشہور ہیں حضرت جبریل امین علیہ السلام اس سورۃ کے ساتھ بسم اللہ لے کر نازل ہی نہیں ہوئے تھے نبی کریم ﷺ نے بسم اللہ لکھنے کا حکم نہیں فرمایا''۔ کنز الایمان از محمد احمد رضا خانؒ۔

حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ دو، تاکہ وہ کلام اللہ سن سکیں پھر اُس کو اس کی امن کی جگہ پہنچا دو یہ اس لئے کہ یہ قوم بے علم ہے/جو قرآن کو نہیں جانتے!۔(۶)

الفاظ و معانی آیت ۱ تا ۶

(بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ) یہ اعلان قطع تعلق/بیزاری ہے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی جانب سے۔ (اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ) ان مشرکوں سے جن سے عہد و پیمان باندھا ہے، اصل بات یہ ہے کہ مُشرکین عرب اور مسلمانوں کے مابین عہد تھا ان میں سے چند کے علاوہ سب نے عہد شکنی کی تو اُن کا عہد ساقط کر دیا، ایک وقت معین تک بنی نمرہ اور کنانہ کے سوا ان سب نے میثاقِ عہد کو توڑا، تو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اس کا مضمون برأت/بیزاری/دست برداری ہے مشرکوں کی بدعہدی کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے بھی اللہ کے حکم سے اُن پر عہد ساقط کر دیا۔ (فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ) پس حکم ہوا اے سید المرسلین ﷺ کہہ دیجئے زمین پر چلو پھرو، چار ہفتے/ماہ مسلمانوں کے تعرض سے بے خوف ہو کر بقر عید کے دن سے، ''یہ اعلان ۱۰ ذی الحجہ ۹ھ کو ہوا تھا اس وقت سے ۱۰/ربیع الثانی ۱۰ھ تک چار مہینہ کی مُہلت ان لوگوں کو دی گئی''۔ (بحوالہ تفہیم القرآن جلد دوم از ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

اور بعض کا قول یہ ہے کہ یہ آیت شوال کے آغاز میں نازل ہوئی تو چار مہینے کی مدت آخر محرم تک ہے۔ (فَسِيْحُوْا) پس سیاحت کرو سَاحَ يَسِيْحُوْا سے بمعنیٰ زمین پر چلنے اور سفر کرنے کے ہیں یہ اَمر کا صیغہ ہے جو سیاحت سے لیا گیا ہے جمع مذکر حاضر قواعد کے مطابق۔ کلبیؒ کے حوالے سے علامہ قرطبیؒ رقمطراز ہیں ''یہ چار ماہ کی مدت ان لوگوں کے لیے تھی جن کے معاہدے کی مدت کم تھی یا مدت مقرر ہی نہ تھی لیکن جن کے ساتھ چار ماہ سے زیادہ کے عرصہ کا معاہدہ تھا اُن کے متعلق حکم ہوا، اس کو مقررہ وقت تک نبھاؤ''۔ (بحوالہ ضیاء القرآن جلد دوئم از محمد کرم شاہ الازہریؒ) جن لوگوں نے عہد شکنی کی تھی اُن میں سے بعضوں کی مدت چار مہینے سے بہت کم تھی اور بعضوں کی مدت زیادہ باقی تھی۔ امام ثعلبیؒ کے قول کے مطابق۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل)

(فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ) اور جان لو! تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے ہر چند کہ اللہ نے تمہیں مہلت دی، مگر تم پر عذاب کرنے میں اللہ عاجز نہیں ہے کہ (اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ) اور یہ بھی جان لو! اللہ رُسوا کرنے والا ہے کافروں کو دنیا میں قتل کر کے اور آخرت میں جلا کر۔ (مُخْزِيْ) رُسوا کرنے والا۔ اِخْزَاء سے اِسم فاعل واحد مذکر قواعد کے مطابق۔ (بحوالہ قاموس القرآن) اِخْزَاء کے معنی ہوتے ہیں رُسوا کُن ذِلّت۔ (بحوالہ رازیؒ)۔ (وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ) اور منادی/پکار دینا ہے، آگاہ کر دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ) سب لوگوں میں بڑے حج کے دن۔ یعنی بروزِ عید قربان، دس ذوالحجہ جیسے یوم النحر کہا جاتا ہے حدیث صحیح میں مذکور ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد کرتے ہوئے حاضرین سے دریافت کیا، یہ کونسا دن ہے لوگوں نے بتایا یوم النحر ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''ھٰذا یوم الحج الاکبر'' یہ یومِ حج اکبر ہے، ''اہلِ عرب کا دستور تھا کہ عمرہ کو حجِ اصغر کہتے تھے اور وہ حج جو ذی الحجہ کی مقررہ تاریخوں میں کیا جاتا تھا حجِ اکبر کہلاتا ہے۔'' (بحوالہ تفہیم القرآن از جلد دوم ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

Marfat.com

حضرت سفیان ثوریؒ اور دیگر ائمہ کرام نے مختلف اقوال کو یکجا کر کے فرمایا کہ حج کے پانچوں دن یوم الحج اکبر کا مصداق ہیں جس میں عرفہ اور یوم النحر دونوں شامل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی اصطلاح میں ہر سال کا حج ''حج اکبر'' ہے عوام میں یہ بات مروّج ہے کہ ''جس سال عرفہ بروز جمعہ واقع ہو صرف وہی ''حج اکبر'' ہے۔ اس کی اصلیت اس کے سوا نہیں ہے کہ اتفاقی طور پر جس سال رسولِ اکرم ﷺ کا حجۃ الوداع ہوا ہے اس میں عرفہ بروزِ جمعہ ہوا تھا یہ اپنی جگہ فضیلت ضرور ہے۔ (ماخوذ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیع) (اَنَّ اللّٰهَ بَرِیۡٓءٌ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ وَرَسُوۡلُهٗ) یہ کہ سب لوگوں کے لیے اعلان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول مُشرکوں سے دستبردار ہیں۔ اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف سے مُشرکین معاہدین سے بیزاری اور برأت کی گئی ہے، اب اور تمہارا کچھ عہد باقی نہیں رہا''۔ (بحوالہ تفسیر فتح المنان از عبدالحق حقانیؒ جلد دوم) (فَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ) پس تم اگر توبہ کرو کُفر اور بیوفائی سے تو تمہارا بھلا ہے، درِ توبہ اب بھی کُھلا ہوا ہے توبہ کر کے سرورِ لُطف و کرم میں آ جاؤ ندامت سے تمہاری سابقہ خطاؤں کو معاف کر دیا جائے گا۔ (وَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ غَيۡرُ مُعۡجِزِى اللّٰهِ) اور اگر اب بھی توبہ سے منہ پھیرے رہے اور کُفر کو ترک نہ کرو گے تو جان لو! اچھی طرح اور اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو، اور نہ اس سے بھاگ سکتے ہو! اور نہ اس سے مقابلہ کرنے کی سکت رکھتے ہو! (اِلَّا الَّذِيۡنَ عٰهَدْتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ) مگر وہ لوگ کہ عہد و پیمان کیا جن سے تم نے مُشرکوں میں سے۔ (ثُمَّ لَمۡ يَنۡقُصُوۡكُمۡ شَيۡـًٔـا) اور جنہوں نے ذرّہ بھر کمی نہیں کی کسی چیز کی تمہارے عہدوں میں گویا انہوں نے تمہارے ساتھ عہد نہیں توڑے۔ (لَمۡ يَنۡقُصُوۡا) انہوں نے قصور نہیں کیا، انہوں نے کمی نہیں کی جحد معروف، جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔ (اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ) اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو، تقویٰ میں عہد کرنا اور اس کی شرائط پوری کرنا لازمی ہے۔ شیخ ابو قاسم نصیر آبادیؒ نے فرمایا: اہلِ تقویٰ کی چار نشانیاں ہیں۔ (۱) حدوں کی حفاظت۔ (۲) کمائی خرچ کرنا۔ (۳) عہد وفا پر قائم رہنا۔ (۴) اور جو کچھ ہو اُس پر قناعت کرنا۔ اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نزدیک معاہدوں کی پابندی کی اَہمیّت بالکل واضح ہے۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اب اُن مُشرکوں کا حال بیان ہو رہا ہے جن میں عہد نہیں ہے ارشادِ ربّی ہے: فَاِذَا انْسَلَخَ الۡاَشۡهُرُ الۡحُـرُمُ فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ۔ پس جب حُرمت کے مہینے گذر چکے تو جہاں کہیں مُشرکین کو پاؤ قتل کرو۔ سَلخ کے معنی ہیں ایسی چیز کو اُتار پھینکنا جو جسم کے ساتھ، چمٹی ہوئی ہو۔ اَلۡخُ جلدۂ بکری کے بچے کی کھال اُتارنا۔ (بحوالہ مصباح اللغات) یہاں مُراد ہے ان مہینوں کا ختم ہو جانا، (اَشۡهُرُ الۡحُرُمُ) کا مفہوم یہاں وہ چار ماہ ہیں جو کافروں/مُشرکوں کو مُہلت کے طور پر دیئے گئے تھے اور مسلمانوں کو چار ماہ تک تاکید کی گئی کہ کافروں کے ساتھ تعرض نہ کریں پھر اسکے بعد کہیں مل جائے تو قتل کیا جائے، یا غلام بنایا جائے۔ (حَيۡثُ وَجَدْتُّمُوۡهُمۡ وَخُذُوۡهُمۡ وَاقۡعُدُوۡا لَهُمۡ كُلَّ مَرۡصَدٍ) اور جہاں پاؤ حرم کے اندر اور پکڑو اُنہیں قیدی بناؤ اور باز رکھو اُنہیں مسجد حرام کے طواف سے۔ (اُحۡصُرُوۡهُمۡ) اُن کو مقید رکھو۔ اُحۡصُرُوا الحصر سے معنی قید کرنے اور تنگ کرنے کے ہیں فعل امر کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ (وَاقۡعُدُوۡا) تم بیٹھو! قُعُوۡدٌ سے فعل امر کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ (كُلَّ مَرۡصَدٍ) ان کی ہر راہ گھات پر اُن کے لئے راہیں بند کر دو تا کہ وہ شہر اور بستی میں نہ پھیلیں۔ (فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ) اور اگر وہ شرک سے تائب ہو کر توبہ کر لیں اور شرک و کُفر ترک کر کے ایمان قبول کر لیں اور نماز کا اہتمام اور

Marfat.com

انصرام کریں۔ (وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ) اور زکوٰۃ دیں اپنے مالوں کی اور ان دونوں اُمور سے ان کے تصدیق کی دلیل ظاہر ہو جائے۔ (فَخَلُّوۡا سَبِیۡلَھُمۡ) پس خالی کر دو اُن کی راہ، بالفاظ دیگر اُن سے ہاتھ کھینچ لو اور اُنہیں راستہ دے دو کہ یہاں سے چلے جائیں۔ فَخَلُّوۡا پس تم چھوڑ دو ''تَخۡلِیَۃٌ'' سے کسی خالی مکان کو چھوڑ دینے کے ہیں فعل امر کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق (اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ) بے شک اللہ ان لوگوں کے گذرے گُناہ بخشنے والا ہے اور بہت مہربان ہے، انہیں ثواب/اَجر بے حساب دینے میں۔ (وَاِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ) اور کوئی ان مشرکوں میں سے۔ (اسۡتَجَارَكَ حَتّٰی یَسۡمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ) پناہ چاہے آپ سے تو اُنہیں پناہ فراہم کروتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سن سکے۔ (اسۡتَجَارَكَ) اُس نے تم سے پناہ مانگی۔ اِسۡتِجَارٌ بمعنی پناہ طلب کرنے کے ہیں فعل ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب قواعد کے مطابق۔ اس سلسلے میں سید محمد نعیم الدینؒ نے تحریر کیا ہے ''مہلت کے گزرنے کے بعد تاکہ آپ سے توحید کے مسائل اور قرآن پاک سنیں جس کی آپ دعوت دیتے تھے۔ (بحوالہ خزائن العرفان کنزالایمان از احمد رضا خان بریلویؒ)

(ثُمَّ اَبۡلِغۡہُ مَاۡمَنَہٗ) اگر کوئی ایمان نہ لائے تو پہنچا دو اُسے اُس کے گھر امن کی جگہ پھر اسکے ساتھ مقابلہ کرو۔ (اَبۡلِغۡہُ) اس کو پہنچا دو۔ بَلِّغۡ. اَبۡلَاغٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ضمیر واحد مذکر غائب مفعول قواعد کے لحاظ سے۔ اگر کوئی مُشرک قرآنِ حکیم کی تعلیمات کو سمجھنے کی خاطر عرصہ چار ماہ کے گذرنے کے بعد بھی آجائے تو اس کو اس بات کی قطعی اجازت دی جائے کہ وہ حق کی روشنی کو سمجھے اور حتی المقدور اس بات کا موقع دیا جائے کہ کافر صداقتِ اسلام کی روشنی کو سمجھے اور اپنے شکوک کا ازالہ کرے اس سے کسی قسم کا تعارض نہ کیا جائے۔ (بحوالہ قرطبیؒ) (ذٰلِكَ بِاَنَّھُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَعۡلَمُوۡنَ) یہ حکم اس لئے کہ یہ قوم تو ایک بے علم قوم ہے۔

تَشۡرِیح وَتَوۡضِیحَات آیت ۱ تا ۶

آیت ۱ میں اظہارِ بیان ہے کہ ان مُشرکوں سے اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی طرف سے صاف صاف جواب ہے اور اعلانِ برأت ہے کہ جن مُشرکوں سے آپ ﷺ نے عہد و پیمان کئے تھے، مُشرکین سے مُراد ''وہ مُشرکین عرب ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ معاہدات کو وفاداری اور راست بازی کے ساتھ نباہ نہیں رہے تھے''۔ (ماخوذ تفسیر تدبر القرآن از امین احسن اصلاحیؒ) گویا مُشرکوں کے ساتھ معاہدات فسخ قرار پائے۔ ۹ھ فتح مکہ کے بعد رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ کو قرآنِ کریم کی یہ آیات اور اس کے احکامات دے کر نوید دی کہ مکہ مکرمہ میں یہ منادی کی جائے کہ کوئی بھی شخص حرمِ کعبہ/بیت اللہ شریف کا برہنہ طواف نہیں کرے گا، آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''آئندہ سال سے کسی مُشرک کو بیت اللہ کے حج کی ہی اجازت نہیں ہوگی۔ (بحوالہ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، مسلم شریف، کتاب الحج، باب لا الحج البیت المشرک)

آیت ۲ میں بیان اس بات کا ہے کہ اس امر کی اجازت ہے کہ اب ملک میں چار مہینے تک چل پھر لو، اور اس بات کو بھی جان رکھو اچھی طرح کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے یہ اعلانِ برأت ان مُشرکوں کے لئے جن کا معاہدہ چار مہینے کا تھا یا اس سے زیادہ ایک خاص میعاد تک تھا لیکن اُن کی طرف سے عہد پاس داری نہیں کی گئی یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ کی طرف سے جو تقدیر اور مشیت کا حکم ہے وہ اٹل ہے اللہ کی طرف سے/جانب سے مسلّط ذِلت و رُسوائی سے کافر نہیں بچ سکتے ا مُہلت کا مقصد یہ تھا

کہ اس میں خیر خواہی مُضمر ہے تاکہ جو توبہ کر کے مسلمان ہو جائے اس کے لئے بھلائی ہے۔ احوال یہ ہے کہ ۶ ھ میں ''حدیبیہ'' کے مقام پر جب حضورِ اکرم ﷺ اور قریش کے مابین معاہدہ صلح ہو گیا تھا تو بنی خزاعہ، مسلمانوں کے اور بنی بکر قریش کے حلیف قرار پائے، بنی بکر نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خزاعہ پر حملہ آور ہوئے۔ قریش نے اسلحہ سمیت ظالم حملہ آوروں کی معاونت کی، اس طرح یوں قریش اور اُن کے حلیف دونوں ''معاہدہ حدیبیہ'' قائم نہ رکھ سکے، جس کے جواب میں رسولِ اکرم ﷺ نے فوری حملہ کر کے مکہ شریف فتح کر لیا، اِن قبائل کے علاوہ، دیگر قبائل عرب سے مسلمانوں کا معاہدہ تھا کسی میں مُدّت کا تعین تھا اور کسی میں میعاد مقرر نہ تھی۔ ہوا یہ بھی کہ بعض نے اپنے معاہدے برقرار رکھے اور کچھ ایسے تھے جس سے کسی قسم کا کوئی میثاق عہد نہیں ہوا۔ بہرِ نوع چار ماہ کی مُدّت مُہلت اس لئے دی گئی، اس وقفہ میعاد کے اندر وہ اسلامی برادری میں شمولیت کر لیں یا وطن ترک کر کے مرکز ایمان، و توحید سے اپنا انخلا کر لیں یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیں اگر تم نے اسلام کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تم کو دنیا و آخرت میں رُسوا کرنے والا ہے۔

آیت ۳ میں وضاحت کے ساتھ بیان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کی منادی کر دی جائے، اللہ اور اس کا رسول مُشرکوں سے بری الذمہ ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف) اور دیگر احادیث میں یہ ثابت ہے کہ یوم ''حج اکبر'' سے مُراد یوم النحر ہے یعنی ۱۰ ذی الحجہ کا دن ہے اس لئے مقامِ منیٰ پر ''اعلان برأت'' کا اعلان ہوا اگر سب لوگ شرک و کُفر سے توبہ کر لیں تو یہ اُن کے حق میں بہتر ہے اُن کی دنیا سنور جائے گی اور آخرت میں انجام اچھا ہو گا نہیں تو حق سبحانہٗ تعالیٰ کا جو ارادہ ہے اس کو تو پایۂ تکمیل تک پہنچنا ہی ہے کوئی قوّت اور تدبیر اس کو مغلوب کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی اور کافروں کو تو بدعہدی کی سزا ملنا ہی ہے۔

آیت ۴ میں بتایا جا رہا ہے کہ ایسے مُشرک جنہوں نے اب تک آپ لوگوں سے قول و قرار کو برقرار رکھا اور کسی امر میں وعدہ خلافی کے مرتکب نہیں ہوئے اور تمہارے کسی مخالف کے ساتھ دست تعاون نہیں بڑھایا تو تم پر بھی لازم ہے کہ عہد کی پاس داری کرو، بالفاظ دیگر معاہدہ کی قرار مدّت ہی تک تعلق قائم کرنے کی اجازت ہے یہ میعاد گذر جانے کے بعد کسی نئے معاہدہ کی اجازت نہیں ہے اس کا سبب یہ ہے کہ مُشرکین کے ساتھ معاہدہ کا مقصد ان کے ساتھ ہمیشہ نباہ کرنا نہ تھا بلکہ دعوت دین اور فروغ تبلیغ دین کے تقاضائے مصلحت کو مدِّ نظر رکھا گیا بے شک اللہ نقض عہد سے بچنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

آیت ۵ میں بیان اس بات کا ہے کہ ادب، تقدس والے مہینے جن میں جنگ منع ہے جب وہ گذر جائیں تو جہاں پاؤ مُشرکوں کو گرفتار کر رو، ان کا گھیراؤ کرو اور اُنہیں قتل کرو اور اگر یہ تائب ہو جائیں، توبہ کر لیں، اپنے گناہوں سے اقرار معافی کر لیں، نماز کا اہتمام کریں، مال کی زکوٰۃ ادا کریں، تو یہ اصل ایمان ہے ایسا کریں تو ان کی جان چھوڑ دو۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ بخشنے والا اور بہت مہربان ہے اگر کوئی شخص نماز ترک کرتا ہے، زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو وہ مسلمان اس کا راستہ روک سکتے ہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے والوں سے جہاد کیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کریں گے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جو جہاد کیا تھا، تاریخ کُتب حدیث میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ (بحوالہ مشکوٰۃ شریف، کتاب الزکوٰۃ) امام احمدؒ، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ تارک الصلوٰۃ اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل

کردے''۔(بحوالہ تفسیر عثمانی جلد اوّل) حضرت امام ابوحنیفہؒ کا فرمانا ہے اسے خوب زدوکوب کیا جائے اور قید میں رکھا جائے۔
آیت ۶ میں بیان کچھ یوں ہے کہ مشرکوں میں سے جو امان کا طالب ہو، پناہ مانگے تو اس کو پناہ اور امان دے دو تا کہ وہ اللہ کا کلام سُن لے اور اسے اسلام کے سمجھنے کا موقع مل جائے، اگر وہ اللہ کا کلام سُننے کے بعد بھی مسلمان ہونے کا شرف حاصل نہیں کرتا تو اس کو اس کے جائے امن تک پہنچا دیا جائے۔ اِس آیۃ مبارکہ کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ''اسلام کی بے حد خواہش ہے کہ ہر شخص ہدایت پائے اور راہِ راست پر آجائے، اگر مشرکین میں سے کوئی شخص دارالاسلام میں پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دینا دارالاسلام کا فرض ہے''۔(بحوالہ تفسیر فی ظلال القرآن جلد سوئم از سید قطبؒ شہید) اصل حقیقت یہ ہے کہ پناہ مانگنے والوں کو پناہ کی رخصت کی رعایت اس لئے دی گئی ہے کہ یہ بے علم لوگ ہیں جنہیں اللہ کی باتوں کا علم نہیں ہے۔

نکات آیت ۱ تا ۶ کے اہم نکات پر ایک مطالعاتی نظر:

جن مشرکوں سے آپ ﷺ نے عہدو پیمان کر رکھا تھا اب اللہ اور اس کا رسول ﷺ ایسے معاہدوں سے دستبردار ہوتے ہیں بات یہ ہے کہ ۶ھ میں صلح حُدیبیہ ہوچکی تھی، بنوخزاعہ نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کرلیا تھا اور بنوبکر قریش کے حلیف ہوئے، صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ تھی کہ دس سال تک قریش اور مسلمان ایک دوسرے پر حملہ آور نہ ہوں گے، نہ حملہ آوروں کے ساتھ تعاون کیا جائے گا، لیکن صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قریش نے بنوبکر کی اسلحہ کے ساتھ مدد کی، مسلمانوں کے لئے بنوخزاعہ کی مدد، ازروئے معاہدہ ضروری تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ رمضان ۸ھ میں مکہ کو فتح کرلیا تو مسلمانوں پر سے وہ پابندیاں خود بہ خود اُٹھ گئیں جو مشرکین مکہ نے مسلمانوں کے ساتھ بیت اللہ میں داخلے، عبادات، طواف اور حج وعمرہ پر لگا رکھی تھیں جب ۹ھ میں حضور اکرم ﷺ شام کی طرف غزوۂ تبوک کو تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں بہت سی قوموں نے بدعہدی کی، رسول اللہ ﷺ نے حاجیوں کے قافلے کا امیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ناقہ پر سوار کر کے آیاتِ ربانی سنانے کی نوید دی اور اعلان ہوا کہ آئندہ سال بیت اللہ شریف کوئی مشرک نہ آئے، نہ کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے، جیسا کہ ایامِ جاہلیت میں دستور تھا۔ مشرکین متعاہدین سے بیزار اور برأت کی گئی۔ مشرکین کو بتایا گیا اب ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی میثاقِ عہد نہیں رہا۔ چار ماہ کی مُہلت ہے جزیرۃ العرب سے باہر نکل جاؤ! تمہارے لئے دنیا وآخرت کی رُسوائی مقدر ہوچکی، اس اعلان سے عرب میں بُت پرستی اختتام کو پہنچی۔ مسلمانوں کو مُنافقوں سے جُدا رہنے کا حکم ملا، دستورِ عمل یہ طے پایا کہ مکہ میں صرف اسلامی تحریک کو اپنانے والے لوگ ہوں گے جو اسلامی طرزِ معاشرت کو اپنا شعار بنائیں، اسلامی نظام زندگی اپنا امن اور سلامتی کی ضامن ہے، اس میں جو لوگ توبہ کرلیں، اپنی عملی زندگی کا رُخ اسلام کی طرف کرلیں، نماز ادا کریں، زکوٰۃ دیں تو شوق سے رہیں مشرکین کو قتل کا حکم ہوا۔ اگر مشرکین پناہ طلب کریں تو ان کو پناہ دی جائے تا کہ طمانیت قلب کے ساتھ کلامُ اللہ سُن سکیں!۔

Marfat.com

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

اِن عہد شکن مُشرکوں کے لئے کیونکر کوئی عہد، اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ہوسکتا ہے، بجز اِن لوگوں کے جن سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے پاس ہوا، پس جب تک وہ تمہارے ساتھ سیدھے رہیں تم بھی اُن کے ساتھ سیدھے رہو، جب وہ تم سے عہد نباہیں تم بھی اُن سے صلح پر قائم رہو، بے شک اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں سے محبّت رکھتا ہے۔ (۷)

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

بھلا کیونکر اُن کے ساتھ صلح اور عہد و پیمان باقی رہے گا جبکہ ان کا تو یہ حال ہے کہ تم پر قابو پائیں تو نہ تمہارے معاملے میں کسی قرابت دار کا لحاظ کریں اور نہ کسی عہد کا، تم کو اپنی منہ کی بات سے راضی کر لیتے ہیں اور اُن کے دل انکاری ہیں ان میں سے اکثر فاسق ہیں / اُن کی کثیر تعداد وعدہ خلاف لوگوں کی ہے۔ (۸)

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اُنہوں نے اللہ کی آیات کو کم قیمت پر بیچ دیا / کم مول پر سودے بازی کی اُنہوں نے اللہ کی راہ سے رُوکا، بلا شبہ وہ بُرے کرتوت تھے جو وہ کیا کرتے تھے۔ (۹)

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝

یہ تو کسی مؤمن کے معاملے میں نہ تو قرابت داری کا لحاظ کرتے ہیں نہ کسی عہد کا پاس کرتے ہیں یہی لوگ حد سے بڑھنے والے / سرکش ہیں۔ (۱۰)

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

پس اگر یہ توبہ کرلیں، نماز کا اہتمام و انصرام کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم اپنی آیات، سمجھ دار لوگوں کے لئے تفصیل سے / کھول کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔ (۱۱)

الفاظ و معانی آیت ۷ تا ۱۱

(كَيْفَ يَكُوْنُ) کیونکر ہو، كَيْفَ یہاں استفہام کے لئے نہیں ہے بلکہ حیرت اور تعجب کے اظہار کے لئے ہے۔ (لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ) یہاں بھی اُنہی مشرکوں کا ذکر ہے جنہوں نے عہد / معاہدوں کو توڑنا اپنا وطیرہ بنالیا ہے۔ (عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ) اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک، اسلام ظاہر ہونے پر حق و باطل میں بغاوت / فرق ہونے کے بعد۔ (اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) مگر وہ لوگ جن سے عہد کیا تم نے یعنی بنی ضمرہ اور بنی کنانہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ میثاقِ عہد کیا تھا، مسجد حرام کے قریب یعنی حدیبیہ میں جو مکّہ شریف کے قریب تر ہے۔ (فَاسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ) پس جب تک عہد و پیمان قائم رکھیں تم بھی قائم رہو اپنے عہد پر۔ اُن کے ساتھ

Marfat.com

(اسْتَقَامُوْا) وہ سیدھے، ثابت قدم رہیں، اِسْتَقَامَۃٌ سے بمعنیٰ سیدھا پکڑنے کے ہیں فعل ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔ مصلحت کا تقاضا کچھ بھی ہو، حالات کیسے بھی اشتعال کی فضا پیدا کررہے ہوں عہد شکنی کی ابتداء فرزندانِ توحید کو زیب نہیں دیتی، اگر وہ عہد کا پاس نہیں کرتے تو تمہیں بھی اجازت ہے۔ اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دو۔

(کَیْفَ وَاِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْكُمْ لَا یَرْقُبُوْا فِیْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً) کیونکر مُشرکوں کے عہد کا لحاظ رکھا جائے؟ حال ان کا تو یہ ہے کہ اگر وہ فتح پائیں /غالب آجائیں تم پر، تو کچھ لحاظ نہ رکھیں عہد کے باب میں اور نہ حق قرابت کے ساتھ وفا کریں۔ یَظْهَرُوْا، ظُهُوْرٌ سے وہ غالب آجائیں گے فعل مضارع جمع مذکر غائب۔ (لَا یَرْقُبُوْا) رعایت نہیں کریں /لحاظ نہیں کریں گے۔ رَقَبَ سے مضارع منفی جمع مذکر غائب قواعد کے لحاظ سے۔ (کَیْفَ) اس مقام پر بھی حیرت اور استعجاب کے لئے استعمال کیا گیا ہے اِلًّا یہاں رشتہ داری کے مفہوم میں آیا ہے اور ذِمَّةً کے معنی یہاں پر معاہدہ ہے، کہنے کا مدعا یہ ہے کہ بھلا ایسے لوگوں کے عہد اور معاہدہ کا کیا اعتبار جو اگر حالات پر قابو پائیں تو آمادۂ گشت وخون ہوں اور جو تمہارے ساتھ ان کے رشتے کا تعلق /ربط ہے اسے بھی بھُلا دیں، امن وصلح اور پیمان وفا کو بھی طاق نسیان کی طرح بھُلا دیں ان کا یہ اندازِ تکلّم اُور طرزِ بیان ظاہرداری کا مظہر ہے ورنہ دل کے اندر تو عناد وبغض کی کیفیت دشمنی کی شکل میں موجود ہے۔ (یُرْضُوْنَكُمْ) اِرْضَاء سے مصدر جوتم کو راضی کردیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔ (بِاَفْوَاهِهِمْ) اپنی زبان سے ایمان اور اطاعت کا وعدہ کرتے ہیں، خوش کُن میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں۔ (وَتَاْبٰی) اور انکار کرتے ہیں۔ (قُلُوْبُهُمْ) دل اُن کے، گو دل وزبان کی بات میں یکسانیت نہیں بقول شاعر کے ع

دل در خیال عذر وزبان و رادای شکر
اے من غلام آنکہ دلش بازبان یکی ست

(اشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا) اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑے دام مول لئے گویا بدلا اختیار کیا اُنہوں نے قرآن کے ساتھ، ایسی چیز کو جو تھوڑی قیمت رکھتی ہے متاعِ دنیا میں سے۔ خزائن العرفان میں سید محمد نعیم الدینؒ نے کیا خوب تحریر کیا ہے ''اور دنیا کے تھوڑے سے نفع کے پیچھے ایمان وقرآن چھوڑ بیٹھے اور جو عہد رسولِ کریم سے کیا تھا وہ ابوسفیان کے تھوڑے سے لالچ دینے سے توڑ دیا''۔ (بحوالہ کنزالایمان از احمد رضا خان بریلویؒ)

(فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ) پس اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز۔ (وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ) اور دیں زکوٰۃ۔

(فَاِخْوَانُكُمْ) تو وہ تمہارے بھائی ہیں ''دینِ اسلام میں، اُنہیں بھی وہی حق ہے جو تمہیں تھا اور اُن پر بھی وہی ہے جو تم پر ہوگا''۔ (ماخوذ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ)

تشریح وتوضیحات آیت ۷ تا ۱۱

آیت ۷ میں اظہارِ بیان ہے کہ بھلا مُشرکین کے ایفائے عہد اور اُن کے وعدہ کا کیا اعتبار وہ بھی اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک۔ جب کہ نہ تو اُنہیں عظمت باری تعالیٰ کا احساس ہے اور نہ ہی اُنہیں رسول اللہ ﷺ کی عظمت

رسالت کا کچھ لحاظ ہے، اُن کے اندر کُفر و شرک اس قدر سما گیا ہے کہ ایسے لوگوں سے طلبِ خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی، اُنہوں نے خود ہی بدعہدی کا آغاز کیا اور خود ہی خسارے میں رہے۔ جنہوں نے آپ سے مسجد الحرام کے پاس عہد کیا تھا اب ہر ایک پر اُمر لازم ہے کہ پوری استقامت کے ساتھ معاہدہ کی پابندی کرے، عہد کی پاسداری اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے ہاں ایک نہایت پسندیدہ فعل ہے۔ چنانچہ اس معاملے میں احتیاط لازم ہے جب تک وہ اس معاہدے پر دائم اور قائم ہیں اور کوئی بات اس کے خلاف نہ ہو تو آپ بھی اُن کے لئے معاہدے پر قائم رہیں، یہ اشارہ لطیف ''معاہدہ حُدیبیہ'' کی طرف ہے جو قریش کے مابین ہوا تھا، اس معاہدہ کو اس وقت نبھانے کی ہدایت کہ گئی تھی، جب تک اہلِ قریش اس کو قائم رکھیں، ان آیات کے نازل ہونے کے بعد ہی قریش نے معاہدہ کی صریحًا خلاف ورزی کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے حلیف بنی خزاعہ کے خلاف اپنے حلیف بنی بکر کے ساتھ تعاون کیا، جس کی بناء پر نبی اکرم ﷺ نے مکّہ پر فوج کشی کر کے اس کو فتح سے ہمکنار کیا آخر میں بتایا جا رہا ہے کہ باری تعالیٰ نقص عہد سے بچنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

آیت ۸ میں بیان کیا جا رہا ہے کہ مشرکین کے احوال کی بھی عجیب ہیں اگر آپ پر برتری اور غلبہ حاصل ہو جائے اُنہیں تو نہ تو رشتہ داری کا خیال کریں گے اور عہد کا بھی پاس نہیں کریں گے یہ تو بے عہدی کرنے والے ہیں ان سے بھلائی کی اُمید توقع نہیں رکھنی چاہئے ان کا تو کام ہے کہ زبانی گفتگو کر کے خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان مشرکوں نے تو تمہاری عظمت اور خشیت کو تو دل و جان سے قبول ہی نہیں کیا، اِن کے قلب پر کج رَوی کی کیفیات ہیں، اکثر ہوتا تو یوں ہے کہ جب تک دِل صاف نہ ہوں عملاً دیکھا گیا ہے کہ بڑے خوش گفتار بھی عملی طور پر بدکرداری کا مظاہرہ کرتے ہیں ان مشرکین کی اکثریت تو محض دنیا کی مال و متاع کی طلب میں مصروفِ عمل ہے۔

آیت ۹ میں اظہارِ ذکر اس طرح کیا جا رہا ہے کہ یہ مُشرک لوگ، صرف اور صرف دنیا کے طالب ہیں اور ''دنیوی مفاد میں اس قدر ے مگن ہو جاتے ہیں کہ ''احکام الٰہی'' کو بیچ کر کھاتے ہیں، لوگوں کو گمراہ کرنے میں مصروف رہتے ہیں''۔ (بحوالہ اسرار التنزیل جلد دوم از امیر محمد اکرم اعوان) کُفّارِ مکّہ کہ حالت تو یہ ہے کہ اُنہوں نے اِحکامِ الٰہیہ کے بدلے میں متاع ناپائیدار کو اپنا لیا ہے دین کو چھوڑ کر'' کائنات رنگ و بُو'' کی نیرنگیوں میں کھو گئے ہیں حُبِّ دُنیا زیادہ محبوب ہو گئی اور عہد شکنی میں دنیوی غرض و غایت نظر آنے لگی۔ جنہوں نے اللہ کی ہدایت سے رُخ موڑا اور اس کے مدِّ مقابل دنیا کی متاع حقیر کو فوقیت دی تو پھر اُن کا معاملہ خالق سے بھی دُرست نہیں! یہ بُہت ہی بُرا ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔

آیت ۱۰ میں بیان اس بات کا ہے کہ مُشرکین اور یہود کی اسلامی دشمنی اور اُن کے دلوں کے اندر پوشیدہ عداوت کے احساسات اور جذبات کو بے نقاب کیا جا رہا ہے اِن غدار مُشرکین کو اس بات کی تلقین ہے کہ یہ سوچ و فکر سے کام لیں اپنی اصلاح پر توجہ دیں، ان مُشرکین اور یہود کی کج روی کا تو یہ عالم ہے کہ اِن لوگوں نے عہد کرنے والے مسلمانوں کے ساتھ بے وفائی کی رُان کے ساتھ غداری کے مرتکب ہوئے ہیں ان کے رشتہ اُخوت کو پیچھے ڈال دیا'' عہد و پیمان'' کو توڑ دیا، ان مذکورہ حالات کا فطری تقاضا تو یہ ہے کہ مسلمان اساس بیداری۔ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے ان سے اظہارِ بیزاری کریں اور باہمی برادرانہ تعلقات و مراسم کو قائم کرنے کے لئے قطعی رضامند نہ ہوں۔

آیت ۱۱ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جارہا ہے کہ قرآن کی تعلیمات عدل وانصاف کی روشنی میں ان کے لئے موقع ہے کہ اب یہ لوگ توبہ کرلیں ،نماز کا اہتمام کریں ،زکوٰۃ ادا کریں تو اب بھی یہ تمہارے دینی بھائی ہیں ،نماز ،اقرار توحید ورسالت پر یقین رکھ کر اللہ کی عبادت میں مصروف ہو کر دعا اور مناجات کریں اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کی عظمت جلال، کمالِ جمال سے سرشار ہو کر عجز وانکساری کے ساتھ فرائض دین کی تکمیل میں مصروف ہوجائیں ،نماز اور زکوٰۃ اسلام کا اہم رُکن ہیں اس لئے حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت کے بعد دو باتوں کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں !اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں''۔(بحوالہ صحیح بخاری شریف کتاب الایمان، مسلم شریف کتاب الایمان) آخر میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ سمجھ دار لوگوں کے لئے اللہ کے احکامات خوب تفصیل سے بیان کردیئے گئے ہیں۔

آیت ۷ تا ۱۱ کے اہم نکات پر ایک مطالعاتی نظر:

ذِمیوں کی معاندانہ سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں کافر ومشرک قبائل، اعلانِ برأت سے پہلے ہی اپنے عہد وپیمان توڑتے اور دین میں طعنہ زنی کرنا ان کا عمل بن گیا تھا، حکم ہے کفر کے اِن علمبرداروں سے لڑائی کرو، ان کو قسموں کا کچھ بھی اعتبار نہیں! اُن کے دل اسلام کی طرف قطعی مائل نہ تھے محض وقتی مصلحت کے تحت اور مسلمانوں کے دباؤ کے تحت دائرۂ اسلام میں آگئے تھے۔رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں تو انہیں ایسا موقع نہیں ملا، لیکن آپ ﷺ کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد اُنہوں نے عہد کو توڑا اور پھر مُرتد ہوگئے، کچھ قبائل نے بغاوت کرنے کی کوشش کی، اس کو اعجاز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے کہ اس آیت کے مصداق آپ رضی اللہ عنہ نے اُن کی خوب سَرکوبی کی، اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ ''جو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی کوئی بات کرے وہ واجب القتل ہے''۔(بحوالہ تیسیر القرآن جلد دوئم از عبدالرحمٰن کیلانیؒ)

اِن آیات میں کُفّار سے لڑائی کرنے کی ترغیب ہے کہا جارہا ہے تم ان مُشرکوں سے آمادۂ جنگ کیوں نہیں ہوتے! جنہوں نے عہد کی پاس داری سے انکار کیا۔ستم ظریفی کی انتہاء ہے اُنہوں نے مکّہ شریف سے رسول اللہ ﷺ کو جلاوطن کرنے کا قَصد کیا تھا یہ کُفّارِ مکّہ ہی تھے جو سب کچھ کرتے رہے، اب مسلمان ان کے خلاف اسلحہ اُٹھانے پر مجبور ہوئے ہیں اس تمام تر حالات کے اصل ذِمّہ دار یہ کافر ہی تو ہیں اس جنگ کا مدعا یہ تھا کہ کُفّار ظُلم وجبر سے باز آجائیں، یہ لڑائی دفاعی لڑائی تھی، انتقام اس کا مقصد نہ تھا، سرداروں کو ظُلم سے بدکرداروں سے باز رکھنا مقصود تھا۔چنانچہ قرآن کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ ناگزیر حالات سے زیادہ ایک لمحہ کے لئے جنگ کرنا جائز نہیں رکھا گیا۔

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور اگر یہ لوگ عہد و پیمان کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین پر نُکتہ زنی کریں طعنہ/دے کر عیب نکالیں تو تم بھی ان کُفر کے پیشواؤں/سرخیلوں سے جنگ کرو! اُن کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں! ممکن ہے اس طرح یہ اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں۔(۱۲)

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

کیا تم اس قوم سے نہیں لڑو گے! جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا/قول سے مکر گئے، اور رسول کو نکالنے/جلاوطن کرنے کی جسارت کی، یہ وہی ہیں جن کی طرف سے جنگ چھیڑنے میں پہل ہوئی، کیا تم اس سے ڈرتے ہو، سنو! حق تو یہ ہے کہ اللہ سے ڈرنا تم اس سے ڈرو! اگر تم سچّے ایمان والے ہو!۔(۱۳)

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

جنگ کرو اُن سے اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں ان کو عذاب/سزا دے گا، اُنہیں ذلیل و رُسوا کرے گا! اور اُن کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور مسلمانوں کی ایک قوم کے دل ٹھنڈے کرے گا۔(۱۴)

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾

اور اُن کے دِلوں کا غم و غصّہ دور فرمائے گا اور توبہ کی توفیق نصیب کرے گا، جس کو چاہے، اللہ تو بڑا ہی جاننے والا/دانا اور حکمت والا ہے۔(۱۵)

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے۔ یہ خیال کر رہے ہو کہ یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ اللہ نے تم میں سے اُنہیں ممتاز نہیں کیا دیکھا ہی نہیں/معلوم ہی نہیں کیا جنہوں نے جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مؤمنوں کے سوا کسی محرم راز/دلی دوست نہیں بنایا اور اللہ اس سے خوب باخبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔(۱۶)

الفاظ و معانی آیت ۱۲ تا ۱۶

(وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ) اور یہ مُشرک لوگ، اگر توڑ دیں قسمیں اور اپنے عہد۔ (مِنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ) اپنا عہد/میثاق کرنے کے بعد۔ (وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ) اور طعن کریں گویا دینِ اسلام پر اعتراض کریں۔ (طَعَنُوْا) اُنہوں نے طعن کیا/عیب دیا۔ طَعْنٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، قواعد کے مطابق۔ گویا تمہارے دین میں اور احکام اسلام میں عیب جوئی کریں۔ (فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ) پس قتل کرو کُفر کے پیشواؤں اور مُشرکوں کے سرداروں کو اَئِمَّة جمع ہے امام کی، معنی یہ ہوئے کہ یہ لوگ اپنی عہد شکنی کے سبب کفر کے قائد بن کر اس کے حق دار ہو گئے کہ اُن سے لڑائی کی جائے اس میں حکم قتال کی

Marfat.com

وجہ سے اور علت بھی بیان کردی گئی ہے۔

بعض مُفسرین نے فرمایا کہ" یہاں اَئِمَّةَ الْكُفْرِ سے مُراد قریش مکّہ کے وہ سردار ہیں جو لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے میں مصروف رہتے تھے۔(اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ) یہ ایسے ہیں کہ اُن کی قسم کا کوئی اعتبار نہیں۔حقیقت تو یہ ہے کہ ان کا عہدو پیمان درست نہیں ہوتا! اگر درست ہوتا تو ٹوٹتا نہیں! یہ عہد شکنی رتوڑنے کے عادی ہو گئے ہیں ۔(لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ) شاید کہ وہ باز آجائیں شرک سے یا دین پر نیش زنی کرنے سے باز رہیں۔(وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ) اور قصد کیا مُشرکوں نے رسول اللہ کو نکالنے کا۔لباب میں تحریر ہے کہ قریش نے حدیبیہ میں ارادہ کیا کہ رسولِ اکرم ﷺ کو عمرہ ادا کرنے کے لئے مکّہ کی راہ دیں اور پھر اُنہیں باہر کردیں۔ثناء اللہ پانی پتی تفسیر ''مظہری'' میں رقم طراز ہیں کہ ''یہ آیت یہود، منافقین اور کُفّار مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک پر روانہ ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو مدینہ سے نکال دینے کا قصد کیا''۔(بحوالہ تفسیر مظہری)

گویا لڑائی اور قتال کا آغاز انہی لوگوں کی طرف سے ہوا اور اُنہوں نے پہلی مرتبہ زیادتی کی ابتداء کی اور عہد توڑنے میں پہلی بار پیش قدمی کی ۔(اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) کیا تم ڈرتے ہو۔اُن کے محاربہ اور لڑائی سے ۔ڈر اور خوف کھانا صرف اللہ سے چاہئے کیا تم کافروں کے ساتھ لڑائی کرنے میں اس لئے پہلو تہی کرنا چاہتے ہو کہ تمہیں گُمان ہے کہ وہ تُم پر غلبہ پالیں گے اس اندیشہ خیال کو دل سے نکال دو، غیر اللہ سے ڈرنا، خوف زدہ ہونا کسی مسلمان رمؤمن کو زیبا نہیں! اگر تم جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ تو حق سبحانہٗ تعالیٰ کی مدد تمہارے شاملِ حال ہوگی ۔اگر تم یقین رایمان کامل رکھنے والے ہو تو احساس کرو جس کام کا حکم ہے اس کے ترک کرنے میں اللہ کا عذاب ہوگا اس لئے (قَاتِلُوْهُمْ) لڑو مشرکوں سے ۔(يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ) تاکہ اللہ اُنہی کو تمہارے ہاتھوں عذاب دے، یعنی تمہاری تلواروں سے وہ مقتول ہوجائیں ۔(يُعَذِّبْهُمْ) عذاب دے گا تَعْذِيْبٌ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب قواعد کے مطابق (وَيُخْزِهِمْ) اور اُنہیں رُسوا کرے گا ۔يُخْزِهِمْ سے اخزاء سے مصدر رذلیل کرے گا مضارع واحد مذکر غائب۔قواعد کے لحاظ سے۔

(وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ) اور دور کردے گا رنج والم ان لوگوں کے دل کا جو کافروں کی ایذا ستانی کے سبب سے رنجیدہ اور ملول ہیں کئی برس گذر گئے وہ تمہیں تنگ کررہے ہیں اب وقت آگیا ہے جہاد اور قتال کے ذریعہ تم کُفر وفسق کے پھیلانے والوں کی نخوت وغُرور کو خاک میں ملا دو، تمہارا ابوجھ بھی ہلکا ہوجائے گا اور ان کے غم وغصہ کی لہر کا انتقام خود بہ خود ختم ہوجائے گا۔(وَيَتُوْبُ اللّٰهُ) اور توبہ عطا کرتا ہے اللہ، پھر آتا ہے اپنے فضل کے ساتھ۔(عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ) اور جس کو چاہتا ہے توبہ کرنے کی توفیق دیتا ہے اور اس کی توبہ بھی قبول کرلیتا ہے اس آیتِ مبارکہ میں بعض کُفّار کے توبہ کرنے کی خبردی، اور یہ بات بھی پتہ چلی کہ ابوسفیان، عکرمہ بن ابوجہل اور سہیل بن عمرو اسلام لائے۔(وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ) اور اللہ جاننے والا ہے بعض کی توبہ۔(حَكِيْمٌ) حکم کرنے والا ہے توبہ قبول ہونے کا۔(اَمْ حَسِبْتُمْ) کیا گمان کرتے ہو تم کہ، کافروں کے ساتھ لڑائی کرنے سے کراہت رکھتے ہو۔(وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ) نہیں دیکھا ہے اللہ نے ۔(الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا) اُن لوگوں کو جو جہاد کرتے ہیں۔(مِنْكُمْ) تم میں سے۔(وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اور نہیں اختیار کرتے ہیں سوائے اللہ کے۔(وَلَا رَسُوْلِهٖ) اور اس کے رسول ﷺ

Marfat.com

کے۔(وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ) سوائے اہلِ ایمان کے (وَلِيْجَةً) دوست ولی/راز دار مفہوم یہ ہے کہ فقط ایمان کا دعویٰ کرنے سے تم چھوٹ نہ جاؤ گے اور اللہ اور اس کے رسول کے سوا کسی کو دوست نہیں بنایا اس آیت میں روئے سخن ان مسلمانوں کی طرف ہے جو مشرکوں کے ساتھ اپنے تعلقات سلسلہ مراسم سے ابھی پوری طرح آزاد نہیں ہوئے اور درحقیقت اعلانِ برأت اُن کے لئے ایک کٹھن آزمائش ہوگی (تُتْرَكُوا) تمہیں چھوڑ دیا جائے گا تَرْكٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر قواعد کے مطابق۔(وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ) اللہ جاننے والا ہے۔

(بِمَا تَعْمَلُوْنَ) جو چیز تم کرتے ہو اور کافروں کے اُمور سرانجام دینے میں جو تمہارا مقصد ہوتا ہے وہ اُسے معلوم ہے۔

مُفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو قید کیا گیا تو مسلمانوں نے اُنہیں ترک۔ اور رشتہ داری چھوڑنے کی ملامت کی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ ہماری بُرائیاں کرتے ہو اور بھلائیوں کا کچھ ذکر نہیں کرتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم میں کیا بات ہے جسے ہم بھلائیوں میں شمار کر سکیں اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم مسجد حرام کا تقدس کرتے ہیں خانہ کعبہ کی تعظیم کرتے ہیں اور حاجیوں کو زم زم پلاتے ہیں اور قیدیوں کو رہا کرتے ہیں۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ)

تشریح وتوضیحات آیت ۱۲ تا ۱۶

آیت ۱۲ میں اظہارِ بیان ہے کہ کُفر کے سرخیل/سردار عرب میں اہلِ قریش کے سوا دوسرے نہیں ہوسکتے اگر یہ عہد کی پاس داری نہ کریں، عہد توڑ دیں اور کُفر سے باز نہ آئیں بلکہ دینِ حق کے بارے میں طعنہ زنی اور گستاخانہ طرزِ عمل اختیار کریں، عیب جوئی کر کے اسلام کے خلاف طنز اور طعنہ کے جس قدر تیر ونشتر پھینکتے رہیں اور ظاہری طور پر یہ قسمیں بھی کھائیں تو ان کی قسم کا کوئی اعتبار نہیں! کُفر کے ان سرغنوں سے بھر پور انداز میں جنگ کرو کیونکہ ان کا قول وقرار برقرار نہیں رہا انہوں نے میثاقِ عہد کو توڑا ہے حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور دیگر علماء کرام دین نیش زنی کو بھی ''نقض عہد'' کہتے ہیں ''اس طرح نقض عہد کی صورت میں قتل جائز ہے''۔ (بحوالہ فتح القدیر) ممکن ہے کہ کُفر کے علمبردار تمہارے ہاتھوں سے کچھ سزا پا کر اپنی ایذا رسانی اور سرکشی سے باز آجائیں۔

آیت ۱۳ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جارہا ہے کہ اہلِ قریش نے قسمیں توڑ دیں، عہد وپیمان پر بھی قائم نہ رہے، خلافِ معاہدہ بنوخزاعہ کے مقابلے میں بنوبکر کی امداد کی، ہجرت سے قبل نبی اکرم ﷺ کو مکّہ شریف سے نکالنے کی تجاویز کے بارے میں سوچا، حد ہوگئی دارالندوہ میں مشاورت عمل میں آئی، قید کرنے اور قتل کرنے کی سازش ہوئی۔ معاذ اللہ! مکہ میں بے قصور مسلمانوں پر ظلم کا آغاز کیا، ہونا کیا تھا آخر کار مسلمانوں کو اُن سے لڑنا پڑا اور مکہ المکرمہ کو مشرکوں کے قبضہ سے پاک کیا، جو قوم ظلم کرتی ہے اس کے خلاف مسلمانوں کو کسی وقت بھی جنگ میں تامل نہیں کرنا چاہئے مانا کہ کُفر کو اپنی طاقت پر ناز ہے لیکن اہلِ ایمان کو کافروں کی تعداد اور قوت سے متاثر نہیں ہونا چاہئے مؤمن کی تو یہ شان ہے کہ اسے اللہ کا ڈر رہتا ہے حق تو یہ ہے کہ مؤمن کو صرف اللہ کا خوف ہونا چاہئے ایمان تو اس بات کا متقاضی ہے کہ صرف اللہ کے قہر وغضب اور عتاب سے ڈرا جائے کیونکہ نفع ونقصان سب کچھ اللہ کے دائرۂ اختیار میں ہے۔

Marfat.com

آیت ۱۴ میں بیان یہ مذکور ہے کہ کافروں سے جنگ کرو اللہ تمہارے ہاتھوں اُن کو عذاب دے گا لڑائی میں اُنہیں ذلّت ورُسوائی کا سامنا ہوگا برسہا برس سے ایمان کی حرارت والوں میں یہ آگ، برق تپاق کی طرح سلگ رہی ہے کہ ہر طرح کا دُکھ درد سہہ کر بھوک پیاس برداشت کر کے، جلاوطنی اختیار کر کے، لڑائی کا خطرہ مول لے کر ایمان کو قلب میں محفوظ رکھا جائے، جنگ میں حصّہ لے کر اس تشنگی کو ختم کیا جائے باری تعالیٰ نے اب فتح دے کر نُصرت و کامرانی بخش کر دل کو ٹھنڈک عطا کی ہے قلبِ حزیں کو سکون اور طمانیّت مل گئی ہے اب سب غم جاتے رہے۔

آیت ۱۵ میں اظہارِ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے دل کا حزن وملال دور کر دے گا اور جس کو چاہے گا ''توفیق توبہ'' عطا فرمائے گا بڑے بڑے رؤساءِ مکّہ نے توبہ کی اور اسلام میں ان کو عظمت و مرتبہ حاصل ہوا اور وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے سرفراز کرتا ہے باری تعالیٰ علم وحکمت والا ہے۔

آیت ۱۶ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے کہ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو ابھی یہ معلوم ہی نہیں کیا کہ تم میں سے آخر وہ کون سے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے راستے میں جان فشانی کی اللہ کے رسول ﷺ اور اہلِ ایمان کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہیں سمجھا، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو پہلے ہی ہر چیز کا خوب علم ہے یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جہاد کی حکمت اور راز میں مُضمر ہے کہ اس فرماں بردار اور نافرمان لوگوں کی حقیقت کا پتہ چل جاتا ہے جنہیں ہر فرد وبشر، بآسانی دیکھ بھی لیتا ہے اور پہچان بھی لیتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ایسے لوگوں کی کمی نہ تھی جو حدود سے آگے نکل جاتے تھے وہ جمعیّت سے مشاورت کے بغیر دشمنوں سے راہِ پیہم رکھتے تھے جو اپنے مفاد کے تحفظ کی خاطر، گو کہ اس سے اسلامی تحریک کو نقصان ہوا'' اور یہ لوگ مسلمانوں اور مُشرکوں کے درمیان پائے جانے والے تعلقات سے فائدہ اُٹھاتے تھے کیونکہ ابھی تک مسلمانوں اور مُشرکین کے درمیان مکمل تعلّق نہ ہوا تھا''۔ (ماخوذ تفسیر فی ظلال القرآن جلد سوئم از سیّد قطب شہیدؒ)

آیت ۱۲ تا ۱۶ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

بات دراصل یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایمان درجہ کمال پر اسی وقت تصور کیا جائے گا جب کہ ان پر یہ خوف طاری ہے کہ اگر باری تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کریں گے تو سزا سے دوچار ہوں گے، ان مشرکوں سے قتال کرنے کی اجازت ہے، اللہ تعالیٰ اپنی کمالِ قدرت اور جمالِ قدرت سے مُشرکوں کو سزا دلوانا چاہتا ہے، کیونکہ اہلِ کُفر نے مسلمانوں پر ظُلم وجور توڑ رکھا تھا، کیونکہ جب مسلمان کمزور تھے تو ان مشرکوں نے ظلم وستم کرنے میں کوئی دقیقہ فراموش نہیں کیا تھا، اب ہلاک ہوں گے تو پتہ چل جائے گا کیا تمہارے ذہن رسا نے سوچ لیا ہے کہ تم اہلِ ایمان اور مُنافق کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا بلکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کُفّار کو تمہارے سامنے رُسوا کرے گا جہاد سے، باری تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ تم میں مؤمن کون ہے اور اور اس میں علامت منافقت پائی جاتی ہے، اللہ ایسے لوگوں کو اپنا دوست بناتا ہے جو اس کی رضا کی خاطر جہاد میں حصّہ لیتے ہیں۔

Marfat.com

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ⑰

نہیں ہے مُشرکوں کا کام کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جبکہ خود ہی اپنے نفسوں پر کُفر کا اقرار کر رہے ہیں، یہی ہیں جن کے عمل ضائع ہو گئے یہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ (۱۷)

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ⑱

صرف وہی اللہ کی مساجد کو آباد کر سکتا ہے جو اللہ پر اور یومِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور نماز قائم کرتا ہو، اور زکوٰۃ دیتا ہو، اور اللہ تعالیٰ کے سوا، کسی سے بھی ڈرتا نہ ہو۔ سو یہ لوگ اُمید رکھیں کہ یہی ہدایت پانے والے ہیں۔ (۱۸)

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑲

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس شخص کے مانند ربرابر کر دیا ہے جو ایمان لے آیا، اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان لایا اور جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اللہ کے یہاں درجہ میں یہ دونوں یکساں نہیں اور باری تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا! (۱۹)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ⑳

جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت اختیار کی اور باری تعالیٰ کی راہ میں بھی اپنی جان اور مال سے بھی جہاد کیا تو اللہ کے نزدیک اُن کے بڑے درجات ہیں یہی لوگ کامیاب ہو گئے ریہی اپنی مُراد کو پائیں گے۔ (۲۰)

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ㉑

اُنہیں ان کا ربّ اپنی رحمت کی نوید بشارت دیتا ہے اور ایسے باغوں کا ثمرہ دیتا ہے جہاں اُن کے لئے ناز و نعیم اور دائمی نعمت ہوگی۔ (۲۱)

الفاظ و معانی آیت ۱۷ تا ۲۱

(مَا كَانَ) نہیں لائق ہے۔ (لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا) مُشرکوں کو کہ وہ آباد کریں رتعمیر کریں۔ (مَسٰجِدَ اللّٰهِ) اللہ کی مسجدیں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ مسجد حرام کو لفظ جمع کے ساتھ، ذکر کیا ہے کہ وہ تمام مساجد کی قبلہ ہے۔ اس آیتِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ مُشرکوں کا مسجد آباد کرنا صحیح نہیں کیونکہ مسجد صرف وہ مقام ہے جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے۔ (اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ) وہ گروہ مُشرکین کے تباہ اور باطل ہو گئے ہیں شرک کے سبب، اُن کے عمل اکارت گئے ،جن پر وہ فخر کرتے ہیں، ہم مسجد آباد کرتے ہیں اور زمزم پلانے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ (اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ) اللہ کی مساجد کو آباد کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جو ایمان لائے اللہ پر، اور اللہ کے ساتھ اس کے رسول ﷺ پر اور روزِ آخرت پر۔ مطلب یہ ہوا کہ مسجدوں کی اصل تعمیر اور آباد کرنے کا استحقاق اُنہی لوگوں کو ہے جو عقیدہ اور عمل کے لحاظ سے اللہ کے احکام کے پابند ہوں يَعْمُرُوْا عمران مصدر آباد کرتے ہیں مضارع جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔

Marfat.com

ایک بار صحابۂ کرامؓ سے حضرت محمد ﷺ نے دریافت کیا کیا تم جانتے ہو ایمان کیا ہے! صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان یہ ہے کہ دل سے اس کی شہادت دی جائے کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں! اور یہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں''۔ (بحوالہ صحیحین) اس حدیث سے علم ہوا کہ ''رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا اللہ پر ایمان لانے میں داخل اور شامل ہے''۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

(فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِیۡنَ) پس توقع ہے یہ لوگ ہو جائیں گے نجات کی راہ پانے والوں میں سے، نجات کی راہ کی اُمید رکھنا مشرکوں کی طمع قطع ہونے کی جہت ہے گویا جن لوگوں میں کمالاتِ علمیہ اور کمالاتِ عملیہ کی صفات موجود ہیں توقع ہے کہ یہ لوگ راہ یاب ہونے والے بنیں۔ (بحوالہ تفسیر تدبّر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ) (لَا یَسۡتَوٗنَ عِنۡدَ اللّٰهِ) وہ مساوی / ایک جیسے نہیں ہیں۔ (لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ) اور نہیں ہیں یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر۔ اِسۡتَوَا فعل مصدر، مضارع جمع مذکر غائب، قواعد کے لحاظ سے اور منزلِ مقصود کی راہ نہیں دکھاتا ہے مُشرکوں کے گروہ کو۔ جو ظلم کے سبب اپنے اُوپر زیادتی کرتے ہیں۔ (اَعۡظَمُ دَرَجَةً) بہت بڑے درجہ کی وجہ سے ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔

(عِنۡدَ اللّٰهِ) اللہ کے نزدیک۔ (وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ) اور وہ گروہ جن میں یہ کمالات ہیں اور وہ جو ایمان لائے اور (وَهَاجَرُوۡا) اور جنہوں نے ہجرت کی وہ ہیں دو جہاں کی مُراد پانے والے۔ (اَلۡفَآئِزُوۡنَ) کامیاب۔ انتہائی مقصود پانے والے۔ فَائِزٌ اس کا واحد ہے اسم فاعل جمع مذکر قواعد کے مطابق۔ (لَهُمۡ فِیۡهَا نَعِیۡمٌ مُّقِیۡمٌ) اُن کے لئے اس میں دائمی نعمتیں ہیں۔

تشریح و توضیحات آیت ۱۷ تا ۲۱

آیت ۱۷ میں اظہارِ بیان ہے کہ مُشرکین کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کا انتظام اور انصرام کریں وہ تو خود اپنے کُفر کے شاہد ہیں ان لوگوں کے تمام تر عمل ضائع ہو گئے، یہ تو دائمی طور پر دوزخ میں رہنے والے ہیں۔ اصل نیکی صرف یہ نہیں ہے کہ حاجیوں کو پانی پلانے کی سعادت مل جائے اُن کے اعمال جو بظاہر صالح نظر آتے ہیں طواف، عمرہ کیونکہ ایمان کے بغیر یہ عمل مُشرکانہ رسوم کی علامت ہے، اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی ایک ہی صورت ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور یومِ آخرت پر صدقِ دل سے یقین کیا جائے مشرکانہ طرزِ عمل اختیار کرنے والے ہمیشہ عذاب میں رہیں گے، ایمان قبول کئے بغیر یہ اعمال اس شجر کی طرح ہیں جو بے ثمر ہے۔ گلدستہ پھول تو موجود ہے لیکن پھولوں میں خوشبو کی مہک موجود نہیں ہے۔

آیت ۱۸ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جا رہا ہے کہ مؤمن کی خوبی اعمال تو یہ ہے کہ وہ کاربند ہے ایمان باللہ پر، پابندی نماز پر اور ادائیگی زکوٰۃ پر، اللہ کے سوا کسی سے ڈرتا نہیں ہے۔ اس بات سے معلوم یہ ہوا کہ اسلام کے فکری منہاج اور عملی اُمور کی سرانجام دہی میں سوائے اللہ کے دل میں کسی اور کا خوف اور دہشت ہے تو وہ بھرپور مکمل مؤمن نہیں ہو سکتا، اہلِ ایمان کی صفت تو یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کی دوستی اور اس کے قُرب کو مُقدّم جانتے ہیں، اہلِ دنیا سے صرف اس قدر مراسم اور تعلق ربط رکھتے ہیں جتنی اس دنیا میں ضرورت ہے اس قدر قلبی تعلقات لوگوں سے نہیں رکھتے، کہ وہ دعوت الی اللہ کے سلسلے میں رکاوٹ بن جائیں، اہلِ قریش تو شرک کو بطورِ دین اور عقیدہ اختیار کرنیوالے تھے اور کُفر کے مرتکب تھے، بھلا

Marfat.com

ایسے لوگوں کو کہاں حق پہنچتا ہے کہ وہ بیت اللہ کے مُتوَلی قرار پائیں، کَعبۃ اللہ، کائنات رنگ و بُو میں خالص اللہ کی عبادت کا مرکز، اور اہلِ توحید کا قبلہ ہے بیت اللہ میں عبادت کرنا، بیت اللہ کی تعمیر کرنا، اس کو آباد کرنا یہ کام تو دراصل اہلِ ایمان کے کرنے کا ہے وہ اس کو تعمیر و توسیع کریں، اس کی مرمت کریں، صفائی اور کسوۃ کعبہ کا اہتمام کریں۔ (بحوالہ بیضاوی)

آیت ۱۹ کے بیان میں یہ مذکور ہے کہ کافروں کو اہلِ ایمان سے کچھ نسبت نہیں ہے کافر کا عمل اور مؤمن کا یکساں نہیں ہے کیونکہ کُفّار کے عمل سعی لاحاصل کی طرح رائیگاں ہیں، وہ اکارت گئے خواہ وہ حاجیوں کو پانی پلانے کا انتظام کریں مسجد حرام کی خدمت میں مامور ہوں سید محمد نعیم الدینؒ نے کیا خوب لکھا ہے ''اُن کے اعمال کو مؤمن کے اعمال کے برابر قرار دینا ظلم ہے''۔ (بحوالہ کنزالایمان از احمد رضا خانؒ) یوم بدر میں جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا گیا تو اُنھوں نے اصحابِ رسول اللہ ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''اگر تم کو اسلام اور ہجرت میں اور جہاد میں سبقت حاصل ہے تو ہم کو بھی مسجد حرام میں حاجیوں کو پانی پلانے کا شرف حاصل ہے''۔ جس پر اس آیت کا نزول ہوا اور بتایا گیا کہ جو عمل ایمان کے ساتھ نہ ہو وہ عمل ضائع ہو گیا۔

آیت ۲۰ میں اظہارِ بیان یہ ہے کہ اگر اللہ کے پاس مقامِ قُرب و رضا پانا ہے یا مقامِ قدر و منزلت یا اعزاز و اکرام کے درجات پر فائز ہونا ہے تو صرف ایمان کے بغیر کوئی عزت و توقیر نہیں ملتی، جو لوگ ایمان لائے، جنھوں نے ہجرت کی جہاد فی سبیل اللہ میں اپنے جان و مال سے حصّہ لیا اُن کے مراتب اور درجات اللہ کے پاس بلند ہیں، فضیلت اور عظمت کا ایک معیار ہے اور سب سے بڑا درجہ ان لوگوں کا ہے جو ایمان اور عمل کے امتحان میں پورے اُترے، حاجیوں کو پانی پلا دینا اور مسجد حرام کی رسمی خدمت کر دینا، ایمان باللہ ایمان بالآخرت اور جہاد فی سبیل اللہ کے ہم پلّہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ''شرک کے ساتھ جو نیکی کرتے ہیں وہ نقش بر آب ہوتے ہیں''۔ (بحوالہ تدبر القرآن از امین احسن اصلاحیؒ)

آیت ۲۱ میں وضاحت کے ساتھ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نوید مسرت سُناتا ہے کہ اہلِ ایمان کے لئے اللہ کی رحمت بھی ہے اور اس کی رضا بھی۔ یہ ایک افضل ترین بشارت ہے کہ باری تعالیٰ کی رحمت پانا اور اللہ کی رضا حاصل کر لینا زندگی کا اصل مقصدِ حیات'' ہے جن کو رحمت باری تعالیٰ کا عرفان اور فیض ملتا ہے اُنھیں جنت کے باغوں کی بشارت ہے اور یہ ایک ہمیشہ قائم رہنے والی نعمت ہے ''اللہ اُنھیں ایسی جنّتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں اُن کے لئے پائیدار عیش کے سامان ہیں''۔ (بحوالہ تفہیم القرآن جلد دوم از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ) اللہ کی رحمت کا کرم، اوّل رضوان، اپنی خوشنودی کی نوید کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہمیشہ خوش رہے گا۔ دوم جنّت ربہشت گویا ایسے باغات میں گے جن میں قیام دائمی ہے۔ سوئم اس میں ہمیشہ رہا کریں گے، یہ تینوں انعام تو اہلِ ایمان کی مساعی جمیلہ کے صلے میں ہیں، رَبِّ جَلیل کی نظرِ کرم پہ تو نظر ڈالئے کہ ایک اور انعام کا مژدہ نعمت ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا ہے؟ آسان سا جواب ہے ''اَجرِ عظیم'' گویا ''دیدار جس سے بڑھ کر اور کوئی اجر نہیں''۔ (بحوالہ تفسیر فتح المنّان از ابو محمد عبدالحق حقانیؒ)

Marfat.com

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

وہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، یقینی طور پر اللہ کے پاس، خدمات کا اَجر/ثواب دینے کو بہت کچھ ہے۔ (۲۲)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو اپنا دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کُفر کو ترجیح دیں/ یا کُفر کو پسند کرتے ہوں تو پھر اُن سے رسمِ اُلفت نہ نبھاؤ/تم میں سے جو کوئی اُن سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہوگا۔ (۲۳)

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

اے محبوب ﷺ! آپ کہہ دیجئے! اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی اور بیویاں اور تمہارے کنبہ اور قبیلہ اور برادری اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت/کاروبار جس میں کمی/تخفیف سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات، جن کو تم پسند کرتے ہو، تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز/پیارے ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب لائے/ یا اللہ کا حکم تمہارے بارے میں آجائے۔ اور اللہ تعالیٰ جو قوم فاسق ہے اس کو ہدایت نہیں دیتا۔ (۲۴)

الفاظ و معانی آیت ۲۲ تا ۲۴

(خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا) یہ گُروہ ہمیشہ رہنے والے ہیں جنتوں میں، ان لوگوں کو کبھی ان نعمتوں سے الگ نہ کرنے کی یقین دہانی کی/اطمینان دلایا، (اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ) بے شک اللہ کے پاس ہے بڑا ثواب، اجر بھی اتنا بڑا کہ دنیا کی نعمت اس کے سامنے حقیر تصور کی جائے گی اور بہشت میں جو نعمت، برکت، رحمت اور رضامندی ہوگی اس سے بڑھ کر کونسی نعمت ہوگی ''کشف الاسرار'' میں تحریر ہے کہ رحمت گنہگاروں کے لیے ہے اور رضوان گویا رضامندی فرمانبردار/مطیع کے لیے اور جنت سب مسلمانوں کے واسطے۔ رحمت باری تعالیٰ کا اس لئے ذکر پہلے کیا کہ گنہگار مایوس اور نا اُمید نہ ہوں، کیا خوب کہا ہے ''گُناہ کتنا ہی بڑا ہو، رحمت اس سے بڑھ کر ہے''۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ)

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ (لَا تَتَّخِذُوْۤا) نہ ❶ بناؤ۔ (اٰبَآءَكُمْ) اپنے باپ دادا کو۔ (وَاِخْوَانَكُمْ) اور اپنے بھائیوں کو۔ (اَوْلِيَآءَ) دوست، رفیق۔ (اِنِ اسْتَحَبُّوا) اگر وہ پسند کریں۔ (الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ) کُفر کو ایمان پر۔ (لَا) نہیں (وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ) اور جو کوئی دوست رکھے اُنہیں تم میں سے یعنی ان کا یہ کام پسند کرے۔ (فَاُولٰٓئِكَ) تم وہ گُروہ دوست رکھنے والا۔

❶ ......تم مت بناؤ تَتَّخِذُوْا تم پکڑتے ہو/اختیار کرتے ہو، تو بناتے ہو اِتِّخَاذٌ سے مضارع واحد مذکر حاضر قواعد کے مطابق۔ بحوالہ قاموس القرآن۔

Marfat.com

(هُمُ الظّٰلِمُوْنَ) وہ لوگ ظالم ہیں۔ وہ لوگ ظلم کرنے والے ہیں کہ بے محل رسم دوستی نبھاتے ہیں اس لئے یاد رہے کہ دوستی مسلمانوں سے کرنی چاہئے مُشرکوں سے نہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی تو جو لوگ ہجرت سے منہ پھیرے ہوئے تھے، تو وہ کہنے لگے اب تک تو ہم اپنے کُنبے رقبیلے میں ہیں تجارت کے معاملات میں مشغول رہ کر اپنی معاشی ضرورت کی تکمیل کرتے ہیں، اگر ہجرت کریں گے تو تجارت بھی ہاتھ سے جاتی رہے گی تو ہمارے باپ دادا، عزیز و اقارب بے مال رہ جائیں گے تو پھر یہ دوسری آیت نازل ہوئی۔ (قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ) اے محبوب! کہہ دیجئے ہجرت چھوڑ کر بیٹھنے والوں کو اگر میں تمہارے باپ اور بیٹے تمہارے اور تمہارے بھائی (وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ) اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ۔ (وَاَمْوَالُ ٍ اقْتَرَفْتُمُوْهَا) اور وہ مال جو تم نے کمایا۔ اِقْتِرَافٌ سے جن کے معنیٰ کمانے کے ہیں فعل ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر قواعد کے مطابق۔

(وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا) اور وہ تجارت جس کے مندی ہونے ربند ہونے سے تم ڈرتے ہو۔ (مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ) اور حویلیاں رمکانات جس کو تم پسند کرتے ہو۔ (تَرْضَوْنَهَا) پسند کرتے ہو، جو تم کو زیادہ پیاری ہیں (اَحَبَّ) جنہیں تم دوست رکھتے ہو افعل التفصیل کا صیغہ قواعد کے مطابق۔ مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں جن کا ذکر ہوا ہے اُنہیں طبعی محبت سے نہیں بلکہ اختیاری محبت کے سبب سے عزیز رکھتے ہو، سورۂ توبہ کی یہ آیت درحقیقت اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے مکّہ سے ہجرت فرض ہونے کے احکامات صادر ہونے کے وقت ہجرت نہیں کی۔ ماں باپ بہن بھائی، بیوی اور اولاد کی اور خاص طور سے مال وجائیداد کی طلبِ محبت نے اُنہیں فریضۂ ہجرت کی ادائیگی سے باز رکھا۔ عزیز وُ اقارب اور دیگر لوگوں سے تعلق اُلفت ایک فطری جذبہ ہے اور یہ سب انسانی فطرت کے تقاضے ہیں۔

(مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ) اگر یہ چیزیں تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں تو تم مُنتظر رہو راُمید رکھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم صادر فرمادے۔ مجاہدؒ کا قول ہے ''حکم سے مُراد جہاد، قتال اور فتح مکہ کا حکم ہے''۔ گویا مطلب واضح ہے اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا اور کوئی شئے عزیز ہے تو پھر عذابِ باری تعالیٰ کا انتظار کرو، نافرمانوں کا مقدّر ذلیل ورُسوا ہونا ہے۔ اللہ نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل نہ کیا جائے تو عذاب جلدی یا دیر سے آنا ہی آنا ہے۔ حضرت حسنؒ بصریؒ نے فرمایا: کہ اس جگہ حکم کا مفہوم حکم عذاب ہے ہجرت نہ کرنے والوں پر عذاب عنقریب آنے والا ہی ہے کائنات رنگ و بُو میں عذاب تو آئے گا ہی ''ورنہ عذاب آخرت تو یقینی ہے''۔ (بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیع)

(وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ) اور اللہ ہدایت نہیں دیتا۔ ''نافرمانوں کی قوم کو۔ فاسقوں کے گروہ کو اس آیت میں بڑی تہدید ہے''۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل) اس گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ ایمان کامل اس کے بغیر نہیں ہوسکتا کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت تمام دنیا اور خود اپنی جان سے بھی زیادہ ہو اس لئے ایک صحیح حدیث جو صحیحین میں بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

''کوئی آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اولاد اور دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں''۔ (حدیث مبارکہ)

اس حدیث کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی کہ ''ایمان کی تکمیل اس پر موقوف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت سب محبتوں پر غالب ہو''۔

تشریح وتوضیحات آیت ۲۲ تا ۲۴

آیت ۲۲ میں اظہارِ بیان یہ ہے کہ اہلِ ایمان کی اپنی ایک فضیلت ہے، سعادت ایمان، شرفِ ہجرت اور جہاد یہ بشارت کے انعامات ہیں بلاشبہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا ان کا مرتبہ بلند ہوگیا، ایمان باللہ، ہجرت اور جہاد یہ بشارت کی منزلیں ہیں کہ اور اُن کی منزل کو پانے والے اللہ کی رحمت، رضا اور دائمی نعمت کے مستحق قرار پائے۔ ابوحیانؒ نے تحریر کیا ہے ''رحمت'' ایمان پر مرتب ہے۔ ایمان نہ ہو تو آخرت میں اللہ کی رحمت کرم اور فضل عطا کی عنایت سے کوئی حصّہ نہیں ملتا، ہجرت، اللہ کی خوشنودی کے لئے وطن عزیز اور گھر بار چھوڑنے کا نام ہے اس لئے مہاجر کو نوید دی گئی، تمہارے وطن سے اچھا وطن، تمہارے گھر سے بہتر گھر اور مسکن تم کو دیا جائے گا جس میں ہمیشہ کے اعلیٰ ارفع درجہ کی آسائش اور راحت اور فرحت میسر ہوگی ''جہاد فی سبیل اللہ'' ایک اعزاز ہے مجاہد کی یہ شان ہے کہ وہ اللہ کی رضا کی خاطر تمام انسانی خواہشات اور تعلقات ترک کرکے اللہ کے راستے میں اپنی جان و مال قربان کرکے اللہ کی خوشنودی پانے کے لئے قربانی کا نذرانہ پیش کرتا ہے اس کا صِلہ بھی عظیم ہے باری تعالیٰ جہاد کرنے والوں کو اپنی رحمت کی نوید سُناتے ہیں اُنہوں نے ایمان اور عزم وحوصلے کے ساتھ میدانِ کارزار میں اپنی جان لڑادی، تو اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی بہشت کی خبر اُنہیں دیتا ہے، جس میں نعمتِ عظیم ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیش قیام کریں گے، نہ اِن نعمتوں میں کچھ کمی آئے گی اور اُن کی مدّت قیام بھی دائمی ہوگی۔

آیت ۲۳ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جارہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں کے مقابل میں کافروں اور مُشرکوں کو اپنا دوست، دلی اور معتمد نہ بناؤ، مسلمانوں کے مابیّن تعلقات، مراسم، دوستی اور اعتماد کی اساس نَسب اور خاندان پر موقوف نہیں بلکہ ایمان پر ہے، ایسے لوگوں کو رسمِ اُلفت نبھانے کی قطعی ضرورت نہیں، جو اسلام کی بجائے کُفر کی طرف مائل ہیں خواہ ان میں شامل تمہارے والدین، بھائی بہن ہی کیوں نہ ہوں۔ جسم کا رشتہ صرف اور صرف بقائے نسل اور دنیا کی ضرورت کی تکمیل کا مُوجب ہے، ایمان کا رشتہ حقیقی رشتہ ہے جس پر آخرت کی کامیاب زندگی کا انحصار ہے اگر تمہارے عزیز واقارب اور دوست ابھی تک کُفر پر قائم ہیں تو بھلا تمہارے دوست کہاں ہوسکتے ہیں! بلکہ وہ تو تمہارے دُشمن کی فہرست میں شامل ہیں اگر تم اُن سے محبت کا رشتہ استوار کروگے تو تم ظالم شمار کئے جاؤگے۔ اسی موضوعِ سُخن کی طرف لطیف اشارہ آیت ۱۱۸ سورۃ اٰلِ عمران پارہ لَنْ تَنَالُوْا میں بیان کیا گیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۔ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ

Marfat.com

الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ۔

ترجمہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم اپنا دوست رولی ایمان والوں کے سوا کسی اور کو نہ بناؤ وہ تمہاری تباہی میں کسر نہ چھوڑیں گے وہ تو چاہتے ہیں تم کو دُکھ پہنچے، اُن کی عداوت تو ان کی زبان سے خود عیاں ہو چکی ہے۔ مگر جو اُن کے دل میں چھپا ہوا ر پوشیدہ ہے وہ تو اور بھی زیادہ ہے''۔ (آیت ۱۱۸ سورۂ آل عمران)

آیت ۲۴ میں بیان یہ مذکور ہے کہ اگر والدین، اولاد بھائی بہن یا بیبیاں اور تمہارے عزیز ورشتہ دار اور تمہاری دولت وثروت اور تمہاری تجارت اور کاروباری سرگرمیاں جس میں کمی یا بند ہونے کا اندیشہ ہو یا پسندیدہ مکانات، اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے زیادہ عزیز ہیں یا یہ تمام اللہ کی راہ میں جہاد کرنے میں رکاوٹ کا باعث بن رہے ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تم پر فیصلہ صادر کردے اور عذابِ الٰہی کے مُنتظر رہو، جو لوگ مُشرکین کی باتوں میں آکر اور دنیوی خواہشات میں پھنس کر اللہ کے احکامات کی تکمیل کرنے سے قاصر رہتے ہیں ان کو درست کامیابی کا راستہ نہیں ملتا، نافرمانی کرنے سے انسان رَبِّ جلیل کی ہدایت سے محروم ہوجاتا ہے ایک موقع پر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ اپنے نفس کے سوا، ہر شئے سے زیادہ محبوب ہیں'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک میں اس کے اپنے نفس سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں اس وقت تک وہ مؤمن نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا ''واللہ اب آپ مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں'' آپ ﷺ کا ارشاد ہوا اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اب تم مؤمن ہو۔ (بحوالہ صحیح بخاری شریف کتاب الایمان)

آیت ۲۲ تا ۲۴ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

ایمان کی تکمیل کا ایک تقاضا ہے اگر باپ یا بھائی کُفر کا ارتکاب کریں تو ان سے قرابت داری تو کیا، رفاقت بھی نہ رکھی جائے، اگر مسلمان یا مؤمن اسلامی تعلیمات کے معیار پر پورا نہیں اُترتا تو یہ سمجھ لیجئے ابھی وہ کامل ایمان کی منزل سے دور ہے۔ ایمان والوں کی خوبی یہ ہے کہ غیر تو خیر، غیر ہیں اگر اپنے والدین، بھائی، بہن اور دیگر اہلِ خاندان اللہ سے سچّا، محکم رشتہ قائم کرنے کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں تو اُن کے مقابلے میں اللہ کی دوستی کو مقدم اور افضل جانتے ہیں ان سے صرف اتنا تعلق ربط ہوتا ہے، جتنی اس کائنات رنگ و بُو میں ضرورت ہے، کوئی دعوت الی اللہ کے کاموں میں حائل ہو تو اس سے گہرے تعلقات نہیں قائم کرنا چاہئے۔

اہلِ ایمان کا طرزِ عمل یہ ہوتا ہے۔ اوّل کام کی ترجیح اللہ کی عبادت ہے اور پھر اللہ کی اطاعت ضروری ہے ان آیات میں ایمان کی فضیلت کی نشان دہی کی گئی ہے، جنہوں نے ہجرت کی، اپنی جان اور مال ومتاع کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے، اللہ کے نزدیک انہی کا درجہ بلند ہے اور یہی اللہ کی رحمت، رضامندی اور دائمی نعمت کے حق دار ہیں۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝۲۵

یقیناً اللہ تعالیٰ بہت سے جنگی میدانوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور غزوۂ حُنین والے دن بھی، جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز/گھمنڈ ہو گیا تھا اور وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت/کشادگی کے باوجود تم پر تنگ ہوئی، پھر تم پیٹھ پھیر کر/دکھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ (۲۵)

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۶

پھر اللہ نے اپنی سکینت/اپنی خاص تسکین اپنے رسول ﷺ اور مومنوں پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اُتارے جو تم نہیں دیکھ پائے اور منکرینِ حق/کافروں کو عذاب دیا، اُن کُفّار کی یہی سزا ہے/یہی کافروں کا بدلہ ہے۔ (۲۶)

ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۷

پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بخش دے گا/رحمت سے توجّہ کرے گا اللہ تعالیٰ درگذر کرنے والا/بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ (۲۷)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَاۗءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۲۸

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو! یہ مُشرکین بالکل نَجس/ناپاک ہیں تو یہ اس برس کے بعد، مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں/قریب نہ آنے پائیں، اگر تمہیں معاشی بدحالی/مُفلسی کا اندیشہ ہو تو بعید نہیں کہ باری تعالیٰ تم کو غنی کر دے گا، اپنے فضل و کرم سے اگر چاہے گا۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ (۲۸)

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰي يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝۲۹

جنگ کرو اُن لوگوں سے جو اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان نہیں لاتے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے حرام ٹھہرائے ہوئے کو حرام نہیں سمجھتے، اور سچے دین/دینِ حق کی پیروی نہیں کرتے اُن سے بھی بلا شبہ لڑائی کرو! تاکہ وہ مغلوب ہو کر جزیہ ادا کریں اور ماتحت بن کر زندگی بسر کرنے پر آمادہ/راضی ہو جائیں۔ (۲۹)

الفاظ و معانی آیت ۲۵ تا ۲۹

(لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ) بے شک اللہ تعالیٰ نے مدد دی تمہیں اے مومنو! بہت سے مقامات پر، یعنی جنگ کے موقعوں پر اور قتال کے معرکوں پر، جیسے غزوۂ بدر کے دن اور بنی نضیر کی لڑائی میں اور بنی قریظہ کی جنگ میں اور احزاب کے دن صلح حُدیبیہ کے روز اور جنگ خیبر میں جس دن مکّہ معظمہ فتح ہوا۔ (وَيَوْمَ حُنَيْنٍ) اور سو اس کے بعد حُنین کے روز، گویا غزوۂ حُنین کے دن بھی باری تعالیٰ کی مدد پہنچی۔ حُنین ایک مقام میدان ہے مکہ اور طائف کے درمیان۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ اس مقام پر قبیلۂ ہوازن اور قبیلۂ ثقیف کے لشکر سے لڑے، مکّہ فتح ہوجانے کے بعد ''جب کفروشرک کا حصار، پیوند خاک کر دیا جاتا ہے''۔(بحوالہ ضیاء القرآن جلد دوئم از محمد کرم شاہ الازہریؒ) اور جب دونوں قبیلوں نے اتفاقِ رائے سے مسلمانوں کے قتل کا قصد کیا یہ خبر حضرت محمد ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ بارہ یا سولہ ہزار آدمیوں سے اُدھر متوجّہ ہوئے۔(بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ) اور وہ چار ہزار آدمیوں پر مشتمل تھے ایک صحابی نے کہا ''لن نغلب الیوم من قلۃ'' یعنی ہم آج مغلوب نہ ہوں گے قلت لشکر کُفار کی وجہ سے، اپنے لشکر کی تعداد کثرت پر گھمنڈ کیا ❶ یہ بات حضور اکرم ﷺ نے سماعت فرمائی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا اس عذر کے سبب لشکر اسلام پہلے تو شکست سے دوچار ہوئے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ قصہ یاددلاتا ہے کہ اللہ نے غزوۂ حنین کے دن تمہیں مدددی۔

(اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ) جب خوش ہوئے تم اپنی کثرت پر، یعنی تم کو اپنی کثرت تعداد سے غرّہ ہوگیا تھا۔(فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ) پھر دفع نہ کیا تم سے بھاری کثرت، پھر وہ کچھ کام نہ آئی تمہارے۔(شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ) اور تنگ ہوگئی تم پر اُس میدان کی زمین۔ ضَاقَتْ وہ تنگ ہوگئی ضِيق سے ماضی واحد مؤنث غائب قواعد کے مطابق۔(بحوالہ قاموس القرآن)

(بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ) پھر فراخی اور کشادگی کے ساتھ جو وہ زمین رکھتی تھی پھر پشت کردی تم نے دُشمن کی طرف، اور تم پھرے لڑائی سے حال یہ ہے کہ یہ شکست کھانے والے تھے، مالک بن عوف کی قیادت میں قبیلۂ ہوازن کے لوگوں نے اچانک ہلّہ بول دیا، مالک نے تیر چلانے کا حکم دیا، برستے تیر اور غیر متوقع بارش کی وجہ سے مسلمانوں کے لشکر کے پاؤں اُکھڑ گئے اور بھاگنے لگے، فقط چار آدمی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ حالت دیکھ کر رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم صادر فرمایا ''حضرت عباس رضی اللہ عنہ مرد بلند آواز تھے اُنہوں نے نِدا دی ''یا عباداللہ ھٰذا رسول اللہ یا اصحاب الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرہ'' رسول اللہ ﷺ یہاں ہیں، وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے جہاد کی بیعت کی تھی، سورۂ بقرہ والے لوگ کہاں ہیں، وہ انصار کدھر ہیں، کہاں ہیں، جنہوں نے جان کی بازی لگانے کا عزم رعہد کیا تھا! سب کو چاہئے کہ واپس آئیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی صدا مانند برق دوڑ گئی سب میدان چھوڑنے والوں کو قدرے پشیمانی کا احساس ہوا پھر شجاعت اور جواں مردی سے جو مؤمن کی شان ہے دشمن کا مقابلہ کیا پھر کیا ہونا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو دعا پڑھنے کا الہام ہوا وہی دعا ''جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا پھٹنے کے دن پڑھی تھی''۔(بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل) اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مدد بھیجی آپ ﷺ نے اُسی طرح خچر پر سوار یا اٹھ کر ایک مٹھی بھر خاک اور سنگریزے زمین سے اُٹھا کر یا اصحاب سے طلب کر کے اُن کی طرف پھینکے اللہ کی قدرت تو دیکھئے! کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھ میں سنگریزے بھر نہ گئے ہوں اور چہرہ پر خاک، کافروں کا سپہ سالار مالک بن عوف سب مال و متاع چھوڑ کر اور اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر بھاگ کر طائف کے ایک قلعہ میں رُوپوش ہوگیا، دشمنوں کو شکست ہوئی اور اہلِ ایمان کے دل کو تسکین ملی، جیسا کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا ارشاد ہوا

❶......اُن کی تعداد کے بارے میں اہل تاریخ کے مختلف قول ہیں علامہ ابن حجر نے رائج اس کو قرار دیا کہ چوبیس یا اٹھائیس ہزار کا مجمع تھا۔(بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیعؒ)

(ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ) پھر نازل فرمائی اللہ نے۔(سَکِیْنَتَہٗ) رحمت اپنی کہ قلب کو فرحت اور سکون ملے۔(وَعَلٰی رَسُوْلِہٖ) اپنے رسول پر اور آپ ﷺ نے تنہا لڑنے کا داعیہ عزم باندھا اور دشمنوں کی کثرت سے اندیشہ خوف نہ کیا۔(وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ) اہلِ ایمان پر، تسکین اور تسلی پانے کا مفہوم یہ ہے کہ اُن کو اپنی کامیابی قریب تر نظر آنے لگی ''تسلی کی دو قسمیں تھیں ایک بھاگنے والوں کے لئے دوسرا رسول اللہ ﷺ کے جمے رہنے والوں کے لئے''۔(بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیعؒ)

(وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا) اور ایسے لشکر بھیجے جن کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا تم نے، ان لشکروں کو، مگر کافر تو دیکھتے تھے اور وہ فرشتے تھے، سفید لباس پہنے ہوئے، سرخ عمامہ باندھے ہوئے اور عماموں کے سرے دونوں شانوں کے بیچ لٹکائے ہوئے ابلق گھوڑوں پر سوار اور وہ پانچ یا آٹھ یا (۱۶۰۰۰) سولہ ہزار تھے''۔(بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ) (وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا) اور عذاب دیا اللہ نے کافروں کو اس طرح کہ اُن میں سے اکثر ہلاک ہوئے اور اُن کے اہل وعیال میں سے چھ ہزار کو کنیز اور غلام بنایا اور چوبیس ہزار اُونٹ اور چار ہزار اُوقیہ ❶ اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں ہاتھ آئیں۔

(وَذٰلِکَ) اور یہ جو ہوا۔(جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ) جزاء ہے کافروں کی۔ذٰلِکَ کے لفظ سے یہ مفہوم سامنے آیا کہ کافروں کا انجام طبعی یہی ہے کہ ہر میدان میں ناکامی سے دوچار ہونا پڑے''اور قیامت کے ابدی عذاب سے پہلے دنیا میں اپنے کئے کی سزا بھگت لیں''۔(ماخوذ ضیاء القرآن جلد دوم از کرم شاہ الازہریؒ)

(ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰہُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ ❷ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ) پس جب باری تعالیٰ چاہیں تو توفیق توبہ نصیب فرمادے گا۔(وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ) اور اللہ بخشنے والا ہے توبہ کرنے والوں کے گناہ (رَحِیْمٌ) مہربان ہے کہ توبہ کے بعد مواخذہ نہ کرے گا۔(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا) اے وہ گروہ جو ایمان لائے ہو۔(اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ) یہی بات ہے مشرک ناپاک ہیں، خبث باطنی اور عقیدہ ناپاکی کے سبب سے یا اس وجہ سے نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتے یا خباثت سے غسل نہیں کرتے۔ابن عباس ؓ نے کہا کہ ''مشرک لوگ نجس العین'' ہیں کُتوں کی طرح۔(فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ) پس چاہئے کہ قریب نہ ہوں مسجد حرام کے جو بیت الحرم کو گھیرے ہوئے ہے۔(لَا یَقْرَبُوْا) قریب نہ آئیں قُرْبٌ سے مصدر نہی جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔(بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا) اس برس کے بعد سے مُراد سن برأت ہے وہ ہجرت سے نواں سال تھا یا دسواں یعنی حجۃ الوداع کا سال، حضرت امام اعظم، ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس آیت سے کافروں کو حج اور عمرہ سے منع کرتا ہے۔حضرت امام مالکؒ نے سب مسجدوں میں مشرکوں کے داخلے کو ممنوع قرار دیا ہے۔امام شافعیؒ صرف مسجد حرام میں داخل ہونے کو منع کرتے ہیں، دوسری مسجدوں میں ان کا داخلہ ممنوع نہیں!۔(بحوالہ تفسیر قرطبیؒ)

(وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَۃً) اور اگر تمہیں اندیشہ ہو مُفلسی رتنگدستی کا۔(فَسَوْفَ یُغْنِیْکُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖٓ اِنْ شَآءَ) تو اللہ چاہے گا تو اپنے فضل ورحمت سے غنی کردے گا۔یعنی اگر تمہیں اقتصادی مُشکلات کا اندیشہ لاحق ہے تو یہ بات اچھی طرح

❶ ...... ''یعنی کُفار کی یقینی فتح رُسوا کُن شکست میں بدل گئی ستر آدمی قتل ہوئے''۔(بحوالہ ضیاء القرآن جلد دوم از محمد کرم شاہ الازہریؒ)

❷ ......غزوۂ حنین میں ہونے والے واقعات کی جو تفصیل بتائی گئی ہے اس کا کچھ جز تو قرآن میں مذکور ہے اور باقی مستند روایاتِ حدیث سے اخذ کیا گیا ہے۔(بحوالہ ابن کثیر اور تفسیر مظہری)

Marfat.com

جان لو! رزق کی بست وکشاد کا اختیار کُل اللہ کے دستِ قدرت میں ہے ۔ (فَسَوۡفَ) پس جلد ہی ،عنقریب ہے یہ حرف استقبالِ بعید کے معنیٰ دیتا ہے اور مضارع پر داخل ہوتا ہے''۔(بحوالہ قاموس القرآن)

(یُغۡنِیۡ) مال دار بنا دے گا اِغنَاء سے مضارع مرفوع واحد مذکر غائب قواعد کے مطابق۔(قٰتِلُوا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ) قتل کروائے مؤمنو! اور جنگ کرو اُن لوگوں سے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے! یعنی اہلِ یہود دو خداؤں کے قائل ہیں اور نصاریٰ جو تثلیث رتین خدا ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں، اہلِ کتاب کے ساتھ لڑائی کرنے کی اجازت کا سبب بتایا گیا کہ ان میں چار اساسی بُرائیاں پائی جاتی ہیں (۱) اوّل اللہ جَلِّ جَلالہٗ کی ذات پر اُن کا ایمان نہیں۔(۲) دوئم یومِ قیامت جو روزِ جزاء وسزا ہے اس کے بارے میں غلط تصوّرات قائم کر رکھے ہیں۔(۳) سوم اُن کی کُتب سماوی میں جو احکامات ہیں اس کو اُنہوں نے اپنی خواہش نفس کے مطابق کرلیا ہے۔(۴) چہارم اللہ کے جس حکم کو چاہا تسلیم کرلیا اور جس کو چاہا اس سے انکاری رہے۔ دینِ حق راسلام اور ان کی تعلیمات کو ماننے سے انکار کردیا۔(وَلَا بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ) اور نہ ایمان رکھتے ہیں روزِ قیامت پر۔(وَلَا یُحَرِّمُوۡنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ) اور نہ اسے حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے جیسے شراب اور سور گویا یوں کہئے جس شئے کی حُرمت کتاب وسُنت سے ثابت ہوتی ہے اسے حرام قرار نہیں دیتے!۔(وَلَا یَدِیۡنُوۡنَ دِیۡنَ الۡحَقِّ) اور قبول ہی نہیں کرتے دینِ حق کو جو اسلام ہے۔(لَا یُحَرِّمُوۡنَ) نہ حرام جانتے نہ برتتے ہیں۔ تَحۡرِیۡم سے وہ حرام نہیں قرار دیتے فعل مضارع منفی کا صیغہ قواعد کے مطابق۔

معارف القرآن جلد چہارم میں مفتی محمد شفیع رقمطراز ہیں''اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوگیا کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس کو حلال سمجھنا صرف ایک گناہ کا ارتکاب نہیں بلکہ کُفر ہے''۔(ماخوذ معارف القرآن)

(مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ) اور ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی۔(حَتّٰی یُعۡطُوا الۡجِزۡیَۃَ عَنۡ یَّدٍ وَّهُمۡ صٰغِرُوۡنَ) جب تک وہ ماتحت ہوکر اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں۔''جزیہ دینا ہی''اُن کی ذِلّت'' ہے جیسا کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں نہ کہ اور زیادہ اہانت''۔(بحوالہ تفسیر فتح المنان رتفسیر حقانی جلد دوم از ابو محمد عبدالحق حقانیؒ) صٰغِرُوۡنَ ذلیل وخوار لوگ ،اسم فاعل جمع مذکر اس کا واحد صاغر۔(بحوالہ قاموس القرآن)

آیت زیرِ مطالعہ میں ان لوگوں سے جہاد اور قتال کرتے رہنے کی ایک حد کا تعین بتا دیا گیا ہے یہ حکم قتال اس وقت جاری رکھا جائے جب تک کہ جزیہ دینا قبول نہ کرلیں جزیہ کا مفہوم بدلے جزاء کے لئے مستعمل ہے اصطلاح شریعت میں اس سے مُراد وہ رقم ہے جو کافروں سے قتل کے بدلے میں وصول کی جاتی ہے۔ حقیقت احوال تو یہ ہے کہ کفر وشرک اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت ہے جس کی درحقیقت سزا قتل ہے لیکن باری تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان کی سزا میں کمی کردی، اسلامی حکومت میں وہ ماتحت بن کر رہیں تو جزیہ کی رقم ادا کر کے رہ سکتے ہیں۔

تشریح وتوضیحات آیت ۲۵ تا ۲۹

آیت ۲۵ میں اظہارِ بیان ہے کہ اے مسلمانو! اللہ بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کرچکا ہے تعداد کی کمی اور اسباب کی

Marfat.com

قلّت کے باوجود تم کو نصرت ملی، اور تم غالب رہے غزوۂ حُنین ہی کو دیکھ لو جہاں تم اپنی کثرت دیکھ کر نازاں ہوئے، اترانے لگے، پھر وہ تو تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی باوجود وسیع ہونے کے تم پر زمین تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ دکھا کر بھاگ نکلے، حُنین کے میدان میں کثرت تعداد کے سبب مسلمانوں میں گھمنڈ اور تکبّر پیدا ہوگیا تھا، بعض اوقات کثرت تعداد بھی ہزیمت کا سبب بنتی ہے اس میں ایسے لوگ بھی شامل ہوجاتے ہیں ''جنہوں نے نظریۂ حیات کو اچھی طرح سمجھا اور پرکھا نہیں ہوتا بلکہ وہ حالات کے دھارے میں بہہ نکلے ہوتے ہیں''۔ (بحوالہ فی ظلال القرآن جلد سوئم از قطب سیّد شہیدؒ)

نُصرت وفتح کا انحصار تعداد کی زیادتی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ راز یہ ہے کہ کامیابی اور کامرانی اللہ کے ساتھ ربط باہم اور اللہ کی مدد سے ملتی ہے۔

آیت ۲۶ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جارہا ہے کہ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں پر سکینت رد لجمعی بھیجی، گویا غیبی مدد سے تمہارے دل پر جرأت اور ہمت پیدا کی اور ایسی فوج ملائکہ کی نازل فرمائی جس کو تم نہیں دیکھتے تھے جس سے مخالفین کو مقہور کیا اور کفّار کو سزا دی اور یہ بدلہ ہے کافروں کے لئے، جو حق کا انکار کرتے ہیں، مُنکرینِ حق کی یہی سزا ہے وہ قتل ہوتے ہیں لُٹتے ہیں اور شکست سے دوچار ہوتے ہیں۔

آیت ۲۷ میں بیان کیا جارہا ہے کہ پھر اس کے بعد اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے جس کو چاہا توفیق توبہ نصیب کی اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور نہایت ہی مہربان ہے۔ شانِ کریمی تو دیکھئے، مغفرت کا دروازہ، باری تعالیٰ کی رحمت کرم سے ہمیشہ کھُلا رہتا ہے اور خطاکار جب چاہیں جس وقت چاہیں توبہ کرکے واپس آسکتے ہیں اللہ ہی بخشش دینے والا ہے۔

آیت ۲۸ میں بیان اظہار کچھ یوں ہے کہ مسلمانو! مُشرک تو نرے نجس اور گندے ہیں سو انہیں اس سال کے بعد مسجدالحرام کے پاس بھی آنے نہ دیا جائے اگر تم کو مُفلسی اور تنگدستی کا خوف لاحق ہے تو ربِّ جَلیل چاہے گا تو اپنے فضل سے ابھی دولت مند رغنی کردے گا بلاشبہ اللہ، باخبر اور حکمت والا ہے۔ اِن آیاتِ مبارکہ میں دو حکم صادر ہوتے ہیں پہلا حکم یہ کہ مُشرکین اس سال کے بعد جس میں کہا گیا کہ وہ مسجدالحرام رخانۂ کعبہ میں داخل نہ ہونے پائیں اس لئے کہ وہ پلید رناپاک ہیں۔ نجس کے لفظ سے بعض علماء نے مشرکین کو نجس العین کہا ہے کہ ان کا ہاتھ بھی کسی پاک چیز سے لگنا درست نہیں!۔ (ماخوذ تفسیر فتح المنان، تفسیر حقانی از عبدالحق الحقانیؒ) شرک کے ناپاک ہونے کا مفہوم عقائد اور اعمال کے لحاظ سے ناپاک ہونا ہے۔

امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ''مساجد میں ممانعت نہیں! کیونکہ ثمامہ اثال کو رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کے ستون سے باندھ رکھا تھا اور وفد ثقیف کو بھی اُنہیں اتارا تھا اور دوسرا حکم ہے'' کہ زمین پر توحید ورسالت پھیلاؤ اور اس کے مخالفوں کی شوکت توڑ و کہ دینِ اسلام کا اعلیٰ کام ہے''۔ (بحوالہ تفسیر فتح المنان از عبدالحق حقانیؒ)

آیت ۲۹ میں بیان ہے کہ ان لوگوں سے جنگ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے وہ کافر لوگ جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ اُنہیں یومِ آخرت پر یقین ہے اور نہ ہی دینِ حق کو قبول کرنے کی اُنہیں توفیق ہوتی ہے اُن کے لئے مقامِ عبرت ہے جو محض وہم گمان میں پھنس کر مغرب کی تقلید کو بھاگتے ہیں اور جہاں سارا دین گنوا بیٹھتے ہیں دینِ حق سے راہِ

Marfat.com

فرار اختیار کرتے ہیں پھر جو چیز اللہ نے حرام کی ہے اور جس شئے کو رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے اُنہیں وہ حرام قرار نہیں دیتے! حالانکہ وہ اہلِ کتاب ہیں! یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں کتاب دی گئی ہے، وہ حُرمت جو کتاب اللہ میں مذکور ہے وہ حُرمت جس کا بیان حدیث مبارکہ میں ملتا ہے جو بات قرآن میں آئی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا قولِ حدیث ہے دونوں کا درجہ ایک ساتھ ارشاد ہوا! حدیث مبارکہ کا حکم بھی اللہ کا حکم ہے قرآنِ حکیم میں ذکر بیان ہے ”وَاَطِیۡعُوااللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ“ اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو، اب اس کے مُنکر سے ”دعوتِ جہاد“ ہے مشرکین کے قتال عام کے حکم کے بعد اس آیت میں یہود و نصاریٰ سے قتل کا حکم صادر ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ مسلم سلطنت کے ماتحت رہنا پسند کریں اور اپنے ہاتھ سے جذیہ ادا کریں یعنی اسلامی ریاست کو محاصل ادا کریں یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ یہاں چار اسباب کا ذکر ہے: ایمان باللہ، ایمان بالآخرت، حرام کو حرام اور حلال کو حلال قرار دینا اور دینِ حق کو بطورِ دین تسلیم کرنا ان چاروں اُمور سے کوئی خوبی پائی نہ جائے گی تو ایسے لوگوں کا صرف ایک راستہ ہے صرف ذمی بن کر جزیہ/محاصل ادا کریں ماتحت بن کر مسلم ریاست میں رہیں گے ورنہ اُن سے جہاد کرنا ہوگا اور ریاست کو فتنہ و فساد سے پاک کیا جائے گا۔

آیت ۲۵ تا ۲۹ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

ایسے کئی موقع آئے جب باری تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی، غزوۂ حنین کے دن بھی، تمہاری مدد کی، لیکن فخر و انبساط اور اپنی تعداد پر فخر کرنا، کوئی قابلِ تحسین کام نہیں! یہ کثرت تمہارے کام نہیں آئی اور تم کو باوجود وسیع ہونے کے زمین تم پر تنگ ہوگئی، غزوۂ حنین میں ملائکہ کا نزول ہوا۔

بالآخر اللہ نے غیبی مدد بھیجی اور تمہارے دلوں میں جُرأت پیدا ہوئی، عزم اور حوصلہ بڑھا، اللہ نے اپنی عنایت خاص سے فرشتوں کی فوج اُتاری، جس کو دیکھنے سے تم قاصر تھے، رسول اللہ ﷺ کا ریت مٹھی پھینکنا تائیدِ الٰہی اور نُصرت الٰہی کی ایک صورت تھی، مدد کرنے کی کئی اشکال ہیں ان میں سے دو کا تذکرہ ان آیات میں بتایا گیا ہے، اُونگھ طاری کر کے مسلمانوں کو تسکین ملی ”فرشتوں کا نزول جو اس جنگ میں لڑے نہیں صرف کافروں کو مرعوب کرنے کی خاطر بھیجے گئے“۔ (ماخوذ تیسیر القرآن جلد دوئم از عبدالرحمٰن کیلانیؒ)

جب باری تعالیٰ نے مسلمانوں پر طمانیت قلب اور تسکین نازل کی، کرم تو دیکھئے، مسلمانوں کو فتح ملی اور جو مسلمان اس لڑائی سے راہِ فرار اختیار کر چکے اُن کو بھی معافی مل گئی اور ان میں بھی مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا فتح مکّہ کے بعد مسجد حرام کا انتظام اور انصرام مسلمانوں کے پاس آ گیا۔ مُشرکین انتظامی اُمور سے محروم رہے ۱۰ھ میں حکم ہوا کوئی مُشرک اس عظیم عبادت گاہ کے قریب بھی نہ آئے کیونکہ مُشرک نجس اور ناپاک ہیں ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتے حکم دیا گیا کہ جہاد کے لئے پُرعزم رہو اگر وہ اس سرزمین میں قیام کرنا چاہیں تو جزیہ ادا کریں اور مطیع بن کر رہیں اگر انکاری رہیں تو ان سے جہاد کرو یہاں تک کہ اللہ کا دین غلبہ پا جائے۔

Marfat.com

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور کہا یہود نے عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ/عیسائی کہہ چکے ہیں مسیح علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے بے سر پا باتیں اُن کے اپنے مُنہ کی بات ہے یہ اپنے سے پہلے لوگوں کی نقل اُتار رہے ہیں جنہوں نے ارتکابِ کُفر کیا تھا اللہ اُنہیں غارت/ہلاک کرے کہاں بہکے بھٹکے چلے جارہے ہیں یہ لوگ۔ (۳۰)

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾

اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے درویشوں/پادریوں اور راہبوں کو اور مریمؑ کے فرزند مسیح علیہ السلام کو بھی رَبّ بنالیا ہے حالانکہ اُنہیں حکم وہی دیا گیا تھا، کہ صرف ایک اللہ ہی کی پُرستش کرتے رہیں اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں! اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ پاک ہے اس سے جسے وہ اس کا شریک بناتے ہیں۔ (۳۱)

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾

یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پُھوکوں سے بُجھادیں، باری تعالیٰ اپنے نُور کو پورا کئے بغیر نہ رہے گا۔ خواہ کافروں کو کتنا ہی گراں/نا گوار ہو۔ (۳۲)

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

وہی تو ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ ہر دین پر اُس کو غالب کردے اگرچہ مُشرکوں کو یہ غلبہ کتنا ہی یہ ناگوار گذرے۔ (۳۳)

الفاظ و معانی آیت ۳۰ تا ۳۳

(وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ) اور کہا یہود نے عزیر بیٹا ہے اللہ کا، عزیر بن شرخیا حضرت یعقوبؑ کی نسل سے ہیں اور ''چودہ پشتوں میں حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام سے اُن کا سلسلہ نسب ملتا ہے''۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل) جب یہود کی نافرمانیاں حد سے زیادہ ہوگئیں تو اللہ کا عذاب بخت نصر متوفی ۵۶۱ ق م کی شکل میں نمودار ہوا، نافرمانی کا یہ عالم یہاں تک کہ توریت جن جن اجزاء میں تحریر تھی وہ سب نذرِ آتش کر دیئے گیے، بیت المقدس کو منہدم کیا گیا، سب کو قتل کر دیا گیا۔ باقی بنی اسرائیل کو کنیز اور غلام بنایا گیا حضرت عزیز علیہ السلام بھی قیدیوں میں شامل تھے توراۃ کی تلاوت کرتے، کم عمر تھے ان کا پڑھنا کچھ شمار میں نہ تھا ورنہ اُنہیں بھی ہلاک کر دیا جاتا، جب عزیر علیہ السلام قوم میں آئے تو لوگوں نے اس بات کی تصدیق کی اور امتحان لیا توراۃ لکھنے پڑھنے کا۔

امام ثعلبی اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں ''اُن کے داہنے ہاتھ کی پانچوں اُنگلیوں میں پانچ قلم باندھے وہ پانچ اُنگلیوں سے توراۃ لکھتے تھے دل سے یہاں تک کہ توراۃ تمام ہوئی''۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ) بخت نصر کے دور میں ایک شخص نے توراۃ ایک مضبوط برتن کے اندر احتیاط سے پہاڑ پر رکھ دی تھی کچھ لوگ وہاں تک گئے اور توراۃ وہاں سے اُٹھالائے جب

Marfat.com

مجمع میں اس کو پیش کیا گیا تو حضرت عزیر علیہ السلام نے جو توراۃ تحریر کی تھی اور اس توراۃ میں قطعی ایک حرف کا بھی فرق نہیں تھا، اظہارِ تعجب کرتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے قلب میں توراۃ ڈال دی اس کا سبب یہ تھا کہ وہ اگلے یہود اس بات کے قائل تھے کہ عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے، نصاریٰ کا کہنا تھا عیسیٰ علیہ السلام مسیح بیٹا ہے اللہ کا۔ (ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ) یہ جو مذکور ہوئی بات اُن کی زبانوں سے۔ قرآنِ حمید میں جس جگہ قول کے ساتھ منہ یا لسان (زبان) آیا ہے اس کا مفہوم اور معنیٰ یہ ہے کہ مہمل / بات ہے زبان سے ادا کرتے ہیں کچھ اصلیت اور حقیقت نہیں رکھتی۔ (يُضَاهِئُوْنَ) مشابہ کرتے ہیں اپنی بات کو۔ (قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) ان لوگوں کی بات سے جو کافر ہو گئے۔ (مِنْ قَبْلُ) اُن سے پہلے ''یہودی اور عیسائی جو حقیقت میں توحید کے علمبردار تھے ان میں مُشرکانہ نظریات سرایت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے گرد جو مُشرک قومیں آباد تھیں وہ خدا کو مجسّم چیز مانتی تھیں۔ (بحوالہ ضیاء القرآن جلد دوم از محمد کرم شاہ الازہریؒ) یعنی کہ بنومدلج کہتے ہیں کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں یا عرب کے بعض کافروں کی بات ہے کہ وہ حق تعالیٰ کو لات وعزیٰ کا باپ کہتے ہیں''۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ)

(قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ) اللہ تعالیٰ اُنہیں ہلاک کرے / غارت کرے۔ (اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ) کہاں بہکے جاتے ہیں، بالفاظ دیگر یوں کہئے کیوں بھٹکے چلے جارہے ہیں راہِ حق سے باطل کی طرف۔ (اِتَّخَذُوْٓا) بنالیا۔ (اَحْبَارَهُمْ) اپنے عالموں کو۔ (وَرُهْبَانَهُمْ) اور اپنے عابد لوگوں کو۔ (اَرْبَابًا) بہت سے خدا۔ (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) سوائے اللہ کے۔ (وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ) اور مریم کے بیٹے مسیح علیہ السلام کو بھی رَبّ بنالیا، یعنی عیسیٰ ابن مریم کو خدا ٹھہراتے ہیں۔

محمد عبدالحق حقانیؒ تفسیر فتح المنان جلد دوم میں رقمطراز ہیں ''اسلام میں بھی جو اپنے مشائخ اور اُن کی قبور سے ایسا کرتے ہیں اور قاضی الحاجات جانتے ہیں اور خلافِ شریعت باتوں کو مانتے ہیں وہ اس میں داخل ہیں۔ (اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ) اَحْبَار جمع ہے حبر کی، یہودیوں کے بڑے بڑے علماء حبر کے معنیٰ ہیں اچھا اثر، بڑے عالم کو حبر اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے علوم و کمالات کے اثرات عوام میں باقی رہتے ہیں عرفاً اس لفظ کا استعمال علماء یہود کے لئے ہوتا ہے۔ (بحوالہ قاموس القرآن) رھبان راہب کی جمع ہے تارک الدنیا۔ (رَهْبَانِيَّةَ) سے اسم فاعل جمع مذکر قواعد کے مطابق۔ رُھْبَانًا اہل کتاب میں سے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دنیا سے بے تعلق ہو کر غاروں میں جا بیٹھتے ہیں۔ (بحوالہ قاموس القرآن) اسلام جو مذہبِ فطرت ہے، ایسی بے تعلقی کو جائز قرار نہیں دیتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں رہبانیت نہیں ہے''۔

(يُرِيْدُوْنَ) چاہتے ہیں یہود و نصاریٰ۔ (اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ) کہ بُجھا دیں اللہ کے نُور کو۔ يُطْفِـُٔوْا، اِطْفَاءٌ سے مصدر کہ وہ بُجھا دیں مضارع منصوب جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔ (بِاَفْوَاهِهِمْ) اپنی پھونکوں سے۔ (هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ) وہی اللہ ہے جس نے بھیجا۔ (بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ) اپنا رسول ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو ہر دین پر غالب کردے، تمام ادیان کے احکام منسوخ کردے اور آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُترنے کے بعد یہ ہوگا کہ ساری رُوئے زمین پر دینِ اسلام کے سوا اور کوئی دین نہ ہوگا۔ (وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ) اگرچہ ناگوار گذرے، یہ صورت مشرکوں کو بات یہ ہے کہ اس گیتیٔ کائنات میں محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد عظیم یہ بھی تھا کہ سرزمین حرم مقدس کُفر و شرک کی ہر آلائش سے پاک و صاف ہو جائے اور دعوتِ ابراہیمی کا مرکز اس دعائے خلیل کے موجب تمام عالم رنگ و بُو کے لئے سرچشمہ

ہدایت اور نُور بن جائے اس لئے فرمایا کہ ''تمام مُشرکین کی کوششوں کے علی الرغم دین اسلام اس سرزمین کے ہر دین پر غالب ہو کر رہے گا''۔ (بحوالہ تفسیر تدبّرالقرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

تَشْرِیْح وَتَوْضِیْحَات آیت ۳۰ تا ۳۳

آیت ۳۰ میں اظہارِ بیان اس بات کی وضاحت کررہا ہے کہ ایمان باللہ وہی قابلِ عمل ہے جو اُن اوصاف کی خوبیوں کے ساتھ ہو جو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد کی ہیں، اس کے علاوہ حق تعالیٰ کو ماننا بھی تو وہ نہ ماننے کے دائرہ کار میں آگیا جیسے اہلِ کتاب اللہ پر اور آخرت پر یقین وایمان تو رکھتے تھے مگر ظُلم تو دیکھئے ظالموں نے اللہ جَلّ شانہٗ کے لئے اولاد تجویز کردی، اہلِ یہود کا اعتقاد، جو یثرب میں مقیم تھے یہ تھا کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اسی طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کو اللہ کا بیٹا قرار دے دیا، بغیر کسی حُجت اور دلیل کے محض اپنی مرضی سے، اللہ اُنہیں غارت کرے۔ یہ کیسی غلط بات اُنہوں نے اپنالی ہے یہ اُن لوگوں کی پیروی کررہے ہیں جو اُن سے قبل کُفر کی ضلالت میں مُبتلا تھے اور بدیہی حقائق کو تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہیں! جانے کہاں ان کی عقل اُلٹی جارہی ہے''۔ (ماخوذ تفسیر تدبر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

آیت ۳۱ میں بیان کیا جارہا ہے کہ یہود اور نصاریٰ کی گُمراہی تو یہ ہے کہ اُنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء مشائخ کو اپنا رَبّ بنالیا ہے بے کیفی عمل کا عالم تو دیکھئے، حضرت عیسیٰ روح اللہ کی باقاعدہ عبادت کرتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا تھا حق بات تو یہی ہے کہ اللہ پاک کی ذات کے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں! اللہ پاک ہے ان چیزوں سے جس کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب یہ آیت سُنی تو حضرت محمد ﷺ سے عرض کرنے کی جسارت کی ''یہود، نصاریٰ نے تو اپنے علماء کی کبھی عبادت نہیں کی، پھر یہ کیوں کہا گیا کہ اُنہوں نے ان کو پروردگار بنالیا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا ''یہ ٹھیک ہے کہ اُنہوں نے اُن کی عبادت نہیں کی، لیکن یہ بات تو ہے کہ اُن کے علماء نے جس کو حلال قرار دے دیا اس کو اُنہوں نے حلال اور جس کو حرام کردیا اس کو حرام ہی سمجھا، یہی ان کی عبادت کرنا ہے''۔ (بحوالہ صحیح ترمذی شریف، بیہقی فی السنن) یہ بات یاد رہے کہ حق وباطل حرام اور حلال کرنے کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔

آیت ۳۲ میں بتایا جارہا ہے کہ یہود ونصاریٰ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نُور کو اپنی پھونکوں سے بُجھا دیں مگر اُن کو پتہ ہی نہیں کہ پھونکوں سے یہ چراغ بُجھایا نہ جائے گا۔ رَبِّ جَلیل اپنے نُور کو کامل کرکے رہے گا یہ اپنے کُفر میں اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ اپنی غلط روایات میں کھو گئے ہیں کہ دینِ حق کو لوگوں سے اُوجھل کردینا چاہتے ہیں، اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو ہدایت، نُور اور دینِ حق دے کر بھیجا رارسل کیا ہے، مُشرکین اور یہود ونصاریٰ کی خواہش تو یہ ہے کہ اپنے جدل (جدل بمعنیٰ لڑائی مؤنث عربی بحوالہ فیروز اللغات) افتراء سے مٹادیں، لیکن اس کو مٹانا ناممکن ہے وہ تمام ادیان پر غالب آکر رہے گا دینِ حق خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار لگے۔

آیت ۳۳ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت کا نُور یعنی قرآنِ حکیم

Marfat.com

اور دینِ حق یعنی اسلام دے کر اس لئے ارسل رہبجا کیا تا کہ اس کو کائنات گیتی کے تمام مذاہب پر غلبہ عطا ہو جائے اور شمع رسالت کے پروانے غلبۂ اسلام کی خاطر اپنی جدوجہد برقرار رکھیں گے۔ تاریخ کے صفحات شاہد ہیں کہ اسلام نے مذاہب باطلہ کو شکست سے دوچار کر دیا اور روئے زمین پر پھیلتا چلا گیا، قرآنِ مجید میں کئی آیات آئی ہیں جن میں یہ وعدہ ہے کہ دینِ اسلام دنیا کے تمام مذاہب پر غلبہ حاصل کرلے گا یہ بات حضرت مقداد ؓ کی حدیث سے معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''رُوئے زمین پر کوئی کچا پکّا باقی نہ رہے گا جس میں اسلام کا کلمۂ حق داخل نہ ہو جائے۔ تفسیر مظہری میں ثناء اللہ پانی پتی رقمطراز ہیں ''دینِ اسلام کو تمام دوسرے دینوں پر غالب کرنے کی یہ خوشخبری اکثر زمانوں اور اکثر حالات کے اعتبار سے ہے''۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی رقمطراز ہیں ''پس بعثتِ رسول کی غرض اس آیت میں بتائی گئی ہے جس ہدایت اور دین حق کو وہ خدا کی طرف سے لایا ہے اسے دین نوعیت رکھنے والے تمام طریقوں اور نظاموں پر غالب کر دے''۔ (ماخوذ تفہیم القرآن جلد دوم) یہ بات ذہن نشین کر لیجئے اگر آج بھی ہم جذبۂ صادق سے سرشار ہو کر اپنی عملی زندگی اسلام کی تعلیمات کے تابع کر لیں تو آج بھی روئے زمین پر غلبہ عطا کرنا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا کام ہے یہ دورِ جدید کے ازم اور مغرب کی تہذیبِ نو یا جمہوریت صرف شخصی اور ذاتی پسند کی حکومتیں مسلمانوں کو اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دُور لے جانے کا مُوجب ہو رہی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے کیا خوب تحریر فرمایا ''رسولِ کریم ﷺ اور سلف صالحین کے عہد مبارک میں تو اس نُور کی تکمیل و اہتمام کا مشاہدہ ساری دنیا کر چکی ہے اور آئندہ بھی دلائل اور حقائق کے اعتبار سے ہر زمانے میں اسلام ایک مکمل دین ہے کہ کسی معقول پسند انسان کو اس پر حرف گیری کا موقع نہیں مل سکتا۔ (ماخوذ، معارف القرآن جلد چہارم)

آیت ۳۰ تا ۳۳ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

وہی اللہ تو ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دینِ حق اور ہدایت دے کر کائنات رنگ و بُو میں بھیجا، تا کہ دینِ اسلام کو تمام ادیانِ عالم پر فضیلت مل جائے، خواہ یہ بات مشرکوں کے ''خاطرِ معصوم'' پر کتنی ہی گراں گزرے، حضور اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد اسلام کی نظریاتی سیاسی اور عملی بالادستی ہے۔ بھلا اس سے کیا انکار دورِ نبوی میں یہودیت دین سمجھا جاتا تھا ''عیسائیت، مجوسیت، منافقت، صابیّت مشرکین کا دین تھا۔ (بحوالہ تیسیر القرآن جلد دوئم از عبدالرحمن کیلانیؒ)

بھلا اس کو کیا کہا جائے کہ صدیوں تک سیاسی نظریاتی برتری قائم رہی لیکن مسلمانوں میں اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی انحطاط اور انتشار پھیلا تو مسلمانوں سے یہ نعمت چھین لی گئی، اہلِ یہود کے ناجائز طریقۂ عمل کو اپنانا، سود کو جائز قرار دیا گیا، سونا چاندی جمع تو کر لیتے مگر اللہ کی راہ میں اس کو خرچ نہیں کیا جاتا، شادی اور غم میں غلط رسم اپنانے کا طریقہ مروّج ہوا۔ رؤساء اور بادشاہوں کی ہوائے نفس کی تسکین کی خاطر نکاح وطلاق کے شرعی ضابطہ اصول کو چھوڑ کر نئے طریقے اپنائے گئے، نصوص قرآن کو فراموش کر دیا گیا۔ حدیث کی اہمیت کے انکاری رہے مسلمانوں نے دین پر عمل کیا تو انہیں دنیا میں توقیر/عزت ملی، اللہ کا وعدہ ہے مسلمانوں کو ہی فتح نصیب ہوگی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَالرُّهۡبَانِ لَيَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ يَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَهَا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍۙ ﴿۳۴﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے اہلِ کتاب کے علماء، عابد اور پادری، لوگوں کا مال ناحق رنا جائز طریقوں سے کھا جاتے ہیں اور رُوکتے ہیں لوگوں کو اللہ کی راہ سے اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ جمع کر کے رکھتے ہیں اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اُنہیں دردناک عذاب کی نوید سُنا دیجئے!۔(۳۴)

يَّوۡمَ يُحۡمٰى عَلَيۡهَا فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوٰى بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ‌ؕ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ ﴿۳۵﴾

جس دن اس خزانے رسونا چاندی کو جہنّم کی آگ میں تپایا جائے گا ریعنی دوزخ کی آگ دہکائی جائے گی، پھر اُس سے اُن کی پیشانیاں پہلو اور پشتیں داغی جائیں گی، پھر اُنہیں بتایا جائے گا یہ وہی کچھ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کر کے رکھا تھا سو اب چکھو مزہ اِس کا جو تم نے خود اکٹھا کر رکھا تھا۔(۳۵)

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ‌ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِيۡهِنَّ اَنۡفُسَكُمۡ‌ وَقَاتِلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ كَآفَّةً‌ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۳۶﴾

بلاشبہ مہینوں کی تعداد، اللہ کے نزدیک (کتاب اللہ) بارہ مہینے ہیں جس دن سے اس نے زمین و آسمان بنائے ران کی تخلیق کی، ان بارہ ماہ میں چار مہینے حُرمت والے رادب والے ہیں یہی درست رصحیح دین ہے تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ ہونے دو اس میں خود تمہارا ہی خسارہ ہے اور لڑائی رجہاد کرو تمام مشرکوں سے جیسے وہ تم سب سے جنگ کرتے ہیں جان لو! اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔(۳۶)

اِنَّمَا النَّسِىۡٓءُ زِيَادَةٌ فِى الۡكُفۡرِ‌ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُحِلُّوۡنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوۡنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوۡا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوۡا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ‌ؕ زُيِّنَ لَهُمۡ سُوۡۤءُ اَعۡمَالِهِمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۳۷﴾

مہینوں کا ہٹا دینا اور اضافہ کر دینا رمہینوں کو ہٹا کر گھٹاتے بڑھاتے ہیں اس طرح سے کافر لوگ خود ہی فریب میں ڈالے جاتے ہیں ایک برس تو اسے حلال قرار دیتے ہیں، ایک سال تو اسی کو ادب والا کر لیتے ہیں اور کسی سال اس کو حرام ٹھہرا دیتے ہیں تا کہ حرام کئے ہوئے مہینوں کی گنتی پوری کر دیں تا کہ اس بہانے سے حلال کر لیں جسے حرام کیا تھا اُن کے بُرے کام رکرتوت اُن کی نظر میں بھلے لگتے ہیں اللہ ہدایت نہیں بخشتا اس قوم کو جو راہِ کفر اپنائے۔(۳۷)

الفاظ و معانی آیت ۳۴ تا ۳۷

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا) اے ایمان والو!۔(اِنَّ كَثِيۡرًا) بے شک بہتیرے (بہت سے) (مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَالرُّهۡبَانِ) یہود اور نصاریٰ کے پادری رپوپ اور علماء اور مذہبی درویش۔(لَيَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ) البتہ

کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناجائز طریقہ سے یعنی رشوت لینے کا حکم دیتے ہیں اور باز رکھتے ہیں لوگوں کو اللہ کی راہ پر چلنے سے، یعنی منع کرتے ہیں اسلام میں داخل ہونے سے، ذرا ستم تو دیکھئے! بنی اسرائیل کے راہب قانون سازی کے اختیارات کو بدلتے ہوتے مختلف حیلے بہانوں میں لوگوں کا مال و متاع لوٹنا شروع کیا چونکہ عیسائی مذہبی پیشواؤں کا قرون وسطی میں اقتدار اور تسلّط غالب رہا اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے رسمِ ناجائز اپناتے ہوئے کس قدر بے رحمی کے ساتھ اپنے عقیدت مندوں کو جالِ طلسم میں پھنسا کر اُن کی ثروت کو اپنے قبضہ میں لے لیا، یہ داستان بڑی دلچسپ اور اندوہ ناک ہے۔ محمد کرم شاہ ازہری تحریر فرماتے ہیں ''میحِلُّوْنَہٗ'' فرقہ کا پوپ جنّت کے ٹکٹ قیمتًا فروخت کیا کرتا تھا اور اس کے نائب بخشش گناہ کے لکھ کر دیا کرتے تھے''۔ (ماخوذ ضیاء القرآن جلد دوم)

(وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ) جو اہل کاتب حرص اور بخل کے سبب جمع کرتے ہیں سونا اور سونے کے خزانے رکھتے ہیں صرف اسی پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ وہ اپنی حرص کی طلب کی تسکین کے لئے یہ نازیبا حرکات اور سکنات کے مرتکب ہوتے ہیں اور پھر دلوں میں شکوک وشُبہات ڈال کر لوگوں کو حق قبول کرنے سے رُوکتے ہیں حالانکہ بعض علماء نے اس آیت کو بھی ''اہلِ کتاب سے مخصوص کیا ہے لیکن درست بات یہ ہے کہ ''اس میں اہلِ کتاب اور سب مسلمان داخل ہیں، جس میں یہ خرابی ہوگی وہ اس سزا کا مُستحق ہوگا (بحوالہ تفسیر قرطبیؒ)

(وَالْفِضَّۃَ) اور چاندی کا۔ (وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا) اور خرچ نہیں کرتے ان سونے اور چاندی کے خزانوں کو۔ (فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ) اللہ کی راہ میں۔ بالفاظ دیگر زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کرتے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں ''ما ادی زکوٰۃ فلیس بکنز [1] یعنی جس مال کی زکوٰۃ دی گئی وہ خزانہ نہیں۔ (فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ) پس خبر سُنا دو خزانہ رکھنے والوں کو، زکوٰۃ نہ دینے والوں کو دردناک عذاب کی۔ (یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی) جس دن آگ گرم کی جائے گی رُسلگائی جائے گی ان [2] خزانوں پر آتشِ دوزخ میں پھر داغ دی جائے گی۔ (یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْھَآ اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ) جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین ان میں چار ماہ حُرمت رادب کے ہیں بارہ مہینوں میں جو قمری ہیں سال کی تقسیم کسی انسان کا عمل نہیں ان بارہ قمری ماہ میں چار مہینے محرم، ذیقعدہ، ذوالحجہ، رجب حُرمت والے ہیں۔ (وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ) اور جنگ کرو تمام مُشرکوں سے۔

تَشْرِیح وَتَوضِیحات آیت ۳۴ تا ۳۷

آیت ۳۴ میں اظہارِ بیان یہ ہے کہ اہلِ کتاب کے بہت سے فقہی اور راہب تو لوگوں کو دھوکہ دے کر ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھا رہے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں جو لوگ سونا چاندی کے ڈھیر جمع کر رہے ہیں اور اُنہیں اللہ کی راہ میں مال و متاع خرچ کرنے کی توفیق نہیں تو ایسے لوگوں کو عذابِ الیم کا مژدہ سُنا دو! اب ان کی اصلاح کیسے ہوگی یہ نفاق کے کاموں اور معاملات میں تغافل برت رہے ہیں، بدنصیبی کہئے کہ بہت سے علماء مسلمین کا بھی یہی حال ہے

[1] ......بحوالہ ابوداؤد، احمد، [2] ......اے باری تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے میں اس آگ کے دردناک انجام سے بچنے کی توفیق عطا فرما! آمین

Marfat.com

حضورِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے ''لتتبعن من کان قبلکم تم سابقہ اُمّتوں کے طور طریقوں کی ضرور پیروی کرو گے''۔ (بحوالہ صحیح بخاری شریف، کتاب الاعتصام) بات یہ ہے کہ اگر مال وزر کے انبار رکھتے ہوئے کوئی آدمی مُفلسوں اور ناداروں کے حقوق کی ادائیگی سے بے پرواہ ہے اور دعوتِ دین اور ''جہاد فی سبیل اللہ جیسی نعمت کے کاموں سے لاتعلق اور بے خبر ہو جائے تو وہ ''عنداللہ مواخذہ سے بری نہیں ہوسکتا اگر چہ اس نے اپنے مال میں سے زکوٰۃ کا قانونی مطالبہ پورا کر دیا''۔ (ماخوذ تدبر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

آیت ۳۵ میں بتایا جا رہا ہے کہ یہ مال وزر جس کو تم نے اپنی طمع نفس کی تسکین کر کے اکٹھا کر رکھا ہے قیامت کے دن اس مال کو جہنّم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے اُن کی پیشانیاں، پسلیوں اور پیٹھوں کے پہلو پر اور کمر کو داغا جائے گا، پھر اُن سے کہا جائے گا یہ وہ مال وزر ہے جس کو تم اپنے لئے جمع کر کے رکھتے تھے اپنے جمع کئے ہوئے مال کا مزہ چکھو، حدیث مبارکہ میں مذکور ہے ''جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت والے دن اس کے مال کو آگ کی تختیاں بنا دیا جائے گا اور اس کے پہلوؤں کو، پیشانی کو داغا جائے گا یہ دن پچاس ہزار سال کا ہو گا اور لوگوں کے فیصلہ ہو جانے تک ان کا یہی حال ہو گا اس کے بعد جنت یا دوزخ میں اسے لے جایا جائے گا''۔ (بحوالہ صحیح مسلم شریف کتاب الزکوٰۃ، باب اِثم مانع الزکوٰۃ) اس موضوعِ سخن کے سلسلے میں آیت ۲ سورۃ الھمزہ پارہ ۳۰ عَمَّ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ۔ جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جاتا ہے۔

اس آیت نمبر ۲ کا مفہوم یہ ہے کہ مال وزر کو اکٹھا کرنا اور سینت سینت کر رکھنا اور اس کو اللہ کی راہ میں صرف نہ کرنا۔ آیت نمبر ۳ سورۃ الھمزۃ میں اللہ کا فرمان ہے یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخۡلَدَہٗ۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا گویا وہ طمع اور حرص کے بندے ہیں جو ہر طرف سے مال سمیٹے اور مارے بخل کے مال گن گن کر رکھتے ہیں وہ بے خبر ہیں موت آئے گی تو یہ دولت اور مال ومتاع یونہی پڑا رہ جائے گا تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے، میری تفسیر، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ کا صفحہ ۱۱۳۔

آیت ۳۶ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کے نوشتہ الٰہی میں مہینوں کا شمار بارہ مہینے ہیں جن میں سے چار تکریم اور حُرمت والے ہیں یہ تو بالکل سیدھی راہ ہے سو تم ان ماہ مبارک میں اپنے نفسوں پر زیادتی اور ظلم نہ کرو اور مُشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم سے لڑتے ہیں اللہ متقیوں کے ساتھ ہے ''عہد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ کے عہد تک عرب کا یہ دستور تھا کہ وہ ان چار مہینوں کی نہایت تعظیم کرتے تھے ان میں مار دھاڑ، چڑھائی سب موقوف ہو جاتی۔ (ماخوذ تفسیر فتح المنان جلد دوم از مولانا عبدالحق الحقانیؒ)

اصل بات تو یہ ہے کہ ابتدائے آفرنیش میں سے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے بارہ ماہ مقرر کر دیئے ہیں جب سے زمین و آسمان کی تخلیق کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ''زمانہ گھوم کر پھر ایسی حالت پر آ گیا ہے جس حالت پر اس وقت تھا جب باری تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا جن میں چار ماہ حُرمت والے ہیں تین لگاتار ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور چوتھا رجب مضر جو جمادی الثانی اور شعبان کے مابین ہے''۔ (بحوالہ صحیح بخاری شریف کتاب التفسیر سورۃ توبہ اور صحیح مسلم شریف، کتاب القسامۃ)

آیت ۳۷ میں بیان مذکور ہے کہ جاہلیّت کی رسمِ نسئ کُفر میں ایک اضافہ ہے مشرکینِ عرب نے ایک نظام مروّج کر لیا تھا

اسی طرح حُرمت والے مہینوں میں تقدیم وتاخیر، ردّوبدل کرتے رہتے تھے تجارتی مقاصد میں ترویج کی خاطر حج وعمرہ کے معتدل موسم میں لانے کا انتظام بنالیا تھا وہ قمری مہینوں کو عیسوی رشمسی مہینے کے برابر کرنے کے لئے ہر آٹھ قمری برس میں تین ماہ کا اضافہ کرلیتے جس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ حُرمت کے مہینے اپنی جگہ سے ہٹ جاتے، ایک ماہ کی حُرمت توڑ کر اس کی جگہ دوسرے ماہ کو حُرمت والا ٹھہرانے سے ان کا مُدعا یہ تھا کہ اللہ جلِ شانہٗ نے جو چار ماہ ادب والے رکھے ہیں ان کی گنتی پوری رہے مہینے کا ہٹا دینا صرف کُفر کی بدعت ہے جس سے کافر فریب دیئے جاتے ہیں۔'' اس طریقہ کو قریش کے کُفر میں ایک اضافہ قرار دیا ہے جو ملّت ابراہیم سے اُن کے مزید انحراف کا مُوجب ہوا''۔ (ماخوذ تدبر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ) اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں بخشتا۔

آیت ۳۴ تا آیت ۳۷ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

یہود ونصاریٰ کے اکثر رہبان اور عابد، مال وزر کی تلاش کی خاطر، کلام الٰہی میں تحریف اور تغیّر کر کے لوگوں کی منشاء اور مرضی کے مطابق مسئلے بیان کرتے، اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ ہدایت پانے سے روکا جائے یہ اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں وہ اپنے مشائخ کی اس قدر بات مانتے تھے کہ'' اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرح حلال اور حرام کرنے کا مجاز سمجھنے لگے'' (بحوالہ فتح المنان جلد دوئم از عبدالحق حقانیؒ) مال وزر کی طلب کا انجام کیا ہوتا ہے ان کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا۔

صرف یہود ونصاریٰ ہی دولت وثروت کے طلبگار نہیں ہیں یہ مال وزر کی طمع ایک ایسی بلا اور عذاب ملامت ہے کہ اس سے نجات پانا قدرے مشکل ہے اور تو اور دور جدید کی مغربی تہذیب اور روشن خیالی کے فلسفہ نے مسلمانوں کے کئی گھروں کو اس لپیٹ میں لے رکھا ہے یہ نیرنگیٔ کائنات کے لیل ونہار، یہ راگ ورنگ کی محفلیں، لہوولعب کو دین سمجھ لینا، صنم کدۂ کائنات میں کھو کر بے پردگی، بے حیائی اور ضمیر فروشی کی راہ اختیار کرنا یہ سب غلط تقلید کا نتیجہ ہے۔

ابھی وقت ہے تاریکی اور ظلمت سے دور نجات پانا ہے تو تاریکی میں سر ٹکرانے کے بجائے چراغ ہدایت کو روشن کیا جائے رسول اللہ ﷺ دین حق اور راہ ہدایت پانے کے لئے دنیا میں بھیج دیئے گئے ہیں انسانیت کی ڈوبی ہوئی کشتی کو تھام لو! زمانہ کی ناخوشگوار فضا سے منہ موڑ کر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہو جاؤ تاریخ کے صفحات بتاتے ہیں حضرت اسماعیلؑ سے رسول اللہ ﷺ کے عہد تک عرب کا دستور یہ تھا کہ وہ چار حرمت والے مہینوں کی تکریم کرتے، جس دن سے ارض وسماء معرض وجود میں آئے ہیں بارہ مہینے ہیں ان مہینوں میں گناہ اور ظلم منع ہے ان مہینوں کا آگے پیچھے کر دینا کُفر کی علامت ہے۔ ان مہینوں میں مسجد الحرام کے پاس لڑائی نہیں کرنی چاہئے بات اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر قوم کی رہنمائی نہیں کرتا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہیں کیا ہو گیا ہے جب تم کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں باہر چلنے ❶ کو کہا جاتا ہے تو تم زمین میں لیٹے جاتے ہو! رزمین کی طرف گرے رجھکے جاتے ہو، کیا تم نے آخرت کے عوض ربدلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے۔ جب کہ دنیا کا سامان ردنیا کی آسائش، آخرت کے مقابلے میں بہت ہی قلیل ہے ریہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں بہت ہی حقیر ہے۔ (۳۸)

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

اگر تم نہ اُٹھو گے رباہر نہ نکلنے لگو گے تو باری تعالیٰ تم کو دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے رتم اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں دے سکتے وہ ہر شئے پر قدرت رکھتا ہے۔ (۳۹)

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾

اگر تم رسولؐ کی مدد رحمایت نہ کرو گے تو کیا ہوا! اللہ نے اُن کی مدد اس وقت کی جبکہ اُنہیں جلاوطن کر کے کافروں نے وطن سے نکال دیا تھا وہ صرف دو کا دوسرا تھا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے، جو اپنے ساتھی ررفیق سے کہہ رہا تھا کچھ غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس باری تعالیٰ نے اُن پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور اُن کی مدد ایسے لشکر فوج سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور کافروں کی بات کو سرنگوں کر دیا رکافروں کے قول کو پست کر دیا اور اللہ ہی کی بات ہمیشہ سر بلند ہے اور اللہ تعالیٰ بہت زبردست حکمت والا ہے۔ (۴۰)

الفاظ و معانی آیت ۳۸ تا ۴۰

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ) اے اہلِ ایمان کیا ہے تمہیں کلمۂ دین بلند کرنے کو۔ (اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) اِنْفِرُوْا کے معنی ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ تیزی کے ساتھ منتقل ہونا جب کہا جاتا ہے کہ کوشش کے ساتھ، جذبۂ ایمان کے ساتھ اللہ کی راہ میں دین کے دشمنوں سے جہاد کرو۔ مقصد اظہارِ بیان یہ ہے کہ توجہ فکرِ آخرت کی زندگی میں دینی چاہئے فکرِ آخرت ہی دراصل تمام معاملات کی کامیابی کا مکمل سدِ باب ہے دنیا میں اُمن و سکون اور اصلاح عملی عقیدہ آخرت کے بغیر قائم ہی نہیں ہو سکتا۔ (اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ) اثّاقلتم کا معنیٰ ہے بوجھل ہو جانا مفہوم یہ کہ کیا سبب ہے کہ جہاد کی نعمت سے سرشار ہونے کے لئے تمہارے قدم نہیں آگے بڑھ رہے ہیں، بُوجھل ہو جاتے ہو دیر لگاتے ہو یعنی زمین میں جھکے جاتے ہو کاہلی کے سبب۔ (اَرَضِيْتُمْ) کیا خوش ہو گئے تم۔ (بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ) کیا تم نے آخرت

❶ ...... جہاد کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

Marfat.com

کے بدلے دنیاوی زندگی پر قناعت کرلی ہے، کیاتم صرف گیتیٔ کائنات کے رنگ و بُو میں مگن ہو گئے ہو دنیاوی زندگی سے نفع پانا تو کچھ بھی نہیں ہے یہ تو بہت عرصہ قلیل وحقیر ہے۔

(اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا) اور اگر نہیں نکلتے اس جنگ کے لئے جس کا تمہیں حکم ہوا ہے تو اللہ تمہیں عذاب دے گا! عذاب دردناک اس طرح کہ دشمن کو تم پہ فتح دے دے گا یا کسی سبب سے تمہیں ہلاک کر دے گا۔ (وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا) اور بدل کر لے آئے گا کوئی دوسری قوم تمہارے علاوہ اور دین پر عمل نہ کرنے سے تم اللہ کو یا اس کے رسول کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ دینِ اسلام کی ترویج اور خدمت سرانجام دینا صرف تم ہی پر موقوف نہیں ہے اسلام کا نُور تو تا ابد فروزاں رہے گا۔ (وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ) اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہر چیز پر تغیّر تبدل میں (قَدِيْرٌ) قادر ہے۔ (اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ) اگر مدد حمایت نہ کرو گے اس کے پیغمبر کی تو قریب ہے کہ اللہ اپنے حبیب ﷺ کی مدد کرے اور آئندہ اُسے نہ چھوڑے۔

(فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ) پس اللہ تو اس کی مدد کر چکا، اس وقت۔ (اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) جب کہ کافروں نے اُنہیں مکّہ سے نکالنے کا قصد کیا تھا، باری تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو نکلنے کی اجازت دی۔ (ثَانِيَ اثْنَيْنِ) اس حال میں کہ رسول دوسرا تھا دو آدمیوں میں یعنی رسولِ اکرم ﷺ تھے اور سیدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور مدد دی اللہ نے۔ (اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ) جب وہ دونوں میں تھے غارِ ثور میں۔ وہ غار ہے جبلِ ثور کی چوٹی پر مکّہ مکرمہ کی داہنی طرف تقریباً تین میل کی راہ پر، اس وقت کوئی وہاں نہ پہنچتا تھا۔ حضرت محمد ﷺ پنج شنبہ (جمعرات) کی شب غرّہ ربیع الاوّل کو مکّہ سے سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مکان سے قدم رنجہ فرمایا اور حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اسی شب ببول کا درخت غار کے داہنے پر اُگا دیا اور یہ بھی کہا اور جنگلی کبوتر کے جوڑے کو حکم دیا کہ وہ جھونج بنائے، انڈے دے اور مکڑی رعنکبوت کو حکم کر دیا کہ غار کے داہنے پر جالا بنالے۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ)

(لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا) غمگین مت ہو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے دشمنوں پر مدد دینے اور اُن سے بچانے میں۔ (فَاَنْزَلَ اللّٰهُ) پس اُتاری اللہ نے سکینتہ رحمت اپنی اور تسکین۔ (عَلَيْهِ) رسول پر۔ (وَاَيَّدَهٗ) اور دور فرمائی، قوت دی اللہ نے اپنے محبوب کو۔ (بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا) بہ سبب لشکر ملائکہ کے تم نے نہیں دیکھا اُنہیں یعنی فرشتوں کو بھیجا اور اُنہوں نے غار میں آپ کی حفاظت کی۔ ''بدر، حُنین اور احزاب کے غزوہ میں جو ملائکہ اُترتے تھے وہ مُراد ہیں''۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل)

(وَجَعَلَ) اور کر دی۔ (كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى) اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات اور تدبیر نیچی کر دی یعنی وہ ناکام رہے۔ (وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا) اور بات اللہ کی یعنی کلمۂ شہادت یا دعوتِ اسلام یا توحید وہ بہت بالا، بلند اور عالی قدر ہے (وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ) اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے اور موحدوں کو عزیز رکھتا ہے، مُشرکوں کو ذلیل وخوار کرتا ہے۔

مفسّرین کی تفسیر کا مطالعہ کیا جائے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ان آیات مبارکہ میں غزوۂ تبوک کا ذکر ملتا ہے فتح مکّہ کے بعد جب آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف رُخ کیا تو شاہ رُوم ہرقل کی افواج کے اکٹھا ہونے کی خبر ملی، عرب کے عیسائی قبائل نے یہودیوں کو دعوت اس بات کی دی کہ اسلامی ریاست کے خلاف برسرِ پیکار نہ ہوئے تو مسلمان تم

Marfat.com

پر غالب ہو جائیں گے چنانچہ اس نے سال بھر تنخواہ بطورِ پیشگی فراہم کر کے ایک لشکر جرار ترتیب دیا جس کی خبر ان تاجروں نے مدینہ پہنچائی جو تیل کی تجارت کے سلسلے میں آتے جاتے رہتے تھے۔

۹ شوال ہجرت کے نویں سال حضورِ اکرم ﷺ نے غزوۂ طائف سے واپسی کے بعد غزوۂ تبوک کی تیاری کا اعلان کر دیا کہ شام سے ایک قافلہ نے اطلاع دی کہ شاہ ہرقل کو، رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے اس لئے اس نے قباد کو چالیس ہزار فوج کا سامان مقرر کر دیا اور عرب کے نصرانی قبائل لخم وجذام، عاملہ وغسان وغیرہ کو اس کی مدد کے لئے ذمہ داری سپرد کر دی حضورِ اکرم ﷺ کو جب اس خبر کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جہاد کرنے کا حکم صادر کر دیا جو بقائے دین کے لئے سب سے ارفع واعلیٰ فریضہ ہے۔ ''چلی سمیت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا کِھل اُٹھا'' کے مصداق جہاد کا حکم سُنتے ہی عرب کے قبائل نقیب بھیج دیئے گئے کہ تیاری کا آغاز کیا جائے قبل اس کے کہ وہ مدینہ طیّبہ پر حملہ آور ہوں سرحدوں پر ہی اس سے مقابلہ کیا جائے اس سال قحط تھا، گرمی کے ایام تھے، اگلی فصل پک کر تیار ہو رہی تھی، مسلمانوں میں مُفلسی اور تنگدستی تھی کرم خوردہ چربی خوراک تھی، دُور دُور تک پانی کا نشان نہ تھا اس کے باوجود کہ تواتر کے ساتھ آٹھ سال جنگ کی صورت میں بسر ہوئے تھے، مگر قربان جایئے جانثاروں کے کہ حضور ﷺ کا حکم سُنتے ہی بلا تاخیر تیاری کے لئے تیار ہو گئے، اسی غزوہ میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا تمام کا تمام مال دے دیا تھا ❶ آپ ﷺ نے دریافت کیا گھر کے لئے کیا چھوڑا ہے گویا ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت واُلفت۔ مولانا شبلیؒ کی زبان میں ع

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آدھا اپنے گھر کا مال دیا۔ ❷ دیگر صحابۂ کرام نے بڑھ چڑھ کر معاونت کی، خواتین نے شوق وارفتگی کے اپنے زیورات جمع کروائے۔ مُنافقین کی باتوں سے کچھ لوگوں میں تردّد کا احساس تو ہوا مگر رسالت مآب کی اُلفت کے طفیل اُنہیں استقامت ملی، اگرچہ عُسرت ر پریشانی کی ساعت کے ایام تھے'' اس لئے اس کو غزوۂ العدۃ وجیش الحرۃ وغزوۂ فاضحہ بھی کہتے ہیں کہ جس میں مُنافقوں کی فضیحت ہوئی''۔ (ماخوذ تفسیر فتح المنان از عبدالحق حقانیؒ)

امیر محمد اعوان نے کیا خوب تحریر کیا ہے'' اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر جہاد ترک کرو گے تو اس کی پاداش میں بہت دردناک عذاب دیا جائے گا جس کی صورت دنیا میں یہ ہو گی کہ اقتدار تمہارے ہاتھ سے نکل کر دوسرے میں چلا جائے گا''۔ (ماخوذ اسرار التنزیل جلد سوئم) اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے باری تعالیٰ نے جہاد سے گریز کرنے والوں کے نصیب میں غلامی لکھ دی ہے اب مسلمانوں کا اپنا اختیار ہے جذبۂ جہاد سے سرفراز ہوتا ہے آخرت کی منزلِ کامرانی کا نوید مسرّت کا مژدہ سنائی گئی اور دائمی نُصرت وفتح مقدّر رہو گا۔ اے صاحبو! دورِ جدید کا ترقی پسند عابد وزاہد ذرا اپنی سوچ کے پیمانے میں فکرِ ایمان کی روشنی کو تلاش کرے تو آیت ۲۱ سورۃ الحشر پارہ ۲۸ قَدْ سَمِعَ اللّٰہ میں دعوت فکر وعمل ملتی ہے:

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

❶ ...... جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی''۔ (بحوالہ کنز الایمان از نعیم الدین) ❷ ...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس غزوہ میں بڑی فراخ دلی سے خرچ کیا دس ہزار مجاہدوں کو سامان فراہم کیا اور دس ہزار دینار اس غزوۂ پر صرف کئے، نو سو اُونٹ اور سو گھوڑے تھے ساز وسامان اس کے علاوہ ہیں۔

Marfat.com

اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان کرتے ہیں کہ وہ سوچیں۔

ذرا مقامِ فکر و عمل کو اپنایئے! امریکہ کی جوہری توانائی، برطانیہ کی تہذیب نو کی مغربی سوچ فرانس کی چمکتی ہوئی روشن خیالی بے حیائی جاپان کی فنی صلاحیت، چین کی صنعتی ترقی اور سائنسی ترویج کے تسلّط سے آزد ہو کر اسلامی تحریک، اسلامی طرزِ معاشرت کی فکر اپنانے کی ضرورت ہے، کوئی ہماری مدد کرے یا نہ کرے ہمیں تو اللہ کی مدد کافی ہے دینِ اسلام کا پرچم تو ہمیشہ فروزاں رہے گا اگر ہم اس کے غلبہ اور بقا کی خاطر، کوشش میں شریک ہوں گے تو یہ خود ہمارے لئے سعادت ہے۔ ورنہ تو وہ بھی ساعت تھی جب کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو شہر مکّہ کی فضاؤں کو خیر باد کہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ربِّ جلیل کی مدد اور حمایت اس وقت بھی اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ تھی جب دو میں کا دوسرا اس کا ساتھی و ہمدم تھا ثانی اثنین جب کہ وہ دونوں غارِ ثور میں موجود تھے، آپ اپنے ساتھی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے میری فکر کی ضرورت نہیں! اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی کیا فضیلت ہے کیا اعلیٰ مقام ہے سبحان اللہ وہ کائناتِ رنگ و بُو میں ثانی گویا دوسرے ٹھہرے، فارسی میں علاّمہ اقبالؔ نے کیا خوب کہا ہے ع

آن امن الناس برمولائے ما ☆ آن کلیم دادنی سینائے ما

دولت اوکشت ملّت راچوں ابر ☆ ثانی اثنین وغار بدر وقبر

ایک گھڑی وہ بھی آئی، جب ظلمتِ کُفر چھُپ گئی ''کُفر کا سر نیچا ہوا اور اللہ کا کلمہ بلند ہوا''۔ (ماخوذ تدبر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

تشریح وتوضیحات آیت ۳۸ تا ۴۰

آیت ۳۸ میں اظہارِ بیان ہے کہ اہلِ ایمان کو اللہ کی راہ میں دعوتِ جہاد دی جاتی ہے تو جہاد وہ کیوں کرنے سے گریز کرتے ہیں آخر کار تمہیں کیا ہو گیا ہے کیا تم آخرت کے مقابلے میں گیتیٔ کائنات کے لیل و نہار میں کھو کر دنیا کی حقیر زندگی پر ہی خوش ہو! اس آیۂ مبارکہ کا روئے سخن ان مُنافقین کی جانب ہے جن کو مفاد پرستی اور تن آسانی سے لگاؤ ہے اور جہاد جیسی عظیم نعمت سے جی چرا رہے ہیں عجب صورت حال ہے آخرت کی دائمی فتح و نصرت سے صرف نظر کر کے حیاتِ نو کی راحتوں اور لذتوں کو ہی پسند کر لیا ہے۔

آیت ۳۹ میں وضاحت سے بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر تم جہاد کی سعادت پانے سے محروم رہو گے تو حق سبحانہٗ تعالیٰ تم پر دوسری قوم مسلّط کر دے گا اور تم اس کو کچھ بھی تو نقصان نہیں پہنچا سکتے! باری تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے کچھ لوگ اپنی کاہلی کرتے ہوئے راہِ فرار چاہتے تھے اس کا مظاہرہ بعض لوگوں کی طرف سے ہوا لیکن اس کو سب کی طرف منسوب کر دیا۔ (بحوالہ فتح القدیر) اس آیتِ مبارکہ میں اس بات کی تنبیہ کی گئی ہے کہ جماعتوں کے نظام عروج و کمال میں بقائے اصلح و انفع کے قانونِ عمل کا تذکرہ ہے گویا ''استبدال اقوام'' کا بیان ہے اگر فرائض کی تکمیل میں کوتاہی کی گئی تو ربِّ جلیل کا دستورِ عمل یہ ہے کہ کسی قوم / گروہ کو لا کھڑا کرے گا اور تم اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے!۔

آیت ۴۰ میں مذکور یہ ہے کہ اگر تم اللہ کے رسول ﷺ کی مدد اور حمایت نہ کرو گے تو اس کی کوئی پرواہ نہیں! جب کافروں

Marfat.com

نے آپ ﷺ کو بے دخل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اللہ نے اس وقت آپ ﷺ کی مدد فرمائی اللہ نے اپنی سکینت نازل فرمائی اُن کی مدد ایسی فوجوں کے ذریعہ ہوئی جن کو تمہاری نظروں نے دیکھا ہی نہیں، کافروں کی ہمت پست ہوئی اور اللہ کا کلمہ ہی بلند وعزیز ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے رفیق قدرے پریشان ہوئے تو فرمایا گیا ''غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یا ''ابا بکر ماظنّك باثنين الله ثالثهما'' اے ابوبکر تمہارا ان دونوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے گویا اللہ کی تائید اور نصرت بھی ہمارے شاملِ حال ہے۔ (بحوالہ صحیح بخاری شریف) تفسیر سورۃ توبہ۔ مدد اور تائید کی دو اشکال ہیں ایک سکینت دوسرے فرشتوں کی تائید! اس طرح اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات نیچی کی وران کی تدبیر خاک میں ملادی''۔ (بحوالہ تفسیر عثمانیؒ از حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی جلد اوّل)

آیت ۳۸ تا ۴۰ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

جہاد میں عملی طور پر حصّہ لینا ہے تو ایک عزم، حوصلے اور ہمت کے ساتھ شریک ہونا ہے تو مل کر پیادہ یا سوار، ہلکے ہو یا بھاری، اسلحہ سے لیس ہو یا تنہا، خاندان کے ساتھ ہو اہلِ ثروت ہو یا غُربت کی زندگی بسر کر رہے ہو جوان ہو یا عمر عزیز بڑھاپے کی طرف مائل ہو، جذبہ یقین کو عمل بیداری کا پیغام دیتے ہو، ہر حال میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سورہ توبہ کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر آئے تو اُنہوں نے کہا ہمارے رَبّ نے ہمیں جہاد کی تیاری کا حکم دیا ہے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دنیا سے پردہ کرلیا سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جہاد میں شرکت کی وہ بھی خالقِ حقیقی سے جاملے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی معرکہ حق وباطل میں شرکت کی وہ بھی دنیا سے رخصت ہوگئے، لوگوں نے کہا ہم آپ کی طرف سے جہاد کریں گے لیکن عزم ہے ''جواں ہے تم تو فولاد ہے مؤمن'' کے مصداق آپ رضی اللہ عنہ نے بحری بیڑہ کی طرف رُخ کیا، سمندر نے آپ کو آغوشِ موت نے آلیا، بحریہ کو کوئی جزیرہ نہ ملا، نودن کے بعد اُنہیں جزیرہ ملا اُن نو دنوں میں ان کے جسم میں تغیّر واقع نہیں ہوا۔ چنانچہ اسی جزیرے میں دفن کیا گیا''۔ (بحوالہ فی ظلال القرآن جلد سوئم از سید قطب شہیدؒ)

ادھر مُنافقوں کی عجیب کیفیت حالت ہے بہانے تراشتے ہیں، ان کو عارضی فائدے نظر آتے ہیں، سفر میں سہولت میسّر آنے کی صورت نظر آئے تو بلا تأمل نکل پڑتے ہیں اور راہ کٹھن ہو تو یہ حیلہ کرتے ہیں، سفر طویل ہے، مشقت زیادہ ہے، جہاد میں شریک ہونے سے جی چُراتے ہیں۔

مُنافق جھوٹی قسم کھا کر کہیں گے ہم کو قدرت اور توانائی ہوتی تو ہم ضرور جہاد کرتے! اللہ تعالیٰ جانتا ہے وہ ضرور جھوٹے ہیں ان کا یہ عذر، ان کی گفتگو آخرت کی دائمی زندگی سے راہِ فرار ہے وہ اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں۔ کس قدر بےخبری کا عالم ہے کیا وہ بھول گئے! کیا اُنہیں احساس نہیں ہے! جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے۔

Marfat.com

اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۱﴾

جہاد کے لئے نکلو (ہر حال میں) ہلکے ہو یا بوجھل رگراں بار اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اسی میں تمہارے لئے بہتری اور بھلائی ہے اگر تم اپنا (فائدہ اور خسارہ) جانتے رسمجھتے ہو!۔ (۴۱)

لَوۡ كَانَ عَرَضًا قَرِيۡبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوۡكَ وَلٰـكِنۡۢ بَعُدَتۡ عَلَيۡهِمُ الشُّقَّةُ‌ ؕ وَسَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسۡتَطَعۡنَا لَخَـرَجۡنَا مَعَكُمۡ‌ ۚ يُهۡلِكُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ‌ ۚ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّهُمۡ لَـكٰذِبُوۡنَ ﴿۴۲﴾

اگر سر دست فائدہ رنفع ہوتا اور سفر بھی کم ہوتا تو یہ ضرور آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ہو لیتے رہمراہ ہوتے لیکن ان کو مسافت رمشقت، کٹھن دیکھائی دی، یہ تو ابھی اللہ کی قسمیں کھائیں گے اور کہیں گے کہ اگر ہمیں قدرت ہوتی رقوت وتوانائی ہوتی تو یقینی طور پر آپ کے ساتھ نکلتے وہ اپنے آپ کو ہلاک کرر ہے ہیں اور اللہ جانتا ہے وہ ضرور جھوٹ بول رہے ہیں۔ (۴۲)

الفاظ ومعانی آیت ۴۱ تا ۴۲

(اِنۡفِرُوۡا) نکلے غزوۂ تبوک کے لئے۔ (خِفَافًا) ہلکے اور بھاری، خفاف جمع ہے خفیف کی ثقال کا واحد ثقیل ہے مفہوم یہ ہے کہ تم کسی بھی کیفیت حال میں ہو جب جہاد کا حکم عام صادر ہو جائے تو دنیا کی کوئی رکاوٹ اور بے بسی، مجبوری اور عذر تمہیں میدانِ جہاد کا رُخ کرنے سے باز نہ رکھے۔ (بحوالہ روح البیان) امام قشیریؒ کا قول ہے ''خفاف وہ لوگ ہیں جو شہود ماسوا کی قید سے آزاد ہیں اور ثقال وہ لوگ ہیں جو قید میں ہیں۔ اس کو یوں سمجھئے کہ خواہ عمر رسیدہ ہو یا جوان، فقیر ہو یا رئیس، ہر صورت جہاد کا اعلان ہونے کے بعد رزم گاہ حق و باطل میں شرکت ہر مسلمان پر فرض ہے'' خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں جہاد کے لئے تیار ہو جائیں ورنہ گنہگار رہوں گے''۔ (ماخوذ ضیاء القرآن جلد دوم از محمد کرم شاہ الازہریؒ)

''بحر الحقائق'' میں تحریر ہے ''خفاف مجذوب لوگ ہیں کہ کشش عنایت سے راہِ سلوک پر آگئے اور ثقال سالک کہ پرورش ہدایت سے جذبۂ حقانی کی طرف متوجّہ ہو گئے''۔

حکم صادر ہوا اس جنگ کے واسطے نکل پڑو اے وہ لوگو! جو ہلکے ہو مال ومتاع کے بار سے اور اے وہ لوگو! جو بھاری ہو بوجھ اُٹھانے کے سبب سے۔ (وَ جَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ) اور جہاد کرو، اپنے مالوں کو خرچ کرو اور ہتھیار مہیّا کرو، اپنی جانوں سے جنگ میں شرکت کرو اللہ کی راہ میں (ذٰ لِكُمۡ) یہ نکلنا اور لڑنا ہے۔ (خَيۡرٌ لَّـكُمۡ) بہتر ہے تمہارے لئے جہاد نہ کرنے سے۔ (اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ) اگر تم جانتے ہو جہاد کرنے کا ثواب اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کا عذاب۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو غزوۂ تبوک کا حکم صادر کیا تو لوگ تین گروہ میں منقسم ہو گئے۔

[۱] ... ایک گروہ نے جلدی کی اور حکم سُنتے ہی قبول کر لیا وہ بڑے نامور مہاجر اور انصار تھے۔

[۲] ... کچھ ضعیف لوگوں کو گراں گزرا مگر اُنہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کو خواہش نفس پر مقدم رکھا اور عمل کیا۔

[۳] ... اور کچھ لوگوں نے نہ جانے کی اجازت چاہی وہی لوگ مُنافق تھے اور اُن کے لئے اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول ہوا۔

Marfat.com

لَوۡ كَانَ عَرَضًا قَرِيۡبًا اگر وہ چیز نزدیک تر/قریب تر ہوتی جس کی طرف انہیں بلایا جارہا ہے وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوۡكَ اگر سفر آسان/سہل ہوتا تو ضرور پیروی کرتے۔

(وَلٰكِنۡۢ بَعُدَتۡ) اور اگر وہ دُور ہوئی۔(عَلَيۡهِمُ الشُّقَّةُ)اور مسافت کو مشقّت سے طے کرنا پڑے کیونکہ مسافت بڑی طویل تھی۔(وَسَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ)تو ممکن ہے قسم کھائیں گے خدا کی، یہ خبر قرآنِ حمید کے مُعجزوں میں سے ہے کہ قبل وقوع یہ اظہارِ بیان ہے کہ اے حبیب ﷺ! جب آپ تبُوک سے واپس آ وَگے تو یہ خلاف ورزی کرنے والے عذرِ معذرت کرتے ہوئے قسم کھائیں گے۔(لَوِ اسۡتَطَعۡنَا لَخَرَجۡنَا مَعَكُمۡ)اگر ہم میں سفر کی استطاعت/توانائی ہوتی تو ہم ضرور آپ کے ساتھ نکلتے اور آپ ﷺ کے ہمراہ رفاقت اختیار کرنے میں موافقت کرتے۔(يُهۡلِكُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ) یہ تو خود اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں یعنی یہ جھوٹی قسم کھا کر اپنی ذات کو عذاب کا مُستحق کر رہے ہیں۔(وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ)اور اللہ جانتا ہے۔(اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ) وہ قطعی جھوٹے ہیں۔

تشریح وتوضیحات آیت ۴۱ تا ۴۲

آیت ۴۱ میں اظہارِ بیان یہ ہے کہ خواہ ہلکے ہو یا بُوجھل بہر نوع اللہ کی راہ میں نکل کھڑے ہو! خواہ تمہاری طبیعت کو یہ بات گراں گزرے، یا جذبۂ ایمان سے سرشار ہو کر خوشی سے آمادۂ جہاد ہو، بس یہی تمہارے لئے بہتر ہے غریب ہو یا کہ دولت مند، بوڑھے یا جوان، ضعیف آدمی قدرے احساس بوجھل کا شکار ضرور ہوتا ہے لیکن جذبۂ عشق سے سرشار ہونے والا تیار ہو کر عزم وحوصلہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدانِ عمل میں کُود پڑتا ہے۔ اسلاف کی تو یہ صفت رہی ہے کہ ہر حال میں جنگ میں شریک ہوتے ۔امام شوکانیؒ کا قول ہے''آیت کا حمل تمام معانی پر ہوسکتا ہے تم کوچ کرو چاہے نقل وحرکت تم پر بھاری ہو یا ہلکی''۔

حیان ابن زبد شرعبیؒ سے مروی ہے کہ''میں نے انس جاتے ہوئے فوج میں شرکت کرنے کے لئے ایک بہت ہی ضعیف آدمی کو دیکھا، جس کی بھوئیں آنکھوں پر آ گری تھیں، میں نے کہا کیا اللہ نے بوڑھوں کو معاف نہیں کیا، اُنہوں نے کہا''اللہ نے ہمیں ہر حال میں نکل کھڑے ہونے کا حکم صادر کیا ہے''۔

آیت ۴۲ میں وضاحت کے ساتھ اس بات کو بتایا جارہا ہے کہ اگر سفر آسان ہوتا تو یہ ضرور آپ کے پیچھے ہوتے، لیکن سفر کی دوری کے سبب ان پر یہ منزل کھٹن ہوگئی، مُنافقین حیلے بہانے بنا رہے ہیں، موسم کی شدت، طویل ترین مسافت اور منظّم فوج سے مقابلے کے خطرات کو دیکھتے ہوئے جہاد میں شرکت سے گریز کر رہے ہیں اور دوروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے جھوٹے عذر کا بہانہ تراش کر''اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے، یہاں اُن کے جھوٹ کے بیان کو آشکار کیا ہے''۔(بحوالہ تدبر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾

درگذر فرمایا باری تعالیٰ نے آپ کو آپ ﷺ نے اُن کو اجازت ہی کیوں دی یہاں تک کہ خود ہی آپ کو سچّے لوگوں کا حال ظاہر ہو جاتا اور جھوٹوں کو بھی آپ معلوم کر لیتے۔ (۴۳)

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان ویقین رکھتے ہیں وہ تو اپنے مال وجان سے جہاد کرنے میں رگھر سے نکلنے کی آپ سے اجازت طلب نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔ (۴۴)

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

صرف وہی آپ سے رُخصتِ اجازت مانگتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں سو وہی اپنے شک میں بھٹکتے رمتردد ہو رہے ہیں۔ (۴۵)

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور اگر باہر نکلنا منظور ہوتا تو ارادہ کیا ہوتا جہاد کا تو اس کی کچھ تیاری بھی کرتے، لیکن اللہ کو ہی اُن کا اُٹھنا پسند نہیں آیا، اس لئے اُنہیں پست ہمّت کر دیا رسُست کر دیا اور یہ کہہ دیا گیا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو۔ (۴۶)

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاْاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

اگر آپ کے ہمراہ سفر میں نکلتے تو آپ کے درمیانی فتنہ پردازی اور فساد کے لئے دوڑ دھوپ کر کے بگاڑ کرنے کی تلاش میں کوشش کرتے اور تم میں اور اُن میں بعض جاسوس بھی ہیں اور ابھی تک موجود ہیں اور اللہ ایسے ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ (۴۷)

الفاظ ومعانی آیت ۴۳ تا ۴۷

(عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ) اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا ''لفظ معافی سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ معافی تو جرم و گناہ کی ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ معافی جیسے گناہ کی ہوتی ہے ایسے ہی خلافِ اولیٰ اور ناپسندیدہ چیز کے لئے بھی معافی کا استعمال کیا جا سکتا ہے اور وہ عصمت کے منافی نہیں''۔ (ماخوذ معارف القرآن جلد چہارم مفتی محمد شفیعؒ) اس کا مفہوم یوں سمجھئے کہ یہاں یہ الفاظ کسی کی معافی کا ذکر کرنے کے لئے مستعمل نہیں ہوئے بلکہ یہ تو اظہارِ تکریم اور تعظیم کے کلمات ہیں عرب کے لوگوں میں یہ مروّج تھا کہ جب کسی کی توقیر اور عزّت کرنا ہوتی تو بات چیت ایسے الفاظ سے کیا کرتے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں ''کہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی تعظیم اور توقیر میں علیٰ مبالغہ فی تعظیمہ و توقیرہ بڑے مبالغہ کا اظہار فرمایا ہے، مفسّرین اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض رُخصت راجازت مانگنے والوں کو غزوۂ تبوک سے باز رہنے کی اجازت دے دی تھی اللہ جلِ شانہٗ نے یہ اجازت دینا درگذر کر دیا۔

Marfat.com

(لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا) کیوں اجازت دی آپ نے اُنہیں رُخصت کی، اُن کے عذر اور حیلے بہانے سُننے چاہئے تھے یہاں تک عیاں ہوجاتے ظاہر ہوجاتے آپ پر سچ کہنے والے۔(وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ) اور جان لیتے آپ جھوٹ بولنے والوں کو۔(اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ) صرف وہی اجازت مانگتے ہیں آپ سے۔(لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ) جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔(وَارْتَابَتْ) اور شک میں مُبتلا ہیں۔(قُلُوْبُهُمْ) دل اُن کے وہ حقیقت اسلام سے متردّد ہیں دل اُن کے ڈاواں ڈول ہیں۔(فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ) پس وہ لوگ شک میں سرگرداں اور حیران پھرتے ہیں۔

یہاں مُنافقوں کی کیفیت کا اظہار ہے کہ نہ تو سچّے دل سے مؤمن ہیں اگر صدقِ دل سے ایمان کی روشنی سے سرشار ہوتے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں ہمہ وقت مستعد ہوتے اور نہ ہی اپنے کُفر عیاں کرنا چاہتے ہیں عجیب کشمکش میں مُبتلا ہیں ایک تو ایمان کے تقاضے کی تکمیل کرنے سے قاصر و بے بس ہیں دوسرے یہ کہ اپنے آپ کو آشکار کرنے کی صلاحیت سے مفقود ہیں۔(وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ) اگر یہ مُنافق لوگ نکلتے غزوۂ تبوک کے لئے جہاد کی خاطر۔(لَاَعَدُّوْا لَهٗ) تو تیاری کی ہوتی جہاد میں شرکت کی۔(عُدَّةً) سامان جو سفر میں کام آئے۔(وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ) اور اللہ نے پسند نہ فرمایا اس کا اُٹھنا اس سفر میں۔(فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ) پس باز رکھا اُنہیں ڈر اور سُستی رتغافل اُن پر غالب کردیا اور کہا گیا کہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہو۔

ان میں بعض لوگ کہنے لگے کہ حضور ﷺ تو آمادۂ جہاد تھے، تیاری بھی تھی لیکن چند ایسی مجبوریاں تھیں کہ ہمیں روکنا پڑا باری تعالیٰ نے فرمایا ظالم جھوٹ بول رہے ہیں اگر ان کی بات صحیح ہوتی تو کچھ تیاری بھی کی جاتی، کچھ سامان اور مال اکٹھا بھی کیا ہوتا، یہ عُذر کوئی درست نہیں ہے اس کو یوں سمجھئے اگر آدمی نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا اہتمام کرے کوئی ایسا شرعی عذر آگیا جس کے سبب نمازِ جمعہ ادا نہ کرسکا تو ایسے شخص کو باری تعالیٰ اس کی عبادت کا پورا اَجر عطا کرتے ہیں یہ تو اللہ کی شانِ کریمی ہے۔(وَلَاَاَوْضَعُوْا) اور البتہ وضع کرتے۔

(خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ) اور تمہارے مابین سُخن چینی اور فتنہ وفساد ڈھونڈتے، تم میں مخالفت اور پھوٹ ڈالتے یا "تمہیں رومیوں کی لڑائی سے ڈراتے" (ماخوذ تفسیر قادری جلد اوّل) (وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ) اُن کے جو جاسوس ہیں تمہاری خبریں اُن تک پہنچاتے۔(وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ) اور اللہ جانتا ہے ظالموں رمنافقوں کو۔

تشریح وتوضیحات آیت ۴۳ تا ۴۷

آیت ۴۳ میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شانِ کریمی کے مطابق درگذر کردیا، بتایا گیا کہ آپ ﷺ نے جہاد میں عدم شرکت کی اجازت مانگنے والوں کو کیوں رُخصت اجازت دی! اگر آپ ایسا نہ کرتے تب بھی یہ جہاد میں شامل ہونے سے قاصر رہتے ان سب لوگوں پر حقیقت آشکار ہوجاتی اور اُن کا نفاق واضح ہوجاتا اور جھوٹوں کو بھی آپ جان لیتے آیت ۶۲ سورۃ النور پارہ ۱۸ قَدْ اَفْلَحَ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ

Marfat.com

پس جب ایسے لوگ آپ ﷺ سے اپنے کسی کام کے لئے اجازت مانگیں تو آپ جسے چاہیں اجازت دیں

آیت ۴۴ میں بتایا جارہا ہے کہ خُلوصِ کار ایمان داروں کی یہ عادت اور فطرت ہے کہ نہایت ہی جذبۂ ایمان کے ساتھ، ذوق وشوق کے ساتھ جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں مؤمن کی تو یہ شان ہے کہ اللہ کی راہ میں جان ومال صرف کرنے کے لئے ہمہ وقت آمادۂ عمل رہتے ہیں وہ کبھی جہاد نہ کرنے کی آپ ﷺ سے رُخصت اجازت نہیں طلب کرتے، باری تعالیٰ اپنے پرہیز گار لوگوں کو خوب جانتا ہے یہ بات خاص طور سے غور طلب ہے کہ یہاں جس جہاد کا تذکرہ ہے یہ میدانِ کارزار میں عملاً کُفر اور ظُلم کے خلاف جنگ کرنے کا نام ہے ''ہو معرکہ حق و باطل تو فولاد ہے مؤمن'' کے مصداق اہلِ ایمان کبھی جہاد سے جی نہیں چُراتے بلکہ جہاد میں حصّہ لینا اپنی ذات کے لئے باعث توقیر جانتے ہیں۔

آیت ۴۵ میں وضاحت کے ساتھ ان مُنافق لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے جھوٹے بہانے بنا کر حضور اکرم ﷺ سے جہاد میں شرکت نہ کرنے کی اجازت مانگی ہے یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے! ان کے قلب کو رشتۂ اُلفت ومحبت تو نصیب ہوتا! وہ تو ابھی شک میں مُبتلا ہیں وہ اپنے شک میں ہی سرگرداں ہو کر اپنی عمرِ عزیز کو رائیگاں کر رہے ہیں۔

آیت ۴۶ میں بیان کیا جارہا ہے کہ مُنافقین نے جُھوٹ بول کر اجازت مانگی تھی اگر جہاد میں جانے کا ان کا عزم ہوتا تو یقینی بات تھی اس لئے تیاری کا مرحلہ طے کرتے، اصل بات تو یہ ہے کہ اطاعتِ رسول کی توفیقِ عمل بھی اللہ کی رضا سے ہوتی ہے جنہوں نے حضورِ اکرم ﷺ سے محبت کا اظہار نہیں کیا تو اللہ جلِ شانہٗ نے ان کی آپ ﷺ کے ہمراہ جہاد میں شرکت تو پسند نہیں فرمایا اور یہی رَبِّ جَلیل کی مرضی کی دلیل ہے، کہ جن کے دل میں آپ کی عظمت اور توقیر نہیں تو پھر اللہ نے اُن کے نکلنے کو پسند ہی نہیں کیا! ان کو رُوک دیا گیا ''وہ سُستی کے سبب مسلمانوں کے ساتھ نہیں نکل سکے''۔ (بحوالہ السیر التفاسیر)

آیت ۴۷ میں بیان اس بات کا ہے کہ اگر مُنافقین کی جماعت اسلامی لشکر کے ساتھ، شریکِ سفر ہوتی تو مسلمانوں میں انتشار کا مُوجب ٹھہراتے، وہ بد دلی پھیلانے کی ہمہ تن کوشش کرتے چونکہ ان میں تو اکثر جاسوسی کا فریضہ انجام دے رہے تھے وہ مسلمانوں کی حمایت کرنے کی بجائے مسلمانوں کے ارادوں اور اس کے معاملات سے دشمن کو باخبر کرنے کی کاوش کرتے سادہ لوح اہلِ ایمان ان کے فریب کی باتوں کو سُن کر پریشان ہوجاتے تو اللہ نے مسلمانوں کو مُنافقین کے شر سے محفوظ رکھا اللہ ظالموں سے باخبر ہے۔

آیت ۴۳ تا ۴۷ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

رسول اللہ ﷺ پر تنبیہ سے پہلے معافی کا اعلان ہوگیا تبوک کے موقع پر مُنافقوں نے یہ روش اپنائی کہ غلط حیلے تراش کر آپ سے مدینہ منورہ میں رہ جانے کی اجازت طلب کرتے تھے، باوجود اس بات کے آپ ﷺ کسی حد تک جانتے تھے کہ ان کی یہ معذرت حقیقتِ احوال نہیں ہے آپ اپنی نرم طبع کی بناء پر انہیں اجازت دے دیتے تھے۔ باری تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں آئی، اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ مُنافق لوگوں کا مکروفریب کھل کر سامنے آجائے اگر ان کا ارادہ جہاد میں شرکت کا ہوتا تو یہ یقینی طور پر جہاد کی تیاری کرتے یہ فتنہ برپا کرنے کے مُتلاشی تھے اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

Marfat.com

لَقَدِ ابۡتَغَوُا الۡفِتۡنَةَ مِنۡ قَبۡلُ وَقَلَّبُوۡا لَكَ الۡاُمُوۡرَ حَتّٰى جَآءَ الۡحَقُّ وَظَهَرَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ﴿۴۸﴾

بلاشبہ اے محبوب ﷺ! اس سے پہلے بھی ان لوگوں نے فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی تھی اور آپ کے لئے بہت کچھ جوڑ توڑ لگائے تھے تاکہ تدبیریں ناکام کردیں یہاں تک کہ حق آ گیا اللہ تعالیٰ کا حکم غالب ہو گیا وہ ناخوش ہی رہ گئے/بُرا مانتے ہی رہ گئے۔(۴۸)

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ ائۡذَنۡ لِّىۡ وَلَا تَفۡتِنِّىۡ ؕ اَلَا فِى الۡفِتۡنَةِ سَقَطُوۡا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيۡطَةٌ ۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ﴿۴۹﴾

اور ان میں سے بعض کا کہنا ہے کہ ہمیں رُخصت دیجئے! اور فتنہ میں مُبتلا مت کیجئے! آگاہ رہو فتنہ میں تو وہ خود ہی پڑے ہیں اور بلاشبہ کافروں کو جہنّم نے گھیر رکھا ہے۔(۴۹)

اِنۡ تُصِبۡكَ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡكَ مُصِيۡبَةٌ يَّقُوۡلُوۡا قَدۡ اَخَذۡنَاۤ اَمۡرَنَا مِنۡ قَبۡلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمۡ فَرِحُوۡنَ﴿۵۰﴾

اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے ان کو رنجیدہ خاطر کرتی ہے/اُنہیں بُرا لگتا ہے اگر آپ کو کوئی مُصیبت پیش آتی ہے تو اُن کا کہنا ہوتا ہے ہم نے تو اپنا معاملہ/کام پہلے ہی ٹھیک/درست کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے ہوئے جاتے ہیں۔(۵۰)

قُلۡ لَّنۡ يُّصِيۡبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوۡلٰٮنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ﴿۵۱﴾

اے حبیب ﷺ! آپ کہہ دیجئے جو کچھ اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے بجز اس کے ہم پر کوئی اُفتاد/مصیبت نہیں پڑے گی، اللہ ہی ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے اہلِ ایمان کو اللہ کی ذات پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔(۵۱)

قُلۡ هَلۡ تَرَبَّصُوۡنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡدَى الۡحُسۡنَيَيۡنِ ؕ وَنَحۡنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمۡ اَنۡ يُّصِيۡبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنۡ عِنۡدِهٖۤ اَوۡ بِاَيۡدِيۡنَا ۖ فَتَرَبَّصُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ مُّتَرَبِّصُوۡنَ﴿۵۲﴾

اے محبوب ﷺ! کہہ دیجئے تم ہمارے متعلق جس چیز کے منتظر ہو! وہ دو بھلائیوں میں سے ایک ہے ان دونوں خوبیوں میں سے ایک نہ ایک مل کر رہے گی شہادت یا فتح اور ہم تمہارے حق میں اس بات کی راہ کے مُنتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف کا عذاب بھیجے یا ہمارے ہاتھوں سے کوئی سزا دلائے پس تم راہ دیکھو ہم بھی تمہارے ہمراہ انتظار کرتے ہیں۔(۵۲)

قُلۡ اَنۡفِقُوۡا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا لَّنۡ يُّتَقَبَّلَ مِنۡكُمۡ ؕ اِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ﴿۵۳﴾

اے حبیب ﷺ! آپ کہہ دیجئے! خواہ تم اپنا مال بہ خوشی خرچ کرو یا ناگواری سے وہ ہرگز قابلِ قبول نہ ہوں گے یقیناً تم فاسق ہو!۔(۵۳)

وَمَا مَنَعَهُمۡ اَنۡ تُقۡبَلَ مِنۡهُمۡ نَفَقٰتُهُمۡ اِلَّاۤ اَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوۡلِهٖ وَلَا يَاۡتُوۡنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمۡ كُسَالٰى وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ﴿۵۴﴾

اور ان کی خیرات/دیئے ہوئے مال قبول نہ ہونے کی بجز اس کے کوئی وجہ نہیں کہ اُنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کر دیا ہے/کُفر کیا ہے! اور وہ نماز کی ادائیگی کے لئے آتے ہیں تو کسماتے ہوئے اور محض سُستی سے آتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں تو بھی محض بُرے دل سے/بادلِ نخواستہ۔(۵۴)

Marfat.com

الفاظ ومعانی آیت ۴۸ تا ۵۴

(لَقَدِابْتَغَوُا الْفِتْنَةَمِنْ قَبْلُ) وہ کوشاں رہے کہ لوگوں کو متفرق کردیں / انتشار پیدا کردیں اس موقع پر جھوٹی خبریں / افواہیں پھیلا کر دشمن کا دبدبہ آپ کے قلب میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے ان کا نہ جانا ہی بہتر ہوا۔ اس سے قبل وہ غزوۂ اُحد میں آپ ﷺ سے پھر گئے (۳۰۰) تین سوافراد کی نفری مسلمانوں سے جُدا ہوگئی اور غزوۂ خندق میں بھی اُنہوں نے کہا ''یااہل یثرب (لَا مَقَامَ لَكُمْ) اے اہلِ مدینہ تمہارے واسطے کوئی جگہ نہیں۔(وَقَلَّبُوْالَكَ الْاُمُوْرَ) اور اُلٹ دیئے آپ کے کام یعنی آپ ﷺ کے کاموں میں خرابی پیدا کرنے کے لئے مکر اور حیلے بہانے بنائے آپ ﷺ کی دعوت کو ناکامی سے ہمکنار کرنے کی خاطر ہر طرح کی تدبیر کرتے اور تجویزیں دیتے ہیں۔ (بحوالہ روح البیان) آخر کار حق غالب ہوا اور تابانی حق نے دشمنوں کی تمام سازشوں کو ناکام بنا دیا۔ (وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ) اور ان میں سے جو کہتا ہے اجازت دی جائے مجھے اس لڑائی سے باز رکھنے کی۔ (وَلَا تَفْتِنِّيْ) تو مجھے فتنہ میں نہ ڈال۔ تَفْتِنِيْ .فُتُوْنٌ سے معنیٰ گمراہی / فتنے میں ڈالنے کے ہیں۔ فعل مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر قواعد کے مطابق۔ (اَلَا فِي الْفِتْنَةِسَقَطُوْا) آگاہ ہوجاؤ فتنہ میں پڑے ہیں کہ فتنہ اُن کے نفاق کا ظہور ہے۔ (سَقَطُوْا) وہ گرے، سُقُوْط سے ماضی جمع مذکر غائب۔ (بحوالہ قاموس القرآن)

(وَاِنَّ جَهَنَّمَ) اور بے شک دوزخ میں داخل ہونے کے سبب سے۔ (لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ) البتہ پکڑنے والے اور گھیرنے والے ہیں کافروں کو ''آخرت میں جہنّم اُن کو گھیرے میں لے لے گی جس سے وہ نکل نہیں سکتے''۔ (بحوالہ معارف القرآن) (اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ) اگر پہنچے آپ کو بعض لڑائی میں بھلائی، فتح اور غنیمت جیسے کہ غزوۂ بدر میں ہوا تھا تو رنجیدہ اور غمگین کرتی ہے اُنہیں کمالِ حسرت کے سبب، (تُصِبْكَ) تجھے پہنچے تَصِيْبُ اِصَابَة سے فعل مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر قواعد کے لحاظ سے۔ (وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا) اگر آپ کو پہنچے آپ ﷺ کو بعض جنگوں میں زخم اور شدّت اُفتاد، جیسے غزوۂ اُحد میں ہوا تھا تو۔ (يَقُوْلُوْا) کہتے ہیں خود پرستی کی راہ سے ہم نے پہلے ہی احتیاطی تدبیریں کر رکھی تھیں۔ (مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا) یعنی ہم نے پہلے ہی دُور اندیشی کی اور اس میں شریک نہ ہوئے اور لوٹتے ہیں۔ (وَهُمْ فَرِحُوْنَ) خوشیاں مناتے ہوئے۔ (وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ) اور اہلِ ایمان کو چاہئے کہ توکّل کریں اللہ پر، توکّل کرنے کا نتیجہ مُرادوں کا حصول اور مہمات کی تکمیل ہے یوں سمجھئے جب دنیا والے مادّی اسباب و وسائل پر بھروسہ کرتے ہیں تو اہلِ ایمان اللہ کی نُصرت وحمایت پر نظر رکھتے ہیں اور ایمان والوں کا تو یہ شیوہ ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا پر راضی ہوتے ہیں، اس سعادت کو پانے کے لئے وہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے آمادہ ہوتے ہیں اس کی تشریح کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع رقمطراز ہیں ''اس آیت نے مسئلہ تقدیر اور مسئلہ توکل کی اصل حقیقت بھی واضح کردی، اعتقاد تقدیر / استعمال تدبیر کے ساتھ ہونا چاہئے''۔ (ماخوذ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیع)

(وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا) اور ہم اُمید رکھتے ہیں تمہارے واسطے ایک دو چیزوں میں سے یہ کہ پہنچائے تمہیں اللہ عذاب اپنے پاس سے جیسے کڑک، زلزلہ، زمین میں دھنسا دینا تاکہ تم ہلاک ہوجاؤ

Marfat.com

یا پہنچائے تمہیں عذاب ہمارے ہاتھوں سے، تمہیں کفر کے سبب ہم قتل کر دیں۔ (فَتَرَبَّصُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ مُّتَرَبِّصُوۡنَ) پس تم انتظار کرو اس چیز کا جو ہمارے واسطے چاہتے ہو بے شک ہم تمہارے واسطے منتظر ہیں اس کے واسطے جو تمہارے واسطے چاہتے ہیں۔ (قُلۡ اَنۡفِقُوۡا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا لَّنۡ يُّتَقَبَّلَ مِنۡكُمۡ) اُن سے کہہ دیجئے تم اظہارِ خوشی سے خرچ کرو یا ناگواری سے خرچ کرو تمہارا کوئی انفاق قبول نہیں ہوگا۔ نَتَرَبَّصُ، تَرَبُّصٌ مصدر ہم انتظار کرتے ہیں مضارع کا صیغہ جمع متکلم قواعد کے مطابق۔ (يُتَقَبَّلُ) ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا مضارع مجہول منصوب (واحد مذکر غائب)، قواعد کے لحاظ سے۔

(اِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ) بے شک تم ایک نافرمان قوم ہو جو ایک ایسا گروہ ہے جو باہر نکلے ہوئے ہو دائرہ اسلام سے۔ (اَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوۡلِهٖ) اس لئے کہ اُنھوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ (وَلَا يَاۡتُوۡنَ الصَّلٰوةَ) اور نہیں ادائیگی کرتے نماز کی۔ (اِلَّا وَهُمۡ كُسَالٰى وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ) مگر وہ تغافل برتتے ہیں یعنی نماز کو آتے ہیں کاہلی، سستی اور کراہت کے ساتھ، صدق اور ارادت سے نہیں آتے اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے وہ اس طرح جیسے وہ بیزار اور ناخوش ہیں خرچ کرنے میں ثواب کی اُمید نہیں رکھتے اور اس کے ترک کر دینے میں عذاب اور عتاب سے خوف نہیں کھاتے۔

تَشۡرِیح وَتَوۡضِیحَات آیت ۴۸ تا ۵۴

آیت ۴۸ میں اظہارِ بیان ہے کہ مُنافق اس سے قبل بھی فتنہ انگیزی کے مُتلاشی رہے گویا مُنافقین کا تو یہ شیوہ رہا ہے کہ تقریباً ہر غزوۂ میں مسلمانوں کو زک دینے اور اُن کے مابین فساد برپا کرنے میں معاملات کو بگاڑنے میں سرگرم رہے ان کا جنگ میں نہ نکلنا مصلحت باری تعالیٰ کے عین مطابق تھا یہاں تک کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا حکم ظاہر ہوا حق کا غلبہ ہوا وہ اُنہیں ناگوارِ طبع تھا، فتح مکہ ہوگیا اکثر عرب مسلمان ہو گئے مگر یہ مُنافقین کفر وحسرت ویاس ملتے ہی رہے۔

آیت ۴۹ میں بیان یہ ہے کہ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جن کا کہنا ہے ہمیں رُخصت اجازت دیجئے اور فتنہ میں مت ڈالئے اچھی طرح واقف ہونے کی ضرورت ہے یہ تو فتنہ میں پڑھ گئے بلاشبہ جہنّم کافروں کا احاطہ کئے ہوئے ہے جہاد سے پیچھے ہٹنا اور جہاد سے گریز کرنا خود ایک فتنہ ہے اور سخت معصیت کا کام ہے جس میں یہ ملوث ہو گئے اس آیتِ مبارکہ کی شانِ نزول یہ ہے کہ جَدّ بن قیس جو مُنافق تھا اس کے حق میں یہ آیت اُتری جب رسالتِ مآب ﷺ نے غزوۂ تبوک کی تیاری کی تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری قوم کو پتہ ہے میں عورتوں کا رسیا ہوں مجھے اس بات کا اندیشہ ہے حسین رومی عورتوں کی طرف نظر کروں گا تو مجھ سے ضبط نہ ہو سکے گا اس لئے آپ مجھے یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیجئے۔ اور اُن عورتوں کو فتنہ میں نہ ڈالئے۔ (بحوالہ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن از محمد نعیم الدینؒ مرادآبادی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ اس کا حیلہ تھا، سوائے نفاق کے اس میں کوئی علت نہ تھی حضورِ اکرم ﷺ نے اس کی طرف سے اپنا چہرہ انور پھیر لیا اور اسے اجازت دے دی۔

آیت ۵۰ میں وضاحت کے ساتھ بیان مذکور ہے کہ مُنافقین کی صورت حال یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کو کامیابی ملتی ہے تو

Marfat.com

اُنہیں دُکھ ہوتا ہے مصیبت پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں، ان لوگوں کی جھوٹی دین داری کی قلعی کا انکشاف ہوگیا کہ ان کے قلب پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کس قدر کینہ اور بغض بھرا ہوا ہے۔

آیت ۵۱ میں بتایا جارہا ہے کہ مسلمانوں کا صبر و حوصلہ تو دیکھئے جب اس بات کا پتہ چلا کہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا، کیونکہ مسلمانوں کا کارساز اللہ ہے اور مسلمانوں کو اللہ پر ہی توکّل کرنا چاہئے، اللہ کی طرف سے مقدّر کام ہر حال میں ہوتا ہے جو بھی اُفتاد پڑتی ہے یا بھلائی ملتی ہے وہ اسی تقدیرِ الٰہی کا حصّہ ہے جب یہ حقیقت آشکار ہوئی تو مصیبت کا برداشت کرنا سہل ہوگیا اور اس سے حوصلہ بڑھ گیا گویا اہلِ ایمان کو اللہ پر توکل کرنا زیبا ہے۔

آیت ۵۲ میں اظہارِ بیان ہے کہ تم ہمارے بارے میں جس بات کا انتظار کر رہے ہو وہ دو نیکیوں میں سے ایک ہے یعنی کامرانی فتح رشہادت ایمان والوں کے لئے دُکھ، تکلیف، مُصیبت، راحت وسُکھ، زندگی اور موت دونوں میں خیر ہوا کرتی ہے ایک سے مؤمن کو دولت صبر ملتی ہے، خامیوں کی اصلاح ہوتی ہے اور توبہ کی توفیق ملتی ہے اور دوسری سے شکرِ نعمت، ادائے حقوق اور احسان کی ترغیب ہوتی ہے''۔ (بحوالہ تفسیر تدبر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ رقمطراز ہیں ''مؤمن کی کامیابی وناکامی کا معیار یہ نہیں ہے کہ اس نے کوئی ملک فتح کیا یا نہیں! بلکہ اس کا معیار یہ ہے کہ اس نے اپنے خدا تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے اپنے دل ودماغ اور جسم وجان کی ساری قُوتیں لڑا دی یا نہیں!۔ (بحوالہ تفہیم القرآن جلد دوم) ہم تمہارے سلسلے میں دو برائیوں میں سے ایک بُرائی کے مُنتظر ہیں یا تو ربِّ جلیل آسمان سے تم پر عذاب اُتارے کہ جس سے تمہیں ہلاکت ملے یا ہمارے ہاتھوں سے تمہیں قتل کیا جائے ان دونوں اُمور پر اللہ قادر ہے تم بھی انتظار کرو دوسری طرف تمہارے ساتھ ہم بھی مُنتظر ہیں۔

آیت ۵۳ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جارہا ہے کہ تم خرچ کرو گے تو وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا خواہ خرچ کرتے ہوئے تمہیں احساس مسرّت ہو یا ناگواری، کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ باری تعالیٰ کے حضور شرفِ قبولیّت کے لئے صاحبِ ایمان ہونا لازم ہے اس اَمر کی وضاحت کے لئے آیت ۸۰ سورۃ التوبہ پارہ ۱۰ وَاعۡلَمُوۡٓا میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِيۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ

اُن کے لئے مغفرت چاہو یا نہ چاہو اگر تم اُن کے لئے ۷۰ ستر بار بھی مغفرت چاہو گے تو بھی اللہ اُن کو نہیں بخشے گا''۔ (آیت ۸۰)

آیت ۵۴ میں بتایا جارہا ہے کہ یہ اپنے انفاق کی قبول سعادت سے اس لئے محروم ہوئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مُنکر ہیں اور نماز ادا کرنے آتے ہیں تو بڑی کاہلی اور سستی اور بے اعتنائی کے ساتھ، خرچ کرنا ہوتا ہے تو بادل نخواستہ ہی خرچ کرتے ہیں کوئی انفاق اللہ کے لئے مقبول بارگاہ نہیں کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں رکھتے، نماز میں ریاکاری کے مرتکب ہوتے ہو! باری تعالیٰ کسی کے مال کا محتاج نہیں! ان کا انفاق قابلِ قبول ہے جو صدق دل سے اور جذبہ ایمان واخلاص کے ساتھ دیتے ہیں۔

Marfat.com

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ۝۵۵

پس آپ اُن کے مال اور اولاد سے تعجب میں نہ پڑیں، باری تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اُنہیں دنیا کی زندگی میں ہی عذاب/سزا دے، اور جب اُن کی جانیں نکالی جائیں تو یعنی وہ مریں تو کُفر کی حالت میں ان کا دَم نکالا جائے۔(۵۵)

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ۝۵۶

اور وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں اور کہا کرتے ہیں ہم تم ہی میں سے ہیں حالانکہ وہ لوگ تم میں سے نہیں ہیں وہ تو ایسے لوگ ہیں جو تم سے ڈرتے ہیں/خوف زدہ ہیں/یہ ڈرپوک لوگ ہیں۔(۵۶)

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ۝۵۷

اگر اُن کی کوئی پناہ کی جگہ/کوئی غار یا کوئی گھس بیٹھنے کی جگہ مل جائے تو رسیاں تُڑاتے ہوئے، بس اِدھر کو بھاگ کر چھپ جائیں گے۔(۵۷)

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ۝۵۸

اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو صدقات کی تقسیم میں آپ پر الزام تراشتے/طعن کرتے ہیں۔ پس اُنہیں کچھ دے دیا جائے تو خوش ہوجاتے ہیں اور اگر نہ ملے تو فوراً بہت ناراض ہوجاتے ہیں۔(۵۸)

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ۝۵۹

اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ لوگ اس بات پر راضی ہوجاتے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے اُن کو دیا اور یوں کہتے! اللہ ہی ہمیں کافی ہے! باری تعالیٰ اپنے فضل سے عطا فرمائے گا! اور اس کا رسول بھی بے شک ہم بس ربِّ جلیل کی طرف راغب ہیں/ہم اللہ کی طرف ہی نظریں جمائے ہوئے ہیں۔(۵۹)

الفاظ ومعانی آیت ۵۵ تا ۵۹

(فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ) یہ خطاب رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے اور مُراد آپ کی اُمّت ہے۔ پس تمہیں مُتعجب نہ کریں مال مُنافقوں کے اور نہ اولاد اُن کی کیونکہ کثرت مال اور اولاد کی کثرت اُن کے لئے وبال ہے یوں کہئے کہ مُنافقین کے لئے یہ سب نعمت نہیں ایک عذاب ہے۔ (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) اللہ یہی چاہتا ہے کہ اُن کو عذاب میں رکھے۔ درحقیقت دنیا کی طمع، طلب، ذوقِ طلب کی تمنّا دنیا کی محبت میں جذبہ انہماک، انسان کے لئے ایک عذاب اور مصیبت ہے ہر وقت نعمت جو اللہ کے ذکر، اللہ کی یاد سے غافل کردے اور اس کے محبوب ﷺ کی اُلفت کے جذبہ شوق کو سرد کردے تو یہ بڑا عذاب ہے کون نہیں جانتا! کائنات رنگ و بُو میں مال اکٹھا کرنے کی تکلیف اور مشقت اور پھر اس کی حفاظت کرنے کے سبب اولاد سے جو تکالیف پہنچتی ہیں اس کا موجب یہی مال ومتاع کی حرص ہے۔

(وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ) اور نکلے ان کی رُوح یعنی سانس اُن کے بدن بڑی سختی کے ساتھ یعنی وہ کُفر کی حالت میں ہی مریں، اس وقت نہ مال ان کی دستگیری کرے اور نہ ان کی اولاد کی فریاد پہنچے، یہ دنیاوی آن بان اور شان ان

Marfat.com

کی بربادی کا سبب ہے کیونکہ مال کی طلب میں اولاد کی اُلفت میں یوں ہی مدہوش رہے کہ قبولِ حق کی اُنہیں سعادت ہی نہیں ملی۔ (وَتَزْهَقَ) وہ نکلے گی۔ زُھُوْقٌ سے جس کے معنیٰ غم سے جان نکلنے اور کسی چیز کے مِٹ جانے کے ہیں فعل مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ (وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ) اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی وہ مسلمان ہیں یعنی تم ہی میں سے ہیں۔ (وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ) اور وہ ایک ایسا گروہ/قومیں ہیں وہ دوڑتے ہیں تم سے اس لئے کہ کہیں تم ان کے ساتھ قتل اور قید سے اس انداز میں پیش نہ آؤ جیسے تم برتاؤ مُشرکین کے ساتھ کرتے ہو اس لئے اتباع کی خاطر اسلام ظاہر کرتے ہیں۔ فَرْقٌ مصدر ڈرپوک مضارع جمع مذکر قواعد کے مطابق (لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ) اگر پائیں کوئی پناہ گاہ/جگہ جس کی وجہ سے آڑ کرلیں جیسے قلعہ پہاڑ کی چوٹی یا غاروں میں۔ مَلْجَاً پناہ گاہ، مغارات چھپ کر بیٹھنے کا مقام اس کا واحد مغارہ ہے (مُدَّخَلًا) وہ جگہ جس میں دشواری یا تکلیف کے ساتھ داخل ہوا جاسکے۔ البتہ منہ پھیرلیں اس کی طرف ڈر سے دوڑتے ہوئے، بھاگتے ہوئے۔ (يَجْمَحُوْنَ) بھاگتے ہوئے جمح، جماحٌ مصدر مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔

مُفسّرین نے تحریر کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غنیمت تقسیم فرماتے تو ابوالجواظ جو مُنافق تھا اس نے صحابہ کرامؓ سے ازراہِ طعن کہا کہ ''اپنے دوست کو دیکھو تمہارے صدقے بکریاں چرانے والوں کو دیتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ میں عدل کرتا ہوں۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل) تو یہ آیت اُتری۔ (وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ) وہ شخص جو عیب لگاتا ہے۔ (فِي الصَّدَقٰتِ) صدقے بانٹنے میں، مُنافقین کے بدفضائل میں یہ بھی شامل ہے کہ جب آپ ﷺ پر حضورِ اکرم ﷺ صدقات، زکوٰۃ اور مالِ غنیمت میں الزام لگاتے ہیں، الزام کی کئی وجوہات تھیں ایک وجہ یہ تھی کہ اعراض ہونا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ تقسیم کررہے تھے تو بنی تمیم کا ایک آدمی جس کا نام حرقوس بن زبیر اور دوسرا شخص قلب ذوالخویصرہ تھا۔ بعض مُفسّرین نے تحریر کیا کہ یہ آیت ابن ابوالخویصرہ کے لیے نازل ہوئی جو حرقوس بن زبیر کی طرح ایمان سے خارج ہونے والوں کا سردار تھا'' اور ینابیع'' میں تحریر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''تم اس قوم سے قتال کرو''، تفسیر امام ثعلبیؒ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نہروان میں جب موجود تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کے ساتھ قتال کیا اس حکایت کا ذکر ''جواہر التفسیر'' میں ہے۔

دیگر مُفسّرین نے لکھا ہے کہ غنیمت کی تقسیم پر عیب، طعن اور اعتراض کرنے والا متعب بن قشیر تھا اس کا مقصد اسے نفع پانا تھا اللہ کا ارشاد ہے (فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا) پس اگر دیئے جائیں صدقات میں اس قدر جتنا ان کا دل چاہتا ہے تو۔ (رَضُوْا) پسند کریں اس تقسیم کو۔ اُعْطُوْا ان کو دیا گیا اِعْطَاءٌ سے جس کے معنی عطا کرنے اور دینے کے ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے لحاظ سے۔ (وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا) اور اگر نہ دیئے جائیں ان کی مرضی کے مطابق تو۔ (اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ) اللہ کے حکم کے مطابق اسے صرف کرتے، مُنافقین کا طرزِ عمل بھی عجیب تھا مل جاتا تو قدرے خوشی پاتے اور کچھ نہ ملتا توقع کے مطابق تو برہمی کا اظہار کرتے۔

Marfat.com

تشریح وتوضیحات آیت ۵۵ تا ۵۹

آیت ۵۵ میں اظہارِ بیان ہے کہ مُنافقوں کے مال اور اولاد کو کچھ وقعت دینے کی ضرورت نہیں ہے باری تعالیٰ تو بس اتنا کچھ چاہتا ہے کہ یہی مال ومتاع ،ثروت اُن کے لئے اس دنیا کی زندگی میں مُوجبِ عذاب ٹھہریں اور ان کی جانیں حالتِ کُفر میں نکلیں، مانا کہ نافرمانی پر اُن کو اولاد اور مال کی ترقی نصیب ہوئی ہے۔اس سے حیرت نہ کرو کہ پیہم نافرمانی کرنے کے بعد بھی پھلتے پھولتے ہیں یہ وبال ہے دولت وثروت اور کثرت اولاد کا، اس کے تلف ہونے پر لازمی بات ہے کہ اُن کو عذاب پہنچے اور آخرت کا بھی۔مریں تو بدنصیب اس دُھن میں بے ایمان مریں۔(ماخوذ تفسیر حقانی جلد دوئم از عبدالحق حقانیؒ) اُن کے لئے یہ کچھ ایک آزمائش ہے چنانچہ اُن کا زیادہ وقت تو مال کمانے ،اولاد کو بسانے اور سنوارنے کے نظر ہو گیا، نادانوں کو خبر ہی نہیں کہ یہ گیتیٔ کائنات کے لیل ونہار بطورِ آزمائش قلیل مُدّت کے لئے ہیں چنانچہ آیت ۱۳۱ سورة طٰہٰ پارہ ۱۶ قَالَ اَلَمۡ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ زَهۡرَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ لِنَفۡتِنَهُمۡ فِيۡهِ ‌ؕ

''اور اُن کو ہم نے حیاتِ دنیا کی رونق والی کئی قسم کی چیزیں بطورِ آزمائش قلیل مُدّت کے لئے برتنے کو دی ہیں اور اپنی نگاہوں کو ان چیزوں کی طرف نہ دوڑانا''۔آیت ۱۳۱ سورة طٰہٰ

ان مُنافقوں کو تو کُفر کی حالت میں آغوشِ موت میں جانا ہے اس لئے وہ اللہ کے رسول ﷺ کو صدق دل سے تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے وہ اپنے کُفرونفاق پر قائم اور دائم ہیں۔

آیت ۵۶ میں بتایا جارہا ہے کہ یہ اللہ کی قسمیں کھا کھا کر اقرارِ حلف لیتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں حقیقت اس کے برعکس ہے وہ تمہارے تم میں سے نہیں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ڈرتے ہیں۔بات یہ ہے کہ تفرقہ ڈالنے والے ایسا ہی کرتے ہیں یہ مسلمانوں میں سے نہیں صرف طلبِ دنیا کی دوڑ میں فائدہ حاصل کرنے کے لئے اسلام سے چمٹے ہوئے ہیں، حق گوئی وبے باکی کی تو دور کی بات ہے ان میں اتنی بھی جرأت نہیں کہ اعلانیہ کافر ہونے کا اظہار کریں سید قطب شہیدؒ رقمطراز ہیں۔ ''یہ پرلے درجے کے بزدل ہیں اور اندازِ بیان ایسا ہے کہ یہ لوگ مجسّم طور پر سمٹے ہوئے کھڑے نظر آتے ہیں اُن کے نفس اور دِل میں فرار ہے ان کے روئے میں خوف ہے''۔(بحوالہ فی ظلال القرآن جلد سوئم)

آیت ۵۷ میں بیان ذکر یوں ہے کہ ان مُنافقوں کا تو یہ طریقہ کار ہے کہ اگر یہ کوئی ٹھکانہ، غار یا گھُس کر چھُپ جانے کی جگہ پاتے ہیں تو اس طرف لگام توڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اگر اُنہیں کُفر کے دامن میں ہی سہی ،کوئی پناہ گاہ مل جائے تو ایسے بھاگنے لگتے ہیں کہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں دورِ جدید کے کچھ لوگ ایسے ہیں اگر کسی مغربی معاشرہ یا کفار ملک میں پناہ مل جائے تو قطعی تأمل نہیں کرتا خواہ دین ہی چھوڑنا پڑے یہ لوگوں کا رویہ ہو گیا ہے اور اہلِ مُنافق کی ایک علامت میں یہ بھی بڑی نشانی ہے کہ دنیا کا مال ملتا ہے عارضی عظمت تو قیر نظر آتی ہے، دین چھوڑ کر اس جانب لپک پڑتا ہے۔

آیت ۵۸ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جارہا ہے کہ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ جو صدقات حضورِ انور ﷺ اُنہیں تقسیم

Marfat.com

فرماتے ہیں اس پر اطمینان کا اظہار نہیں کرتے بلکہ ناروا تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور عیب لگاتے ہیں "یہ وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تقسیم کو دیکھ کر دل ہی دل میں گھٹتے تھے اور تقسیم کے موقع پر آپ کو طرح طرح کے الزامات سے مطعون کرتے تھے"۔

(ماخوذ تفہیم القرآن جلد دوم سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

آیت ۵۹ میں بیان کیا جا رہا ہے تو قانع رہتے اور اس حصہ کی تقسیم پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا کرتے اور کہنا یہ چاہیے تھا کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور ربِّ جلیل اپنی رحمت کرم سے عطا فرمائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی تقسیم مالِ غنیمت اللہ کے حکم سے تھی، جو کچھ باری تعالیٰ اپنے رسول کے ہاتھ سے نعمت دلوائے اس پر راضی اور قانع ہونا بھی ایک عظیم نعمت ہے آدابِ ایمان تو یہ ہے کہ انسان اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی تقسیم پر راضی ہو اللہ اور رسولِ اکرم ﷺ کے احکامات کی تکمیل سر تسلیم کردے اللہ پر توکل کرنا اسلامی ادب کا تقاضا ہے "صدقات اور زکوٰۃ ایک فریضہ ہے جو اغنیاء سے لیا جاتا ہے اور یہ بھی فرض ہے کہ فقراء میں تقسیم کیا جائے"۔ (ماخوذ فی ظلال القرآن جلد سوئم از سیّد قطب شہیدؒ)

آیت ۵۵ تا ۵۹ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

مُنافقین نے باری تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کی نہیں! جب اللہ کی رضا سے آدمی غافل ہو جائے تو پھر اللہ کی چاہت یہی ہے کہ اُنہیں گیتیٔ کائنات کے لیل و نہار میں اُنہیں سزا کا مستحق قرار دیا جائے، سزا کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مال و دولت اور اولاد بھی عذاب کی ایک صورت ہے، دولت کی فراوانی بھی انسان کی زندگی کو مصائب سے دوچار کرتی ہے، نافرمان اولاد بھی پریشانی کا سبب ہے، یہ ایسے اُمور ہیں جو اُن کے لیے باعثِ راحت اور سکون نہیں ہیں۔ عجیب صورتِ حال ہے قسمیں کھا کھا کر اس بات کا یقین دلانے کی سعی کرتے ہیں کہ ہمیں اپنا مخالف نہ جانو! ہم بھی تو تم ہی میں سے ہیں۔ حقیقت اس کے برعکس ہے دل نفاق سے پُر ہیں ذہن ہے کہ فتنہ پردازی کی طرف مائل ہے، سوچ ہے تو اس میں خوف اور ڈر ہے، چونکہ دلوں میں کج روی بس گئی ہے رسما گئی ہے اس لئے ہمہ وقت سہمے سہمے سے رہتے ہیں، اکثر کام دل حزیں کی خواہش کے مطابق نہیں کرتے ہیں بلکہ صرف مسلمانوں کے ڈر سے کرتے ہیں مدینہ منوّرہ میں جتنے مُنافق تھے سب عمر رسیدہ اور صاحب ثروت تھے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ مُنافق کا مطمع نظر صرف دنیاوی مفاد کا پانا ہوتا ہے اب اُنہیں مشکل یہ درپیش آئی کہ ان کی اولادیں اسلام قبول کر کے مسلمان ہو گئیں، ان مسلمانوں کے نزدیک عظمت جاہ کا معیار یہ تھا کہ جو بھی حق سبحانہٗ تعالیٰ کا شیدائی ہو گا، اطاعت شعار ہو گا وہ اتنا ہی اسلامی معاشرہ میں محترم اور صاحب عظمت و عزت سمجھا جائے گا یہ تھا وہ نظریاتی اختلاف یا کشمکش نظریات جس نے ان کو اپنی اولاد کی نظروں میں بے توقیر کر دیا تھا وہ اپنی انا کی ذات میں خود پرستی میں گھر گئے یہاں تک کہ انہیں موت آ گئی جس کے سبب بے چارگی کی زندگی گذارا ایام زندگی بسر کر رہے تھے اور اس فکر میں تھے کہ کوئی ایسی پناہ گاہ مُیسّر آ جائے جہاں اسلامی حکومت کا تسلّط ہو۔ مُنافقین کی یہ بھی تغافل کی دلیل ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات بابرکت کو صدقات کی تقسیم میں غیر مصنف خیال کرتے، اگر یہ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے پر خوش ہوتے تو اللہ کا فضل اُنہیں مل جاتا!

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾

صدقات یعنی تقسیم زکوٰۃ تو صرف اُن کے لئے ہے جو فقیر، مسکین حاجت مند اور محتاج ہیں یا اُن لوگوں کے لئے ہے جو صدقات کے کام میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں یہ اُن کا حق ہے جو تالیفِ قلب/دل موہ لیتے ہیں یہ دینا چاہئے غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے، قرض داروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے ہے یہ فریضہ اللہ کی طرف سے مقدّر ہو چکا اور اللہ تعالیٰ خبردار اور حکمت والا ہے۔(۶۰)

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦١﴾

اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو (اپنی بدکلامی) سے نبی ﷺ کو ایذاء بھی دیتے ہیں/اور ان کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور کہا کرتے ہیں وہ تو کانوں کا کچا ہے۔ اے حبیب ﷺ! کہہ دیجئے! وہ تو تمہاری بھلائی کو بہت جلد سُنتا ہے اور نبی ﷺ تو ایمان رکھتا ہے اللہ پر، اور مسلمانوں کی بات مانتا ہے/اہلِ ایمان پر بھروسہ/اعتقاد کرتا ہے اور جو تم میں سے ایمان لائے اُن کے لئے سراپا رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو اذیّت دیتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔(۶۱)

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾

وہ تمہارے لئے محض خوش کرنے کی خاطر اللہ کی قسمیں کھایا کرتے ہیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ مستحق ہے کہ وہ اسے راضی کریں اگر وہ مؤمن ہوتے تو یہ کام اُنہیں پہلے کر لینا چاہئے تھا۔(۶۲)

اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٣﴾

کیا وہ نہیں جانتے! جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے اس لئے آتشِ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہے گا، یہی بڑی رُسوائی اور ذِلّت ہے۔(۶۳)

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿٦٤﴾

مُنافقوں کو یہ خوف/ڈر لگا رہتا ہے کہ ان پر کہیں کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو اُن کے دل کی بات کر دے! اے حبیب ﷺ! کہہ دیجئے تم مذاق اُڑاتے رہو! یقینی طور پر جس سے تم خوفزدہ ہو اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والا ہے۔(۶۴)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾

اور اگر آپ اُن سے پوچھیں گے تو صاف کہہ دیں گے ہم تو آپس میں یونہی ہنسی دل لگی کرتے ہیں۔ اے محبوب ﷺ! کہہ دیجئے! کیا ہنسی مذاق بھی کرتے تھے تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ہی سے!۔(۶۵)

Marfat.com

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ۟ ﴿۶۶﴾

بہانے مت تراشو! یقینی طور پر تم ایمان لاکر ضرور کافر ہو چکے! اگویا اظہارِ ایمان کے بعد، اگر ہم ایک گروہ کو تم میں سے معاف بھی کردیں تو کچھ لوگوں کو اُن کے جرم کی سزا / عذاب دیں گے کیونکہ وہی اصل مُجرم ہیں۔ (۶۶)

الفاظ و معانی آیت ۶۰ تا ۶۶

(اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ) صدقات، جس کا واحد صدقہ ہے صرف اُن کے لئے ہے۔ صدقہ لغت میں اس مال کے جزو کو کہتے ہیں جو اللہ کے لئے صرف کیا جائے۔ (بحوالہ قاموس القرآن) امام راغبؒ کے مطابق ''صدقہ کو اس لئے صدقہ کہا جاتا ہے اس کا دینے والا گویا اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ میں اپنے قول و فعل میں سچّا ہوں اس کے صَرف کرنے میں کوئی دنیاوی مفاد نہیں بلکہ صرف اللہ کی رضا کی خاطر خرچ کر رہا ہوں۔ (بحوالہ مفردات القرآن)

لفظ صدقہ اپنے اصل کے اعتبار سے عام ہے نفلی صدقہ کو بھی کہا جاتا ہے گویا نفل کے لئے عام طور پر مستعمل ہے کہ صدقہ فرض کے طور پر زکوٰۃ کے لئے بہت مقامات پر استعمال ہوا ہے جیسے (خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً) باری تعالیٰ نے صدقات کی تقسیم کے لئے مستحقوں کا ذکر بیان کر کے معترضین کو ہمیشہ کے لئے روک دیا۔ تفسیر قرطبیؒ میں لکھا ہے کہ ''قرآن میں جب لفظ صدقہ بولا جاتا ہے تو اس سے صدقہ فرض ہی مُراد لیا جاتا ہے۔ حدیث کی روایات کا مطالعہ کیا جائے تو لفظ ''صدقہ'' ہر نیک عمل / کام کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کہ حدیث مبارکہ میں مذکور ہے ''کسی مسلمان سے خوش ہو کر ملنا بھی صدقہ ہے''۔ صدقات یعنی زکوٰۃ۔ (لِلْفُقَرَآءِ) فقیروں کے واسطے ہے (وَالْمَسٰكِيْنِ) مساکین کے لئے / بیچاروں کے لئے۔ امام اعظمؒ فرماتے ہیں ''فقیر وہ ہے جو سوال نہ کرے اس جہت سے اس وقت کہ وہ کفالت مَعیشت رکھتا ہوں اور مسکین وہ ہے جو سوال کرے اس وجہ سے کہ اس وقت کفایت مَعیشت / معاش کا متحمل نہیں ہے۔'' صدقہ کسی غنی یا مال دار کے لئے حلال نہیں''۔ (ماخوذ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیعؒ)

(وَالْعٰمِلِيْنَ) اور اس پر عمل کرنے والوں کے واسطے یہاں عالمین / کارکُن کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے لوگ جو اسلامی ریاست کی جانب سے، صدقات، زکوٰۃ، عُشر حاصل کر کے بیت المال میں اکٹھا کرنے کی خدمت سَرانجام دیتے ہیں۔ (عَامِلِيْنَ) کام کرنے والے / کارندے عامل کی جمع بحالت نصبی وجری۔ (بحوالہ قاموس القرآن) یہ بات یاد رہے کہ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں ❶ زکوٰۃ شریعت کا ایک اہم رُکن ہے۔ صدقہ، زکوٰۃ کی فرضیّت صحیحہ یہ ہے کہ اسلام کے آغاز میں ہی مکّہ شریف میں نازل ہو چکی، چنانچہ آیت ۲۰ سورۂ مزمّل پارہ ۲۹ تَبٰرَكَ الَّذِيْ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ''نماز کا اہتمام رکھو، زکوٰۃ دیتے رہو''۔ (آیت ۲۰)

(۱) فقراء۔ (۲) مساکین۔ (۳) زکوٰۃ کی وصولیابی کرنے والے۔ (۴) تالیفِ قلب / اسلام کی طرف مائل کرنے

❶ ...... جو اس آیتِ مبارکہ میں بیان کر دیئے ہیں۔ (بحوالہ ضیاء القرآن جلد دوم)

Marfat.com

کے لئے دل جوئی مطلوب ہو۔ (۵) غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے۔ (۶) قرض داروں کے لئے۔ (۷) فی سبیل اللہ/اللہ کی راہ میں۔ (۸) ابن السبیل/مسافروں کے لئے۔ (وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ) اور اُن لوگوں کے لئے جن کے دل ملائے گئے ہیں، راغب کئے گئے ہیں، اسلام تو اُنہوں نے قبول کرلیا مگر اُن کی نیّت میں ابھی اخلاص کی جھلک نہیں، اس لئے ''تالیفِ قلب'' اُنہیں محفوظ کرنا چاہئے رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا احساس کرتے ہوئے اُن کے دلوں میں دینِ حق پانے کی طلب ہے اور اسلام قبول کرنے کی طرف اُلفت ہے ایسے لوگوں کو غزوۂ حنین کی غنیمتوں میں سے پورا حصّہ عطا کیا جیسے ابوسفیان، عتبہ بن حصن اور اقرع بن حابس وغیرہ ''ظہورِ اسلام اور مسلمانوں کے غلبہ کے بعد صحابۂ کرام کے اجماع سے یہ حصّہ ساقط ہوگیا''۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ) اس آیتِ مبارکہ میں بیان کردیئے ہیں۔ رقاب رقبہ کی جمع ہے اصل میں گردن کو رقبہ کہتے ہیں۔ (بحوالہ ضیاء القرآن جلد دوم از محمد کرم شاہ الازہریؒ)

(وَفِي الرِّقَابِ) اور گردن کے چھڑانے میں۔ بندوں کی گردن چُھڑانے میں بندگی کے پھندے سے اس سے مُراد وہ کنیز اور غلام جن کو اسلام نے غلامی سے نجات دلانے کے لئے جہاں کہیں کاوش سرانجام دی ہاں یہ بھی کوشش کی کہ زکوٰۃ کی رقم کا ایک حصّہ غلام کو آزاد کرنے کے لئے مختص کیا جائے۔

علامہ قرطبیؒ رقمطراز ہیں ''ایک مسلمان غلام کو آقا کی غلامی سے آزاد کرنا عبادت ہے''۔ (بحوالہ تفسیر قرطبیؒ) غلام کو چھڑانے کے لیے زکوٰۃ سے مدد دینا چاہئے۔ امام مالکؒ اور امام حنبلؒ اس بات پر متفق ہیں کہ مالِ زکوٰۃ سے کنیز، غلام لے کر آزاد کرنا چاہئے''۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل) (وَالۡغَارِمِيۡنَ) قرض داروں کے لئے، غارم کی جمع ہے ایسے مُفلس قرض دار جنہوں نے اپنے لئے قرض لیا ہو اور گُناہ میں نہ صرف کیا ہو۔ (وَفِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ) اور اللہ کی راہ اور مسافروں کے لئے۔ اللہ کی راہ میں اس لئے خرچ کیا جائے کہ غازی، فقیروں پر صرف کریں یا مجاہدین کو اسلحہ/ہتھیار مول لے کر دیں اور کچھ مُفسّرین نے یہ لکھا ہے کہ اس سے مُراد یہ ہے کہ ''حج کرنے والے اور جہاد کرنے والے ہیں جن کے پاس زادِراہ نہ ہو اور اپنے افلاس کی وجہ سے وہ جنگی ساز وسامان نہ مہیّا کرسکتے ہوں ان کی اعانت بھی زکوٰۃ سے کی جاسکتی ہے''۔ (ماخوذ ضیاء القرآن جلد دوم از کرم شاہ الازہریؒ)

(وَابۡنِ السَّبِيۡلِ) اور راہ چلنے کے لئے۔ جو اپنے مال سے دور ہوگیا ہو۔ ربِّ جلیل نے ان لوگوں کے واسطے زکوٰۃ فرض کی ہے۔ (فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ) فرض کرنا ثابت ہے اللہ کی طرف سے۔ (وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ) اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور حکم کرنے والا ہے۔ (وَمِنۡهُمُ) اور ان میں سے یعنی مُنافقوں میں سے۔ (الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ النَّبِىَّ وَيَقُوۡلُوۡنَ هُوَ اُذُنٌ) وہ لوگ ہیں ایذا/دُکھ دیتے ہیں نبی ﷺ کو وہ تو ہر بات سُننے والا ہے جو کچھ اُن سے کہا جاتا ہے سُن لیتے ہیں، حضورِ اکرم ﷺ کا کسی بات کا سُن لینا کے دو پہلو ہیں ایک بطورِ صدیق کہ دل سے اس کو درست جانیں اور دوسرا خوش خلقی کیونکہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس میں نفسِ کریمی کی صفات موجود ہیں۔ (يُؤۡذُوۡنَ) اِیذَاءٌ مصدر دُکھ دیتے ہیں فعل مضارع معروف جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔ (وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ) اور جو لوگ دُکھ/تکلیف دیتے ہیں قول اور فعل سے رسول اللہ ﷺ کو اُن کے ساتھ دردناک عذاب ہے آخرت میں۔ (اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا) کیا نہیں جانتے وہ۔ (اَنَّهٗ مَنۡ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ) جو کوئی

Marfat.com

خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اور حد سے گذر جائے محاوراۃ کے معنیٰ ہوتے ہیں ''کسی کے مقابلے میں اپنا الگ محاذ بنالینا۔ (بحوالہ تفسیر قرطبیؒ) ماحصل یہ کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے۔

(فَاَنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خَالِدًا فِیۡھَا) تو لائق بات تو یہ ہے کہ اس کے واسطہ مقدر ہوئی آتشِ دوزخ اور اس میں ہمیشہ رہتا ہے۔

(اِنَّ اللّٰہَ مُخۡرِجٌ مَّا تَحۡذَرُوۡنَ) بے شک ظاہر کرنے والا ہے اس چیز کو جس کو عیاں کرنے میں تم خوفزدہ ہوتے ہو اس کو ظاہر کردینے کا مفہوم باری تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو اُن کے احوال اور اُن کے اسماء کے علم سے آگاہ کرے۔ (بحوالہ تفسیر قرطبیؒ)

(اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوۡلِہٖ کُنۡتُمۡ تَسۡتَھۡزِءُوۡنَ) تم ہو کہ اللہ سے اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ سے تم استہزاء کیا کرتے ہو، کیا اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں رہا جس کے ساتھ تم ازتمسخر دل لگی کرسکو، بات یہ ہے کہ مُنافقوں کا تو یہ پسندیدہ شُغل رہا کہ مسلمانوں کے ساتھ بدکلامی کریں، گستاخانہ طرزِ عمل اپنائیں، رسالت مآب ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات استعمال کریں، اہلِ ایمان پر پھپتیاں کس کر محض ہنسی اور تمسخر کا مظاہرہ کریں، طنزیہ انداز میں یہ کہنا کہ دیکھو تو سہی! شہنشاہِ روم سے لڑائی کرنے چلے ہیں، رومی افواج اُن کو شکست سے ہمکنار کردیں گی، اور تو اور یہ زعم بھی کہا جاتا کہ ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی اور جب اُن سے دریافت کیا جاتا، مؤمنین کا استہزاء کرتے ہو تو صاف مُکر جاتے اور کہتے ہم محض جی کو خوش کرنے کے لئے ایسی گفتگو کررہے تھے یہ یقینی طور پر مُنافقوں کا عملی اظہار ہے جو آیاتِ ربّانی اور ہمارے رسول ﷺ کے خلاف اُن کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔

(لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ کَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ) نہ عذر کرو یہ تمہارا عذر محض جھوٹ ہے بے شک تم نے اظہارِ کُفر کیا حضور ﷺ پر طعن کرکے اس کے بعد ایمان ظاہر کیا تھا تم نے۔ (اِنۡ نَّعۡفُ) اگر ہم معاف کریں۔ (عَنۡ طَآئِفَۃٍ مِّنۡکُمۡ) بعضوں کو جو توبہ کریں جیسے مخشی بن حمیر تھا اس نے باری تعالیٰ کے حضور توبہ کی اور التجا کی کہ شرفِ شہادت کی سعادت پائے اور جنگ یمامہ میں جامِ شہادت سے سرفراز ہوا۔ (نُعَذِّبۡ طَآئِفَۃً) عذاب کریں گے دوسرے گُروہ پر۔ (بِاَنَّھُمۡ کَانُوۡا مُجۡرِمِیۡنَ) اس سبب سے کہ وہ مُجرمین میں سے ہیں گنہگار رہیں نفاق قائم رکھنے کے سبب۔

تَشرِیح وَتَوضِیحَات آیت ۶۰ تا ۶۶

آیت ۶۰ میں اظہارِ بیان ہے کہ صدقاتِ واجبہ کی تقسیم تو صرف فقیروں، مسکینوں، محتاجوں، عاملین صدقات اور تالیف قلوب جن پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاتی ہے ان کے لئے مختص ہے اسلامی تعلیمات کا پیام انسانیت کی علمبرداری کا مظہر ہے اور عالم اسباب میں مال ومتاع کی تقسیم انسانیت کی آزمائش کا ایک طریقہ اور ذریعہ ہے اسلام نے اقتصادی نظام (Ecomonic System) میں بچت کا چالیسواں حصّہ غریبوں میں تقسیم کرنا فرض قرار دے دیا اور صدقہ نافلہ کی تلقین بھی بہت زیادہ کی اس لئے یہ گردنوں کے چھڑانے، (۱) تاوان زدہ زکوٰۃ کو آزاد کرانے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی مدد کے لئے صرف کئے جائیں یہ ربِّ جلیل کا مقرر کردہ فریضہ ہے اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے (۲) مکاتب ر مکتب کی جمع ہے مدرسہ سے اور غیر مکاتب میں علماء نے اس سے ہر قسم کے غلام مُراد لئے ہیں امام شوکانیؒ نے

Marfat.com

اسی رائے کو ترجیح دی، ہر اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی مدد کے لئے صرف کئے جائیں۔ (۳) اس کی دو صورتیں ہیں کسی غلام کو خرید کر آزاد کرایا جائے بقیہ رقم دے کر اسیروں کو رہا کرایا جائے۔

آیت ۶۱ میں بتایا جا رہا ہے کہ ان میں سے چند وہ مُنافقین ہیں جو نبی ﷺ کو ایذا دیتے ہیں اور رسول کے خلاف ہرزہ سرائی یہ کرتے ہیں کہ وہ ہر ایک کی بات سُن لیتا ہے حالانکہ پیغمبر ﷺ فلاح کی خاطر سراپا گوش ہیں چونکہ مُنافقوں کا استدلال یہ تھا کہ آپ ﷺ ان مسلمانوں کی باتوں پر اعتماد نہ کریں جو ان لوگوں کی سازشوں اور شرارتوں اور فتنہ وفساد کے حالات سے آپ کو باخبر کرتے ہیں جوابًا ارشاد ہوا رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور اہلِ ایمان کی بات یاد کرتا ہے نبی ﷺ کا ایسا کرنا درحقیقت تمہارے ہی حق میں بہتر ہے جو تم میں سے اہلِ ایمان ہیں اُن کے لئے نوید یہ ہے کہ اُن پر اللہ کی رحمت ہے اور جو لوگ رسول کو دُکھ پہنچاتے ہیں تو اس ہجو پر ایسے لوگوں کی گرفت سخت کی جاتی ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیت ۶۲ میں وضاحت کے ساتھ بیان ہے کہ مُنافقوں کی جب کوئی سازش، دغا، افشاں ہوتی ہے تو وہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور جھوٹے بیان پر تا کہ تمہیں مطمئن کریں اُن کو اس بات کی خبر ہی نہیں کہ یہی طرزِ تکلّم اور اندازِ گفتگو اُن کی مُنافقت کی مزید تقویت پہنچا رہا ہے حالانکہ اللہ کا خوف اُن کے اندر ہوتا تو وہ غلط روش کا اعتراف کرتے اور اپنے گُناہوں پر نادم ہو کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنے کے لئے سرگرداں ہوتے تو درحقیقت یہ عمل اُن کے اللہ پر یقین رکھنے کی ایک دلیل بن سکتا تھا۔

آیت ۶۳ میں بیان کچھ یوں ہے کہ کیا ان کو خبر ہی نہیں! کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مقابلہ کرے گا اس کا مقدّر جہنّم کی آگ ہے جس میں اس کو ہمیشہ ہی رہنا ہے یہ تو ایک بہت بڑی رُسوائی ہے، رُسوائی بھی دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو آپ نے سازش کی، راز افشا ہوا، ذِلّت ہوئی اپنی صفائی پیش کی رُسوائی میں کچھ خفت ہوئی، ایک رُسوائی وہ رُسوائی ہے جو یومِ قیامت سب کے سامنے اُٹھانی ہوگی جب سب کچھ عمل شرارت کا، فساد کا، ظُلم کا، بربریّت کا سامنے آجائے گا اور معذرت کی مُہلت کا موقع بھی نہ مل پائے گا پھر دائمی آتشِ دوزخ کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ پھر زبان بھی۔ غالب کی زبان میں یہ کہنے سے قاصر رہے گی۔ ع

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی ☆ بندگی میں تیر ابھلا نہ ہوا

آیت ۶۴ میں اظہارِ بیان کچھ یوں ہے کہ مُنافقوں کو اندیشہ اس بات کا لگا رہتا ہے کہ مبادا اُن پر مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو اُنہیں مُنافقین کے دلوں کا حال بتا دے حکم صادر ہوا کہ آپ ﷺ کہیے! ہنستے جاؤ اللہ کو ضرور عیاں کرنا ہے وہ جس کا تمہیں ڈر ہے، اس آیۃ مبارکہ میں جولب ولہجہ نظر آیا تو گھبرایئے! اُن کے سارے اسرار کو بے نقاب کر کے رکھ دیا! فرمایا اب ایسا ہی ہوگا''۔ (ماخوذ تفسیر تدبّر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

آیت ۶۵ میں وضاحت کے ساتھ بیان ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ اُن سے دریافت کریں کہ کیا باتیں کر رہے تھے تو اُن حماقتوں کا جواب یہ ہوگا کہ ہم تو صرف سُخن گستری اور دِل کو بہلانے کے لئے باتیں کر رہے تھے ہم تو صرف دل لگی اور مذاق کر رہے تھے احکامِ دین کے ساتھ، اندازِ تمسخر کرنا اس قدر بڑا جُرم ہے کہ صریحًا کُفر ہے ایسا کرنا تو ایمان کے بعد اظہارِ کُفر کا

Marfat.com

مُوجب ہے۔ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ جس طرح ربِّ جلیل کا مذاق اُڑانا اور رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ تمسخر کُفر ہے بعینہٖ دین کے احکامات سے مذاق کُفر کی دلیل ہے۔

آیت ٦٦ میں بتایا جا رہا ہے کہ بہانے نہ بناؤ! یقینی امر یہ ہے کہ تم اپنے ایمان لانے کے بعد بے ایمان ہو گئے یعنی تم جو ایمان ظاہر کر رہے ہو اور ساتھ ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہو!'' اس لئے اُن پر کُفر کا فتویٰ صادر ہوا کہ اُنہوں نے کُفریہ کلمات کہے ہیں، چنانچہ ان کو خوفناک انجام سے ڈرایا جاتا ہے، اگر وہ جلدی توبہ کر لیں اور صحیح ایمان لے آئیں تو یہ عذاب اُن سے ٹل بھی سکتا ہے''۔ (ماخوذ فی ظلال القرآن جلد سوئم سید قطب شہیدؒ) دوسرے گروہ میں کچھ ایسے بھی ہیں جو نفاق پر قائم رہے اُنہیں توفیق توبہ بھی نصیب نہ ہوئی اُنہیں ضرور سزا ملے گی کیوں کہ وہ مُجرم ہیں'' اور یقیناً عذاب میں مُبتلا ہوں گے کہ یہ جُرم ایسا ہے جو توبہ بھی سَلب کرا دیتا ہے''۔ (بحوالہ اسرار التنزیل جلد سوئم از امیر محمد اکرم اعوان)

آیت ٦٠ تا ٦٦ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

صدقات تو درحقیقت فقیروں، مسکینوں اور ان کارندوں کے لئے ہیں جو اُن کی وصولی پر مقرر کئے گئے ہیں گویا زکوٰۃ کو وصول کرنے والے اور حساب و کتاب کا اندراج کرنے والے اور دیگر عملہ امورِ زکوٰۃ سے معاوضہ یا تنخواہ لینے کا حق رکھتا ہے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ زکوٰۃ کی فراہمی اور اس کی تقسیم کا عمل حکومت کی ذِمّہ داری ہے اور تقسیم اسلامی حکومت کا فریضہ ہے، انفرادی لحاظ سے زکوٰۃ صرف ایسی صورت میں ادا کرنی چاہئے جب کوئی جامع نظام زکوٰۃ قائم نہ ہو، اگر کوئی برادری اور خاندان اپنے طور پر، اجتماعی طور پر فراہمی زکوٰۃ تقسیم کرنے کا اہتمام اور انصرام کرے تو انفرادی ادائیگی سے بہتر ہے۔

مقروض کے قرضہ کی ادائیگی زکوٰۃ سے کی جا سکتی ہے اور قرض دار سے مراد ایسا مقروض ہے اگر اس کے مال سے سارا قرض ادا کر دیا جائے تو اس کے پاس نقد نصاب سے کم مال رہتا ہو۔ یہ مقروض خواہ برسرِ روزگار ہو یا بے روزگار ہو، خواہ فقیر ہو یا غنی ہو۔ اس حد سے اس کا قرض ادا کیا جا سکتا ہے۔ (بحوالہ تیسیر القرآن جلد دوئم از عبدالرحمن کیلانیؒ)

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ محتاج زکوٰۃ کے زیادہ حق دار ہیں، جو شخص تندرست، توانا، طاقت ور ہو اور کمانے کے قابل ہو وہ زکوٰۃ کا حق دار نہیں ہوتا۔

مُتقی کی بات قابلِ اعتبار ہے:

رسول اللہ ﷺ سنتے تو سب کی ہیں مگر قابلِ اعتماد ان لوگوں کو جانتے ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے جھوٹ اور چُغل خُوری سے اجتناب کرنے والے ہیں۔

جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مقابلہ کرے اس کے لئے دُوزخ کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قرآن اور حدیث میں اتنی زیادہ تاکید آئی ہے کہ جس سے بعض علماء نے اس فریضہ کو فرضِ کفایہ جان لیا ہے۔

Marfat.com

اَلۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتُ بَعۡضُهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ‌ۘ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمُنۡكَرِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمَعۡرُوۡفِ وَيَقۡبِضُوۡنَ اَيۡدِيَهُمۡ‌ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمۡ‌ؕ اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۶۷﴾

مُنافق مرد اور مُنافق عورتیں باہم ایک جیسے ہیں یہ بُرائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی / نیک کاموں سے رُوکتے ہیں اور اپنے ہاتھ خیر سے سکیڑ لیتے ہیں / بند رکھتے ہیں، یہ اللہ کو بھول گئے رَبّ نے بھی اُنہیں بھلا دیا کوئی شک نہیں ! مُنافق ہی فاسق اور بڑے ہی بد ہیں۔ (۶۷)

وَعَدَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ؕ هِىَ حَسۡبُهُمۡ‌ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ‌ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌۙ ﴿۶۸﴾

وعدہ کیا ہے اللہ نے مُنافق مردوں اور مُنافق عورتوں اور کُفار سے آتش دوزخ کا، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اُن پر اللہ کی لعنت / پھٹکار ہے یہی اُن کے لئے کافی ہے اور دائمی عذاب اُن کے لئے ہے۔ (۶۸)

كَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡكُمۡ قُوَّةً وَّاَكۡثَرَ اَمۡوَالًا وَّاَوۡلَادًا ؕ فَاسۡتَمۡتَعُوۡا بِخَلَاقِهِمۡ فَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِخَلَاقِكُمۡ كَمَا اسۡتَمۡتَعَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ بِخَلَاقِهِمۡ وَخُضۡتُمۡ كَالَّذِىۡ خَاضُوۡا‌ؕ اُولٰۤـئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ‌ۚ وَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۶۹﴾

تمہاری حالت بھی ایسی ہے جیسے تم سے اگلے لوگ / تھے، وہ تم سے زیادہ زور آور / بہت زیادہ قوی بہت صاحب ثروت اور زیادہ اولاد والے تھے، وہ اپنا حصّہ برت گئے پس اُنہوں نے لُطف اُٹھایا، تم نے بھی اپنے دُنیوی حصّہ سے فائدہ اُٹھالیا، تم بھی ایسی لذّتوں میں رڑو بے رہے تم بھی چلتے رہے انہی کی سی چال اُن کے اعمال دُنیا و آخرت میں ضائع / اکارت گئے یہی لوگ پڑے رہے نقصان میں۔ (۶۹)

اَلَمۡ يَاۡتِهِمۡ نَبَاُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ ۙ وَقَوۡمِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاَصۡحٰبِ مَدۡيَنَ وَالۡمُؤۡتَفِكٰتِ‌ؕ اَتَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ‌ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰـكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۷۰﴾

کیا اُن کے پاس ان سے پہلے لوگوں کی خبریں نہیں پہنچی، قومِ نوح علیہ السلام کی قوم عاد کی اور ثمود کی اور قومِ ابراہیم علیہ السلام کی اور مدین کے باشندوں کی اور اُن کی جن کی بستیاں اُلٹی ہوگئیں، اُن کے پاس اُن کے رسول کھلی نشانیاں / معجزات لے کر آئے اللہ کے شایان نہ تھا کہ وہ اُن پر ظُلم کرتا مگر اُنہوں نے خود ہی اپنے آپ پر ظُلم کیا۔ (۷۰)

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ۘ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيۡعُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ‌ؕ اُولٰۤـئِكَ سَيَرۡحَمُهُمُ اللّٰهُ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۷۱﴾

مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں، ایک دوسرے کے مددگار / رفیق ہیں اچھی باتیں سکھاتے ہیں اور بُرائی سے رُوکتے ہیں اور وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری / فرمانبرداری کرتے ہیں۔ پس یہی لوگ ہیں جن پر اللہ جلِ جلالہٗ بہت جلد رحم عنایت کرے گا بلاشبہ باری تعالیٰ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔ (۷۱)

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾

اللہ تعالیٰ نے ایمان دار مردوں اور عورتوں سے ایسے باغات کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں، اس میں ہمیشہ رہا کریں گے اور اُن کے لئے اللہ کی رضا مندی رخوشنودی سب سے بڑی نعمت ہوگی یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔(۷۲)

الفاظ و معانی آیت ۶۷ تا ۷۲

(اَلْمُنٰفِقُوْنَ) مُنافق مرد کہ تین سو (۳۰۰) تھے۔(وَالْمُنٰفِقٰتُ) اور مُنافق عورتیں ایک سو ستّر (۱۷۰) تھیں۔(بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ) (بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ) بعضے اُن بعض میں سے ہیں یعنی نفاق میں سب ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔(يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ) حکم دیتے ہیں بُرائی کا جو کام کُفر ہے یا گُناہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب۔ (وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ) اور باز رکھتے ہیں نیکی سے، یا ایمان ہے یا طاعت سے یا محمد ﷺ کی تصدیق اور متابعت سے۔(وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ) وہ اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں خیرات اور صدقات سے اور دعا اور مناجات کے لئے ہاتھ نہیں اُٹھاتے عاجز اور محتاج کی مدد سے ہاتھ روکتے ہیں۔علامہ قرطبیؒ رقمطراز ہیں ''ہاتھ بند رکھنے سے مُراد ترک جہاد اور حقوق واجبہ کا ادا نہ کرنا ہے''۔(بحوالہ تفسیر قرطبی) گویا نیک کام نہیں مالی اعانت کی طرف مائل کیا جائے تو باوجود دولت کی فراوانی سے اُنہیں توفیق نہیں ہوتی کہ مال خرچ کریں۔(نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ) اُنہوں نے اللہ کی فرمانبرداری چھوڑ دی پس اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں اپنے فضل سے باز رکھا، اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کے احکامات کو یکسر فراموش کر دیا تو ربِّ جلیل نے بھی ثوابِ آخرت کے سلسلے میں ''ان کو ایسا ہی چھوڑا کہ نیکی اور ثواب میں کہیں ان کا نام نہ رہا''۔(بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم از مفتی محمد شفیعؒ)

(اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ) بے شک مُنافق مرد اور عورتیں وہ فاسق ہیں جو دائرہ ایمان سے باہر ہیں اُنہوں نے اپنے طرزِ عمل سے عیاں کر دیا ہے کہ اُنہیں اپنا اللہ یاد نہیں رہا۔(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ) وعدہ کیا ہے اللہ نے مُنافق مردوں سے۔(وَالْمُنٰفِقٰتِ) اور مُنافق عورتوں سے۔(وَالْكُفَّارَ) اور کافروں سے خواہ مرد ہوں یا عورتیں۔(نَارَ جَهَنَّمَ) آتشِ دوزخ کا۔(خٰلِدِيْنَ فِيْهَا) ہمیشہ رہیں گے اس آگ ہی میں۔(كَالَّذِيْنَ) اے مُنافقو! تم مانند رمثل ہو، ان لوگوں کے جو تھے۔(مِنْ قَبْلِكُمْ) تم سے پہلے یعنی گذری اُمتیں۔گویا تمہارا شمار بھی اپنے سے پہلے لوگوں میں سے ہے جو دنیائے رنگ و بُو کی لذّت میں منہمک ہو کر آخرت کی فکر سے بے نیاز ہو گئے۔حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے جب یہ سُنا تو فرمایا! ما اشبه الليله بالبارحة آج کی رات سابقہ رات سے کس قدر مشابہ اور ملتی جُلتی ہے ''یہ بنی اسرائیل ہیں ہمیں ان کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے''۔(بحوالہ تفسیر قرطبیؒ)

(هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ) یہی کافی ہے اُنہیں، اُن پر اللہ کی پھٹکار ہے اس لئے یہ اللہ کے غضب کا مظہر ہے اور رحمت الٰہی سے قطعی محرومی کی دلیل ہے''۔(بحوالہ اسرار التنزیل جلد چہارم از امیر محمد اکرم اعوان) (وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ) اور انہی کے لئے دائمی عذاب ہے گویا مُنافقوں کے لئے عذاب پائیدار کہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔گیتیٔ کائنات میں برابر مُبتلائے عذاب

Marfat.com

ہیں کہ وہ نفاق ہے اور حسد کا رنج ہے یوں کہیے کہ رحمت اور عنایت کے مستحقین کی فہرست سے تو ان کا نام خارج کر دیا گیا''۔ (بحوالہ ضیاء القرآن جلد دوم از محمد کرم شاہ الازہریؒ)

(فَاسۡتَمۡتَعُوۡا بِخَلَاقِهِمۡ فَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِخَلَاقِكُمۡ كَمَا اسۡتَمۡتَعَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ) پس فائدہ/لطف اُٹھایا اُنہوں نے اپنے حصّے سے دنیا کی لذّتوں میں سے اور مال اور اولاد سے فائدہ اُٹھایا تم میں سے لُطف اُٹھایا اپنے حصّے سے فنا ہونے والی آرزوں میں سے جس جس طرح فائدہ حاصل کیا اُنہوں نے جو تم سے پہلے گذرے۔ (اِسۡتَمۡتَعُوۡا) اُنہوں نے فائدہ اُٹھایا اِسۡتِمۡتَاعٌ سے فعل ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمہاری نوشتہ تقدیر میں دنیا کا جس قدر حصّہ تحریر کر دیا گیا اس کو برت لو جس طرح سابقہ لوگوں نے اپنا حصّہ برت لیا۔ پھر آغوشِ موت سے ہمکنار ہوئے، یا عذاب میں گرفتار ہوئے پہلے لوگوں یا سابقہ لوگوں سے مُراد اہل کتاب لیے گئے ہیں یعنی یہود و نصاریٰ۔

(وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ) یہی لوگ دونوں جہان میں نقصان پانے والے ہیں اُولٰٓئِكَ سے مُراد وہ لوگ ہیں جو قوّت میں تم سے زیادہ اور مال و دولت اور اولاد میں بھی تم سے زیادہ تھے اس کے باوجود عذابِ الٰہی سے نجات نہ پاسکے۔ (وَخُضۡتُمۡ كَالَّذِيۡ خَاضُوۡا) اور تم بھی بیہودگی میں پڑے رہے انہی کی چال تم بھی چلتے رہے گویا مفہوم یوں سمجھئے ''تم نے اتباعِ باطل اور تکذیبِ خدا اور رسول اور مومنین کے ساتھ استہزاء کرنے کی راہ اختیار کی''۔ (بحوالہ کنز الایمان، خزائن العرفان از سید محمد نعیم الدینؒ) خَاضُوۡا انہوں نے بحث کی (خُضۡتُمۡ) تم نے قدم ڈالے رگھسے، تم نے بحث کی۔ (ماخوذ قاموس القرآن) خَوۡضٌ سے فعل ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر قواعد کے مطابق۔

(اَلَمۡ يَاۡتِهِمۡ نَبَاُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ) کیا ان لوگوں (مُنافقوں) کے پاس خبر نہیں آئی کہ دنیا کی لذّت پر غُرور کرنے سے اور لُطفِ باقیہ حاصل کرنے سے دُور رہیں جو لوگ اس سے پہلے گذر چکے یعنی قومِ نوح اور قومِ عاد اور قومِ ثمود کی، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کہ طوفان سے ڈوب گئی اور قومِ عاد کہ تیز ہوا سے ہلاک ہوئے اور قومِ ثمود کہ کڑک / برق تپاں اور زلزلہ سے موت سے ہمکنار ہوئی۔ (وَقَوۡمِ اِبۡرٰهِيۡمَ) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کہ طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہوئی اور نمرود مچھر کے ڈنگ سے موت کی آغوش میں چلا گیا۔ (وَاَصۡحٰبِ مَدۡيَنَ) اہلِ مدین یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم یعنی ''یوم الظلہ''، یعنی سائبان کا دن کہ ان پر اس دن ابر چھایہ جس سے وہ غارت ہوگئے۔ (وَالۡمُؤۡتَفِكٰتِ) اور وہ بستیاں جنہیں اُلٹ دیا گیا یعنی قومِ لوط کہ کس طرح ہلاک ہوئی۔ موتفکات اُلٹ جانے والی بستیاں اِئتفاک سے اسم فاعل جمع مؤنث ''اس سے مُراد قومِ لوط کی بستیاں ہیں''۔ (بحوالہ قاموس القرآن)

حضرت لوط علیہ السلام کی بستی کا نام سدوم تھا اُن پر ایک تو پتھر برسائے گئے اور اُن کی بستی کو اوپر اُٹھا کر نیچے کی جانب پھینکا گیا جس سے تمام کی تمام بستی اُوپر نیچے ہوگئی اس لحاظ سے اُنہیں ''اصحاب موتفکات کہا جاتا ہے''۔ (بحوالہ قرآن کریم از صلاح الدین یوسف) (وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ) اور مومن مرد۔ (وَالۡمُؤۡمِنٰتُ) اور مومن عورتیں۔ (بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ) ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہیں یہاں پر یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ اس آیت میں مُنافقین اور مومنین کے حالات کے تقابل کے لحاظ سے تذکرہ ہے مُنافق کے آپس کے مراسم اور رابطے محض خاندانی اشتراک ہوتا ہے اس کے برخلاف ''مومن ایک

دوسرے کے سچے مخلص ہوتے ہیں''۔(بحوالہ قرطبیؒ) مؤمن ایک دوسرے کے غم گسار اور غم دار ہوتے ہیں۔حدیث مبارکہ میں مذکور ہے''مؤمن، مؤمن کے لئے ایک دیوار کی طرح ہیں جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کی مضبوطی کا ذریعہ ہے''۔(بحوالہ صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ) یہاں مؤمن کی صفت کاملہ کا ذکر ہورہا ہے۔(یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ) حکم کرتے ہیں نیکی کا، کیونکہ نیکی ہی ایمان اور فرمانبرداری ہے۔(وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ) اور باز رکھتے ہیں بُرائی سے''کہ وہ کفر اور گنہگاری ہے''۔(ماخوذ از تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ)۔(وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ) اور نماز قائم کرتے ہیں اس کی شرائط کے ساتھ، (وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ) اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے ہیں، ان آداب اور شرائط کے ساتھ جو زکوٰۃ کے متعلق اور مصارف ہیں۔ (وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ) اور فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی۔ (وَرَسُوْلَهٗ) اور اُس کے رسول ﷺ کی تمام احکامات میں۔ (اُولٰٓئِكَ) وہ گروہ/یہی لوگ۔(سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ) قریب ہے کہ اللہ اُن پر رحم کرے۔(اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ) بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے جو چاہے کرے دانا ہے ہر شئے کو اس کے محل پر رکھتا ہے۔(وَیُطِیْعُوْنَ) وہ اطاعت کرتے ہیں وہ حکم مانتے ہیں، اَطَاعَة سے فعل مضارع جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔(ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ) اور یہی تو بڑی کامیابی ہے۔وہ کامیابی ہے کہ دنیا کی نعمت اس کے سامنے حقیر ہے۔

تَشرِیح وَتوضِیحَات آیت ۶۷ تا ۷۲

آیت ۶۷ میں اظہارِ بیان ہے کہ مُنافق مرد اور مُنافق عورتوں کی مشترک خوبی یہ ہے کہ ان سب کو بُرائی سے لگاؤ اور نیکی سے عداوت ہوتی ہے۔کوئی بُرا کام سرانجام دے، تو اُن کی ہمدردیاں، اُن کے مشورے، اُن کی سفارش، اُن کی مداح سرائی ان سب کے لئے وقف ہوتی ہیں یعنی بُرے اُمور کُفر بتاتے ہیں اور نیک باتوں یعنی ایمان اور اسلام کی دعوت قبول کرنے سے روکتے ہیں خیرات نہیں کرتے اُنہوں نے باری تعالیٰ کو بھلا دیا تو''باری تعالیٰ نے بھی اُن کو نظر انداز کر دیا ہے یہ مُنافق بڑے ہی بدعہد ہیں''۔(بحوالہ تدبّر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ) مُنافقین کی حالتِ کیفیت تو یہ ہے کہ اگر کوئی بھلائی کے کام کی ترغیب کرے تو اُن کو اس کام خیر سے احساس صدمہ ہوتا ہے اور ان کا دل اس کے تصوّر سے دُکھتا ہے کسی کو بھلائی کی طرف مائل ہوتا دیکھتے ہیں تو یہ دیکھ کر اس کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں، ان کی دولت و ثروت حرام کاموں میں صرف ہوتی ہے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کتاب وسُنت میں اس قدر زیادہ تاکید آئی ہے کہ''جس سے بعض علماء نے اس فریضہ کو فرضِ کفایہ کے بمعنی سمجھ لیا ہے اور یہ مُنافق خواہ مرد ہوں یا عورتیں سب اس فریضہ کے برعکس کام کرتے ہیں''۔(ماخوذ تیسیر القرآن جلد دوئم از مولانا عبدالرحمن کیلانیؒ)

آیت ۶۸ میں بیان کیا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مُنافق مردوں، مُنافق عورتوں اور اہلِ کُفر سے جہنّم کا وعدہ کر لیا ہے ان کا قیام ہمیشہ اس میں رہا کرے گا یہی اُن کو کافی ہے باری تعالیٰ نے ان پر پھٹکار کر دی ہے اور ان کے مقدر میں دائمی عذاب ہے''یہاں مُنافقین کو اہلِ ایمان سے چھانٹ کر الگ اور مُشرکین کے شریک وسہیم قرار دیا ہے''۔(بحوالہ تدبر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحی) گُمراہ کُن طبقہ انسانی تاریخ میں ہمیشہ رہتا ہے اسلام سے پہلے بھی مُنافقین کا یہی طرزِ عمل فسق وفجور کے مطابق ایسا ہی

Marfat.com

رہا ہے کیونکہ ان لوگوں کی فطرت میں کجی آجاتی ہے اور وہ صحیح راہ پر نہیں چلتے''۔ (ماخوذ فی ظلال القرآن جلد سوئم سید قطب شہیدؒ)

آیت ۶۹ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جا رہا ہے جس طرح تم سے پہلے اُمّت ہوئی جو تم سے بہت زیادہ توانا تھے ان کے پاس دولت وثروت زیادہ تھی گویا ''تم لوگوں کے رنگ ڈھنگ وہی ہیں جو تمہارے پیش روؤں کے تھے''۔ (ماخوذ تفہیم القرآن جلد دوئم ابوالاعلیٰ مودودیؒ) یہاں پر مُنافقین کا غائبانہ انداز میں ذکر کرتے ہوئے بتایا جا رہا ہے کہ اُنہوں نے اپنے حصّے سے فائدہ پالیا، تم نے بھی مقدّر بھر اپنا حصّہ برت لیا، تم نے بھی تمسخر کیا جس طرح اُنہوں نے ہنسی کی تھی، جس طرح دنیا رنگ و بُو میں وہ لہو ولعب میں مگن رہے تمہارا بھی یہی طرزِ عمل رہا، یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا وآخرت میں اکارت گئے وہی خسارے میں رہے آیاتِ ربّانی اور اللہ کے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ضرور متابعت کرو گے بالشت بہ بالشت، ذراع بہ ذراع اور ہاتھ بہ ہاتھ، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ضرور گھسو گے''۔ لوگوں نے دریافت کیا اس سے آپ کی مُراد اہل یہود ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ''اور کون''۔ (بحوالہ صحیح بخاری شریف کتاب الاعتصام، مسلم کتاب العلم، بحوالہ تفسیر طبری) اس کا مفہوم یوں سمجھئے کہ جس طرح اگلی قوموں کے اعمال دنیا وآخرت میں غارت ہو گئے اور وہ نامُراد ہوئے اس طرح تم بھی نامراد ہو گئے۔ ''حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ'' حبط اعمال کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے اعمال بنیاد ہی سے باطل ہو گئے کیونکہ وہ ایک ایسے پودے کے مانند تھے جس کی جڑیں نہ تھیں، ایسا پودا لگانے والے، آخر کار گھاٹے میں ہوتے ہیں۔ (ماخوذ فی ظلال القرآن جلد سوئم سید قطب شہیدؒ)

آیت ۷۰ میں اظہارِ بیان یہ ہے کہ اُن کے پاس ان سے پہلوؤں کی سرگزشت نہیں پہنچی قوم نوح، قوم عاد وثمود، قوم ابراہیم اصحابِ مدین جن کی بستیاں اُلٹی ہو گئیں اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل رُمعجزات لے کر آئے اللہ تعالیٰ کے شایان نہ تھا کہ وہ اُن پر ظلم کرتا، اُنہوں نے خود ہی اپنے اُوپر ظلم کیا اس کے بعد عذابِ الٰہی کا آنا ناگزیر ہے، باری تعالیٰ کو اُنہیں عذاب دینے کی ضرورت نہ تھی بلکہ جس طریقِ زندگی کو انہوں نے اختیار کیا اور اس پر مصر رہے وہ راستہ ہی ہلاکت اور بربادی کا تھا''۔ (ماخوذ تیسیر القرآن جلد دوئم از مولانا عبدالرحمن کیلانیؒ) تاریخ کے صفحات اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ ایک منحرف انسان کو قوت، دولت اور اقتدار سرکش بنا دیتا ہے اور انسان بادۂ غفلت اور مئے نخوت کی مستی میں کھو جاتا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ آنکھ کھول کر دیکھیں ماضی کے سرکش لوگ اور صاحبان جاہ وحشم کا انجام کیا ہوا جب وہ دولت وثروت کے نشے میں ڈوبے اور انبیائے کرام سے نافرمان ہوئے تو شعلہ عذابِ الٰہی نے اُن کو نیست ونابود کر دیا۔

آیت ۷۱ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جا رہا ہے کہ ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں ایک دوسرے کے ساتھی رُرفیق ہیں اچھی باتوں کو سکھاتے ہیں اور بُری باتوں سے اجتناب کی تلقین کرتے ہیں، نماز کا اہتمام اور انصرام کرتے ہیں، زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور ''یہی طرزِ عمل مؤمن کا اصلی ہدف ہے اللہ کی شریعت اور رسول اللہ کی سُنت کے سوا اُن کے لئے کوئی دستور نہیں ہوتا۔ (بحوالہ فی ظلال القرآن از قطب شہیدؒ) ان لوگوں کو اللہ اپنی رحمتِ کاملہ سے سرفراز فرمائے گا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے، یقیناً اللہ اس بات پر قادر ہے کہ جماعت مؤمنین کو

Marfat.com

ایک دوسرے کا رفیق بنائے اور اُن کو شرفِ اعزاز عطا فرمائے اور پھر مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکامات اور فرائض ادا کریں مؤمنین کی جماعت، حکمت وفراست سے برسرِ اقتدار آ کر روئے زمین اصلاح کا کام کر کریں اور لوگوں کے درمیان کلمہ کی تلقین وحفاظت کریں اہلِ ایمان کے لئے مسرّت کے سامان ہیں اور دائمی خوشیاں اور انعامات اُن کے انتظار میں ہیں۔

آیت ۷۲ میں اظہارِ بیان ہے کہ مؤمن کی شان تو دیکھئے کہ باری تعالیٰ نے ایمان دار مرد اور ایمان والی عورتوں سے ایسے باغات کا وعدہ کرلیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اس میں ہمیشہ وہ رہیں گے، لطفِ کیف تو دیکھئے سدا بہار باغات اور قیام گاہوں کا وعدہ ہے اور اللہ کی رضا اور خوشنودی اس سے بڑھ کر یہ ایک بڑی کامیابی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی خوشنودی سے کیا مُراد ہے؟ جواب یہ ہے کہ جنّت کی نعمتیں، لاتعداد، بے شمار اور لازوال ہیں احادیثِ مُبارکہ میں مذکور ہے ''اللہ تعالیٰ اہلِ جنت کو بہشت میں داخل کرنے کے بعد ندا دے گا اہل جنت ''لبیک'' کہیں گے باری تعالیٰ دریافت فرمائے گا ''تم اب خوش ہو!'' وہ جواب دیں گے کیا ہم اب بھی خوش نہ ہوں ہمیں ہر طرح کی نعمتیں عطا ہوگئیں ہیں''، پھر اہلِ بہشت پوچھیں گے کہ ان نعمتوں سے افضل کیا ہے! اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میں تم پر اپنی رضا اور خوشنودی اُتارتا ہوں اور آج کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا''۔ (بحوالہ بخاری شریف۔ کتاب التوحید) گویا آخرت مؤمن، مؤمنہ کو خود فلاح کی خبر دی ہے۔ (ماخوذ تدبر القرآن از مولانا اصلاحیؒ) حدیث میں آتا ہے کہ ''بہشت کی تمام نعمتوں کے بعد اہلِ جنت کو سب سے بڑی نعمت رضائے الٰہی کی صورت میں ملے گی''۔ (صحیح بخاری، مسلم)

آیت ۶۷ تا ۷۲ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

ان آیات میں موضوعِ سخن یہ ہے کہ مشرکین کی مشترکہ صفات یہ ہیں کہ عورت اور مرد میں ایک ہی بات عیاں ہے کہ ان سب کو خرافات ربُرائی سے اُنس ہوتا ہے اور بھلائی کی بات ان پر گراں گزرتی ہیں بلکہ یوں کہئے اُنہیں فلاحی اُمور سے نفرت ہوتی ہے اور معاشرہ میں کوئی بُرائی کا کام سرانجام دینا ہوتا ہے تو اُن کی تمام ہمدردیاں اور مشورے اُن کے خاص طور پر مخصوص ہوتے ہیں اور وہ ہمہ تن ان کی سرگرمیوں میں دل وجان سے معاونت کرتے ہیں اور دیگر لوگوں کو بھی اس طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کوئی نیکی کا کام سَرانجام دے تو اِس سے اُن کو صدمہ اور دُکھ ہوتا ہے اور اُن کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں تا کہ کوئی بھی نیکی کو پروان نہ چڑھا سکے، اِن مُنافقوں پر اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے ایسے لوگوں کے تمام اعمال دنیا وآخرت میں غارت ہوجائیں گے ایک دُور تھا ان اقوام کی شہرت کا ڈنکا بجتا تھا، انہوں نے اللہ کی آیات کی تکذیب کی، نافرمانی کی اللہ کے رسول ﷺ کی تو اللہ کی طرف سے ارضی وسماوی عذاب آیا بستیاں تباہ ہوگئیں، قومِ لوط کی بستیاں اُلٹائی گئیں، سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم کی تعمیل میں ان بستیوں کو اپنے اوپر اُٹھایا اور بلندیوں پر لے جا کر زمین پر دے مارا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی نہ کچھ عداوت تھی اور نہ اللہ عذاب دینا چاہتا ہے کسی قوم کو، بلکہ جو طریقِ زندگی اُنہوں نے اپنایا اور اس پر مصر رہے، وہ راہ ہلاکت اور بربادی کی تھی حالانکہ رسولوں کے ذریعہ پیامِ ہدایت کی خبر دی جا چکی ہے۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾

اے نبی ﷺ! کافروں اور مُنافقوں سے لڑائی رجنگ کیجئے! اور اُن کے ساتھ سختی رتُند خوئی سے پیش آیئے اور ان کا ٹھکانہ جہنّم رآتشِ دوزخ ہے وہ کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔ (۷۳)

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾

اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ بات ہم نے نہیں کہی، بے شک کُفر کا کلمہ ان کی زبان سے ادا ہوا اور اسلام لانے کے بعد مُنکر ہو گئے رکافر ہو گئے اور اُنہوں نے قصد بھی کیا، اس چیز کا جسے وہ نہ حاصل کر سکے رپورا نہ کر سکے، یہ سب کچھ بدلہ اُنہوں نے اس بات کا دیا کہ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے دولت مند رمال دار کر دیا اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اُنہیں بہت کچھ دے دیا، سو وہ توبہ کریں تو یہ اُن کے کے لئے بہتر ہوگا! اور اگر منہ پھیر لیں رروگردانی کریں گے تو اللہ اُن کو دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور روئے زمین پر بھی ان کا نہ کوئی حمایتی ہوگا نہ مددگار۔ (۷۴)

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور ان میں وہ بھی ہیں جو اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ اللہ اگر ہمیں اپنے فضل سے نواز دے گا تو ہم ضرور صدقہ وخیرات کریں گے اور ضرور نیکوکار ہو جائیں گے رصالح بن جائیں گے۔ (۷۵)

فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾

پس جب اللہ نے اُنہیں دیا اپنے فضل سے تو وہ بخل پر اُترے اور اپنے وعدے سے ایسے پھرے کہ اُنہیں اس کی کچھ پرواہ تک نہ رہی۔ (۷۶)

الفاظ و معانی آیت ۷۳ تا ۷۶

(يَاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ) اے نبی! جہاد کیجئے کافروں سے تلوار سے مُنافقوں سے جہاد یہ ہے کہ اُنہیں زبان سے نصیحت کی جائے جہاد کا حکم کافروں کے لئے ہے اور سختی کر کے مُنافقوں سے، اس آراء میں کوئی تضاد نہیں حالات کے مطابق کسی رائے پر عمل کرنا جائز ہے"۔ (بحوالہ ابن کثیر) اور مُنافقوں سے دلیل سے الزام دے کر اور اس پر حد قائم کر کے۔ (وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے (وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ) اور بُری پھر جانے کی جگہ دوزخ ہے۔

اِس آیت میں کافروں اور مُنافقوں دونوں سے جہاد کرنے اور اُن کے معاملات میں شدت اختیار کرنے کا حکم نبی اکرم ﷺ کو دیا گیا ہے کافروں سے تو جہاد کرنا واضح ہے لیکن مُنافقین سے جہاد کا مفہوم تعامُل سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے ساتھ جہاد سے مراد زبانی جہاد ہے۔ (ماخوذ معارف القرآن از مفتی محمد شفیعؒ) امام قرطبیؒ نے فرمایا اس جگہ غلظت استعمال کرنے کا

Marfat.com

مفہوم دراصل عملی عظمت ہے کہ ان پر احکامات شرعیہ جاری کرنے میں کوئی رعایت اور نرمی نہ برتی جائے زبان اور کلام میں غفلت اختیار کرنا مراد نہیں! (بحوالہ تفسیر قرطبیؒ اور تفسیر مظہری)

(یَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوۡا) قسم کھاتے ہیں اللہ کی کہ نہیں کہی ہے اُنہوں نے ⁄ وہ بات، مُنافقوں کا تو یہ طرزِ عمل تھا کہ انہوں نے دل سے ایمان قبول نہیں کیا تھا صرف دنیاوی فائدے اور سیاسی مصلحت کے تحت، مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے دکھائی دیتے تھے وہ جھوٹی قسم سے اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے تھے حالانکہ باری تعالیٰ سب رازوں کا جاننے والا ہے۔ (وَلَقَدۡ قَالُوۡا كَلِمَةَ الۡكُفۡرِ) اور بالیقین اُنہوں نے کفر کی بات کی تھی۔ (وَكَفَرُوۡا) اور کُفر ظاہر کیا۔ (بَعۡدَ اِسۡلَامِهِمۡ) اپنا اسلام لانے کے بعد۔ اِسۡلَامِهِمۡ اپنا اسلام ظاہر کرنے کے بعد۔ (وَهَمُّوۡا) اور قصد کیا اُنہوں نے۔ (بِمَا لَمۡ يَنَالُوۡا) ایسی چیز کا جو وہ پا سکے۔

غزوۂ تبوک سے واپسی پر مُنافق لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کے خلاف ایک سازش کا جال بچھایا، جس میں اُنہیں کامیابی نہیں مل سکی اُن کا منصوبہ یہ تھا کہ آپ ﷺ پر حملہ کردیں (معاذ اللہ) وحی کے ذریعہ آپ کو علم ہوا آپ ﷺ نے اپنا بچاؤ کرلیا مُنافقوں کی ایک منصوبہ ⁄ چال یہ بھی تھی کہ حضور پُرنور ﷺ کو مدینہ منورہ سے نکال دیا جائے اور مہاجروں کو جلاوطن کردیا جائے، ان کا مقصد یہ تھا کہ منصوبہ ابن اُبی کے سر پر سلطنت کا تاج رکھیں اور اُسے بادشاہ بنائیں۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ)

(فَاِنۡ يَّتُوۡبُوۡا يَكُ خَيۡرًا لَّهُمۡ) پس اگر مُنافق توبہ کریں نفاق سے تو اُن کے حق میں بہتر ہے (وَاِنۡ يَّتَوَلَّوۡا يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيۡمًا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ) اور وہ اگر توبہ سے رُوح گردانی کریں اور نفاق پر قائم رہیں تو اللہ اُنہیں دردناک عذاب دے گا، دنیا میں قتل کے سبب سے اور آخرت میں جلانے کے سبب سے۔ (وَمَا لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ) اور نہیں ہے روئے زمین میں کوئی ان کا دوست ⁄ ہمدم جو ہاتھ پکڑے اور نہ کوئی حمایتی اور مددگار کہ اُنہیں عذاب سے روکے بعض روایات میں ہے کہ ''جلاس نامی ایک شخص یہ آیات سُن کر صدق دل سے تائب ہوا اور آئندہ اپنی زندگی خدمتِ اسلام میں قربان کردی۔ (بحوالہ تفسیر عثمانی جلد اوّل از تفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

(وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ) اور ان مُنافقوں میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے باری تعالیٰ سے عہد کیا تھا (عٰهَدَ) اُس نے عہد کیا ⁄ اقرار کیا۔ مَعَاهَدَ سے فعل ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ (لَئِنۡ اٰتٰنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ) اگر اللہ دے ہمیں اپنے فضل سے۔ (لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ) ہم ضرور خیرات دیں گے اور ہم ضرور ہوں گے نیک کاروں میں۔ (بَخِلُوۡا بِهٖ وَهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ) اور انہوں نے بُخل کیا اور اس مال کے ساتھ اور اللہ کا حق نہیں دیا اور عہد و پیمان سے منہ موڑ لیا۔ اَخۡلَفُوۡا انہوں نے خلاف کیا ⁄ وعدہ خلافی کی اخلاف سے فعل ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق

تشریح وتوضیحات آیت ۷۳ تا ۷۶

آیت ۷۳ میں اظہارِ خیال یہ ہے کہ اے حبیب ﷺ! کافروں اور مُنافقین سے جہاد کرو اور ان پر سخت بن جاؤ اور اُن پر نرمی مت برتو، حضورِ اکرم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کی یہ صفت تھی کہ آپ ﷺ ہر ایک سے نرمی سے پیش آتے، گفتگو میں لطافت

Marfat.com

ہوتی۔ اب رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد ہو رہا ہے کہ کُفّار اور مُشرکین سے جہاد کریں یہ بات تو عیاں ہے کہ جہاں کافر آغاز جنگ کریں تو مقابلے میں لڑنا، جہاد ہے "کفّار سے جہاد تلوار سے اور مُنافقین سے زبان سے کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ (بحوالہ تفسیر حقانی جلد دوم از عبدالحق حقانی) پہلے تو کُفار کے خلاف جہاد اور قتال کا حکم صادر ہوا تھا وہی اب مُنافقین کے لئے دیا جا رہا ہے۔ اہل نفاق کا حال تو یہ ہے کہ نرمی اور کریم النفس سے فیض یاب ہوتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو کر کافرانہ اور مُنافقانہ چالوں پر عمل پیرا ہو رہے ہیں اب ان میں اصلاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہی اس لئے تاکید ہو رہی ہے کہ "ان کے بارے میں اپنا رویہ سخت کرو تاکہ یہ کیفر کردار کو پہنچیں"۔ (بحوالہ تدبر القرآن از امین احسن اصلاحیؒ) یہ سختی کا برتاؤ اس لئے بھی امر لازمی ہے کہ اس کارگرِ حیات میں خیر و شر میں باری تعالیٰ کا محبوب گروہ، پھلے اور پھولے "توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے" کے مصداق ملحدانہ انداز فکر و عمل کو بدلنا ہے جہاد کا حکم دیا جا رہا ہے کہ جہاد میں شدت کا رویہ بروئے کار لایا جائے کوئی نرم گوشہ اختیار نہ کیا جائے، لڑائی کا اپنا ایک اصول ہے نرمی سے جنگ میں فتح نہیں ہوا کرتی، اسلام نے جنگ کے اصول مرتب کر دیئے ہیں حدود و قیود بتا دیئے ہیں ان پر عمل پیرا ہونے میں کوئی نرمی کی گنجائش نہیں! شریعت پر مکمل عمل کا اہتمام مسلمان امیر کا فریضہ ہے مسلمان حکومت کو فریضہ جہاد سے غفلت نہیں کرنی چاہیئے اگر کافر اور مُنافق نے اپنی اصلاح پر توجہ نہ دی اور اس حال میں گیتی کائنات سے عدم کی طرف کوچ کر گئے تو ان کا انجام جہنّم ہے اور دوزخ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔ العیاذ باللہ۔

آیت ۷۴ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جا رہا ہے کہ مُنافقوں کی عادت یہ ہے کہ کبھی ایمان لانے پر معترض ہوتے تو کبھی اسلامی احکامات میں نقص نکالتے ہیں برملا اس بات کا اظہار کر کے یہ بات ہم نے نہیں کی ہے حالانکہ وہ لازمی طور پر کُفر کا کلمہ کہہ چکے، اسلام قبول کرنے کے بھی منکرِ حق رہے یہ ظاہری طور پر مسلمان ہونے کا اقرار تو کرتے ہیں بلاشبہ یہ اللہ کے نزدیک کافر ہی ہیں اور یہی ان کی غیر یقینی قلبی کیفیت مُنافقت کی علامت ہے یہ اپنی محفلوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا تمسخر اُڑاتے ہیں، انہوں نے ایسی بات کا قصد کر رکھا تھا جسے وہ نہ کر سکے اسلام سے پہلے یہ لوگ غربت کی زندگی بسر کر رہے تھے یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مہربانی کی کہ اُنہیں سہولتیں بہم پہنچائیں اللہ نے اُن کو رزق کی کشادگی بخشی، اس کا صلہ اُنہوں یہ دیا کہ آسودگی پانے کے بعد اسلام کے خلاف ہی سازش کرنے لگے اُنہی سے دشمنی کی، اب بھی اُن کے حق میں بہتر ہے کہ وہ توبہ کر لیں توبہ ہر جُرم کو معاف کرا دیتی ہے اگر یہ اعراض کریں تو ان کا مقدّر دردناک عذاب ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور روئے زمین پر کوئی ان کا دوست ہوگا اور نہ حمایتی۔

آیت ۷۵ میں بیان کیا جا رہا ہے کہ ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے حق سبحانہٗ تعالیٰ سے میثاق عہد کر رکھا تھا کہ اگر ہمیں اپنی رحمت سے مال و دولت بخش دے تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور اللہ کے نیک بندے بن جائیں گے مخلوقِ خدا کی بھلائی کے اُمور سرانجام دیں گے۔

آیت ۷۶ میں اظہارِ بیان ہے کہ جب اللہ نے اپنے فضل سے مال عطا کیا تو کنجوسی کرنے لگے مگر کمال بے اعتنائی سے اپنے وعدے سے پھر گئے جب مال ہاتھ آیا تو مال کیا خرچ کرنا تھا بخل کی راہ اختیار کی۔

Marfat.com

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ﴿۷۷﴾

بس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں نفاق ڈال دیا اس دن تک ریعنی اپنی ملاقات کے روز تک، کیونکہ اُنہوں نے باری تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی اُنہوں نے اللہ سے جھوٹا وعدہ کیا اور جھوٹ بولتے رہے۔(۷۷)

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴿۷۸﴾

کیا اُنہیں خبر نہیں کہ اللہ جانتا ہے اُن کی پوشیدہ سرگوشیاں اور محض راز، بے شک اللہ تمام غیب کی باتوں سے پوری طرح باخبر ہے۔(۷۸)

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴿۷۹﴾

یہ جو عیب لگاتے ہیں مسلمانوں پر رالزام تراشی کرتے ہیں مؤمنوں پر جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں ان پر بھی طعنہ کستے ہیں جس کے پاس محنت مزدوری کے سوا کچھ نہیں ان پر بھی ہنستے ہیں اللہ تعالیٰ سزا دے گا اُنہیں اس تمسخر کی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔(۷۹)

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴿۸۰﴾

اے حبیب ﷺ! آپ ان کے لئے بخشش طلب کریں یا نہ کریں اگر آپ ستر مرتبہ بھی اُن کے لئے بخشش چاہیں گے تب بھی اللہ تعالیٰ اُن کو کبھی نہیں بخشے گا یہ اس لئے کہ اُنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کُفر کیا اللہ تعالیٰ فاسق ر بدکار قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔(۸۰)

الفاظ ومعانی آیت ۷۷ تا ۸۰

(فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ) پس اُن کے دلوں میں نفاق کا اثر رکھ دیا باری تعالیٰ نے اُن کی بدعملی اور بدعہدی کے سبب، ان کے دلوں میں نفاق کو مزید پختہ کردیا کہ وہ توبہ کرنے کی سعادت کی توفیق سے بھی محروم رہے یعنی نفاق کا جو مرض ان میں موجود تھا اس پیہم وعدہ خلافی، بدعملی کے سبب اور زیادہ بڑھ گیا۔(اَعْقَبَهُمْ) ان میں اثر رکھ دیا گیا۔ اَعْقَابٌ، اِعْقَابٌ سے وارث بنانے کے ہیں فعل ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب قواعد کے مطابق۔(بحوالہ قاموس القرآن)

(اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ) اس دن تک جس دن دیکھیں اپنے عمل یعنی "اس کی جزاء اور وہ دن قیامت کا ہوگا"۔(بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل مولانا فخر الدینؒ) (اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ) تم بخشش مانگو اُن کے لئے یا بخشش نہ مانگو اُن کے لئے اِستغفار سے بخشش چاہنا معافی مانگنا باب استفعال سے مصدر اِسْتَغْفَرَ اس نے بخشش چاہی دعائے مغفرت کی، استغفار سے ماضی واحد مذکر غائب قواعد کے مطابق۔(بحوالہ قاموس القرآن)

مراد یہ ہے کہ یہ دونوں امر بے فائدہ ہونے میں برابر ہیں۔ فخر الدین رازیؒ رقمطراز ہیں کہ "عبداللہ بن اُبی، مُنافق کا یہ طریقہ تھا کہ جب حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو کھڑا ہوجاتا اور خوشامد کرتے ہوئے کہتا "یہ اللہ کے سچے رسول ہیں اللہ اُنہیں عزت ونُصرت عطا فرمائے" جب غزوۂ اُحد کے بعد اس کا نفاق واضح ہوگیا پھر کسی موقع پر اس نے کھڑے ہوکر یہی

Marfat.com

الفاظ دہرائے، حضرت عمر فاروق ﷛ سے رہا نہ گیا آپ ﷛ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اللہ کے دشمن تیرا کفر اب چھپائے نہیں چھپ سکتا۔ (بحوالہ ضیاء القرآن جلد دوم از محمد کرم شاہ الازہریؒ)

(سَبۡعِیۡنَ مَرَّۃً) ستر بار۔(فَلَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَھُمۡ) تو بھی اللہ ہرگز نہ بخشے گا اُنہیں۔ مُفسّرین نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اللہ اُنہیں بخش دے گا، ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے سے تو میں ستر بار سے زیادہ مرتبہ ان کے لئے استغفار کرتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے مُنافقوں کے واسطے دعائے مغفرت نہیں کی۔ (وَاللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ) ایسے فاسق لوگ رقوم کو ربِّ جلیل ہدایت نہیں دیتا ہدایت کا مطلب وہ ہدایت ہے جو انسان کو درکار ہے ایمان کی راہ دکھانے کے لئے، ورنہ ہدایت کا مفہوم راہ کی نشان دہی ہے اس راہ پر چلنے کے لئے اہتمام ہر اہلِ ایمان اور کافر کے لئے ہے۔ چنانچہ آیت ۳ پارہ ۲۹ تَبَارَکَ الَّذِیۡ سورۃ الدھر میں ارشادِ ربی ہے:

اِنَّا ھَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوۡرًا

انسان کے لئے ہم نے راستے کی ہدایت میں آزادی رکھی، اب چاہے شکر کی راہ پکڑے یا کُفر کی۔

تَشرِیح وَتَوضِیحَات آیت ۷۷ تا ۸۰

آیت ۷۷ میں اظہارِ بیان ہے کہ مُنافقین میں سے کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے یہ عہد کر رکھا تھا کہ اگر باری تعالیٰ ہمیں مال و دولت سے نوازتا تو وہ شُکرانے کے طور پر راہِ خدا میں خلقِ خدا کی بھلائی میں اپنا مال خوب خرچ کریں گے اور نیک عمل سرانجام دیں گے لیکن وعدہ مُفلسی اور فقر و فاقہ کے حالات میں تھا مگر جب دولت و ثروت ہاتھ آئی تو وعدے کی خلاف ورزی کی اور لوگوں نے کنجوسی اور بخل کو اپنا شعار بنالیا اس میں اشارہ ثعلبہ بن حاطب کی طرف ہے جس نے حضور ﷺ سے اس عہد پر دعا کرائی تھی کہ اللہ مجھ کو مال عطا کرے گا تو میں خیرات دوں گا اور عمل صالح کروں گا، رسول اللہ ﷺ کی فیض دعا کی برکت سے اس قدر مال عطا ہوا کہ اس کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں ہوگئیں کہ مدینہ منورہ کے جنگل میں نہ سما سکیں تو وہ مدینہ طیبہ سے اپنے مویشی لے گیا یہاں تک کہ اس نے نماز جمعہ تک ترک کردی، حتّٰی کہ زکوٰۃ لینے لوگ گئے تو اس نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کردیا اس پر یہ آیت اُتری۔ (بحوالہ تفسیر حقانی جلد دوم از عبدالحق حقانیؒ) وعدہ خلافی اور جھوٹ بولنے کے سبب اور نفاق کے سبب یہ لوگ آخر وقت تک مُنافق رہے اور بُرے انجام کو پہنچے۔

آیت ۷۸ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جارہا ہے کہ کیا دعویٰ ایمان کے باوجود ان کو اس بات پر قطعی علم اور پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کے بھید اور رازوں سے باخبر ہے باری تعالیٰ تمام غیب کو خوب جانتا ہے مُنافقوں کا تو یہ طرزِ عمل ہوتا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ سے عہد و پیمان کئے جاتے ہیں اور اس کے خلاف عمل کرتے ہیں یہ عادت ''غلط بیانی سے کام لیتے ہیں ان کے قول و عمل میں تضاد ہوتا ہے جھوٹ بولنا، عہدِ میثاق کے بعد عہد شکنی کرنا ان کا دستور العمل ہے امانت میں خیانت، یہ تمام افعال قبیح اور جُرم ہیں باری تعالیٰ انسان کی ہر حرکت فعلِ عمل اور نیتوں تک کے حال سے باخبر ہے۔

آیت ۷۹ میں بیان کیا جارہا ہے کہ مُنافقین کی عادت طعنہ زنی ہے یہ لوگ مسلمانوں کا تمسخر اُڑاتے ہیں اور ان کا بھی

جوراہِ خدا میں دل کھول کر اللہ کی راہ میں خیرات کرتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں، یہ توان کا بھی مذاق اُڑاتے ہیں جودن بھر کی مزدوری میں کھاتے ہیں اور حسبِ توفیق اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں غزوۂ تبوک میں تیاری کا حکم ملنے کے بعد اور مال وزر سے امداد کی ترغیب پر حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ چار ہزار لائے اور کہا کہ نصف اہل وعیال کے لئے رکھ لیا ہے رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں دعائے برکت دی، حضرت ابوعقیل انصاری ؓ نے اڑھائی سیر چھوہارے لائے اور خدمت رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا رات بھر کی مزدوری میں پانچ سیر ملے تھے نصف گھر میں دے دیئے باقی حاضر ہیں مُنافقوں نے طعن اور ریا کاری کا اظہار کیا، صالح لوگوں کے ساتھ تمسخر بہت بڑا جُرم ہے یہ لوگ اہلِ ایمان کے صدقات کے سلسلے میں طنز کرتے، اُن پر پھبتیاں کستے، اللہ اس طعنہ زنی کے سلسلے میں اُنہیں دردناک عذاب دے گا۔

آیت ۸۰ میں بیان انداز یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اتباع اطاعت کرنے والوں کے ساتھ ''مذاق دراصل توہین رسالت ہے اور مُنافق کی سزا یقینی ہے''۔ (ماخوذ اسرارالتنزیل جلد سوئم از محمد اکرم اعون) سرکار دو عالم ﷺ سے خطاب کیا جارہا ہے کہ آپ ﷺ اُن کی مغفرت کی دعا بخششِ رحمت کریں یا نہ کریں اُنہیں یقینی طور پر عذاب ہوگا، اگر آپ ستر بار بھی بخشش طلب کریں تو بھی باری تعالیٰ اُنہیں نہیں بخشے گا یہ اس لئے کہ اُنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کیا، ''اللہ بدعہدوں کو راہِ یاب نہیں کرتا''۔ (ماخوذ تدبرالقرآن تفسیر از امین احسن اصلاحیؒ)

آیت ۷۷ تا ۸۰ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

مُنافقوں کا طرزِ عمل بھی کچھ ایسا تھا جو اللہ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے خلاف تھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان کے دلوں کو قیامت تک کے لئے نفاق کے مرض میں مبتلا کردیا، نفاق جب دل میں رچ بس جاتا ہے تو عہد و پیمان کو توڑنے کا عنصر غالب آجاتا ہے تو پھر مُنافقین کو سزا دی گئی، اس لئے وہ عادتاً، فطرتاً جُھوٹ بولتے تھے، قول وفعل میں تضاد رکھتے تھے، وعدہ کر کے بھول جانا ان کی عادت بن گئی، امانت میں خیانت کرنے کو اپنا شعار بنا لیا! یہ سب عمل تو جُرم کے دائرے میں آتے ہیں کیا اُنہیں خبر ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہر عمل سے باخبر ہے مخفی راز اور سرگوشیوں تک کو جانتا ہے۔

اپنے جدید معاشرے پر نظر ڈالئے! معاشرے کے تمام طبقات میں نفاق کی علامات پائی جاتی ہیں، بتائیے تو سہی! کیونکہ باہمی اتحاد اور یکجہتی کی فضا ہموار ہوسکتی ہے وہ آخر کون لوگ ہیں جو دیارِ غیر کے اشارہ پر مِلّت اسلامیہ کے خلاف تخریب کاری کررہے ہیں، مقام فکر ہے خود ہمارے اندر نفاق پھیل رہا ہے کیا ہمارا یہ عمل غفلت اور تساہل ہماری معاشرتی اور تہذیبی زندگی تباہ نہیں کررہا ہے! اگر یہ درست ہے تو مُنافق کی چال سے دھوکہ نہ کھائیے!۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾

خوش ہوئے، پیچھے چھوڑے جانے والے، اپنی جگہ پر بیٹھے رہنے سے، رسول اللہ ﷺ کے جہاد میں جانے کے بعد اُنہیں ناگوار تھا کہ وہ جہاد کریں کہ اپنے مال اور جان کو اللہ کی راہ میں لگا دیں، اُنہوں نے کہہ دیا دوسروں سے بھی کہ اس سخت گرمی میں مت نکلو۔ اے حبیب ﷺ! آپ کہہ دیجئے! دوزخ کی آگ اس سے بہت زیادہ گرم ہے کاش! اُنہیں کچھ اس بات کی سمجھ ہوتی رشعور ہوتا!۔ (۸۱)

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾

پس اُنہیں چاہئے کہ ہنسیں تھوڑا رکم اور روئیں زیادہ یہ بدلہ رسزا ہے اس کی جو وہ کماتے تھے۔ (۸۲)

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿٨٣﴾

اے حبیب ﷺ! پس وہ لے جائیں آپ کو کسی جماعت کی جانب پھر یہ آپ ﷺ سے جنگ میں نکلنے کی اجازت مانگیں تو آپ کہہ دیجئے تم میرے ساتھ ہرگز چل نہیں سکتے اور نہ میرے ہمراہ کسی دشمن سے لڑائی کر سکتے ہو! تم نے تو پہلی مرتبہ بھی بیٹھے رہنے کو پسند کیا، پس تم تو پیچھے رہ جانے والوں میں ہی بیٹھے رہو۔ (۸۳)

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾

اور ان میں سے کسی کی میّت پر راس کے جنازے کی ہر نماز ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کھڑے ہوں ان کی قبر پر، بے شک جو اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے اور وہ مرے ہیں اس حال میں کہ وہ فاسق تھے۔ (۸۴)

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾

اے محبوب ﷺ! اور ان کے مال اور اولاد پر آپ ﷺ کو تعجب نہ ہونا چاہئے اللہ یہی چاہتا ہے کہ اُنہیں دنیا میں عذاب دے، اور ان کی جان رسانس اس حال میں نکلے کہ وہ کافر ہوں۔ (۸۵)

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ اللہ کو مانو رایمان لاؤ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو آپ سے طاقت والے رخوش حال لوگ بھی اجازت مانگتے ہیں کہ ہم کو چھوڑ دیجئے گھر بیٹھنے والوں کے ساتھ ہی پڑے رہنے دیجئے!۔ (۸۶)

الفاظ ومعانی آیت: ۸۱ تا ۸۶

(فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ) خوش ہوئے جنگ سے باز رکھنے والے مُخَلَّفُوْنَ کا واحد ہے مخلف سے جس کے معنیٰ متروک یعنی جس کو چھوڑ دیا گیا ہو منافق تو خوش فہمی میں مُبتلا ہو گئے کہ ہم نے اپنی جان کو مصیبت میں پڑنے سے بچا لیا ہے، اُنہیں اس

Marfat.com

بات کا احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ ایک فضیلت سے محروم رہے اور رسول اللہ کی ہمرکابی کی سعادت سے محروم رہے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس بدبختی پر افسردہ ہوتے اور قسمت برگشتہ پر کفِ افسوس ملتے، بدنصیبی تو یہ ہے کہ اُن کو اِس پر اظہارِ مسرّت یہ تھا کہ چلو بچ گئے۔

(بِمَقْعَدِهِمْ) بہ سبب اپنے جینے کے۔(خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ) رسول اللہ ﷺ کے خلاف۔ لفظ خلاف کا مفہوم ایک تو پیچھے اور بعد کے ہوسکتے ہیں۔ابوعبید نے یہی معنیٰ بتائے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ حضور ﷺ کے جہاد پر جانے کے بعد آپ ﷺ کے پیچھے یا آپ کی مخالفت میں مدینہ میں بیٹھے رہے۔علامہ قرطبیؒ نے فرمایا کہ خلف بمعنیٰ فسد کے بھی ہوتے ہیں اس آیت کے معنیٰ یہ ہوئے کہ ''فساد برپا کرنے والے کے ساتھ بیٹھے رہو''۔(بحوالہ تفسیر قرطبیؒ)

یہ مُنافق صرف خود ہی گھر نہیں بیٹھے بلکہ دیگر لوگوں کو بھی تلقین کی کہ (لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ) گرمی کے موسم میں جہاد کے لئے نہ نکلو، مفہوم یوں سمجھئے کہ گرمی میں نہ خود گئے بلکہ مسلمانوں کو بھی روکنا چاہا۔(قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا) کہہ دیجئے اُن سے جہنّم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔(لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ) کاش اُنہیں شعور آگہی اے حبیب ﷺ ہوتی کہ آتشِ دوزخ کے مقابلے میں دنیا کی گرمی کی شدت کی کوئی حیثیت نہیں رکھتی اس بات کو صرف دانا ہی جان سکتا ہے ان نادانوں کو کیا خبر! حدیث مبارکہ میں مذکور ہے ''دنیا کی یہ آگ جہنّم کی آگ کا سترواں حصّہ ہے گویا دوزخ کی آگ کی شدت دنیا کی آگ سے ۶۹ حصّے زیادہ ہے''۔(بحوالہ صحیح بخاری شریف باب صفۃ النار) (اے اللہ! ہمیں اس آگ سے محفوظ رکھ)۔

(فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا) اُنہیں چاہئے کہ ہنسیں تھوڑا، يَضْحَكُوْا ضَحِكٌ سے فعل امر اُن کو ہنسنا چاہئے امر کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔(قَلِيْلًا) تھوڑا مطلب یہ ہے کہ ہنسیں گے تو تھوڑا رکم۔(وَلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا) اور چاہئے کہ روئیں بہت زیادہ، یہ خبر ہے صیغۂ امر کے ساتھ ''اس وجہ سے وارد ہوئی کہ اس بات پر دلالت کرے کہ قیامت کے دن اُنہیں تھوڑا ہنسنا اور بہت رونا لازم ہے''۔(بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخر الدینؒ)

اس کا مفہوم یوں سمجھئے کہ ''اس فانی زندگی کے چند روز ہنسی خوشی گذار دیں گے لیکن آئندہ آنے والی ابدی زندگی میں اُنہیں رونا ہی رونا ہے''۔(بحوالہ تفسیر قرطبیؒ)(وَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا) آپ کہہ دیجئے ہرگز نہ نکلو گے میرے ساتھ کبھی بھی، اگر یہ لوگ آئندہ کسی جہاد میں شرکت کا قصد بھی کریں تو چونکہ اُن کے دلوں میں ایمان نہیں! اس لئے اُن کے قول وفعل میں تضاد ہے اگر درحقیقت وہ جہاد میں شرکت کے لئے کہیں تو اُنہیں جہاد میں شریک ہونے سے روک دیا جائے کہ تم پہلی بار جہاد میں نہیں گئے اس لئے شرکت کی اجازت نہیں!۔

(اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ) بے شک تم راضی ہوئے ساتھ بیٹھ رہنے کے اور خلاف کرنے کے پہلی بار یعنی غزوۂ تبوک میں۔(رَضِيْتُمْ) تم راضی ہوئے، رَضِيَ سے فعل ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، قواعد کے لحاظ سے۔(وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ) اور نہ پڑھئے کسی کی نماز جنازہ مُنافقوں میں سے جو مرے۔(اَبَدًا) کبھی بھی۔(لَا تُصَلِّ) لائے نہی ہے (تُصَلِّ) تو نماز پڑھ۔تَصْلِیَه سے معنی نماز پڑھنے اور دعا کرنے کے آتے ہیں فعل نہی کا صیغہ واحد مذکر حاضر قواعد کے مطابق۔(وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ) اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر، دفن، زیارت یا دعا استغفار کے واسطے۔ تَقُمْ تو کھڑا ہو۔ قَامَ

Marfat.com

یقُوْمِ سے نہی کا صیغہ واحد مذکر حاضر قواعد کے لحاظ سے۔ (وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ) اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے قرآن کی۔ (اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ) ایمان لاؤ اللہ پر۔ (وَجَاھِدُوْا مَعَ رَسُوْلِہٖ) اور جہاد کا عزم عمل کرو اس کے رسول ﷺ کی معیت میں (اسْتَاْذَنَكَ) اجازت چاہتے ہیں آپ ﷺ سے باز رہنے میں۔ (اُولُوا الطَّوْلِ مِنْھُمْ) مال اور قدرت والے مُنافقوں میں سے۔ اُولُو الطَّوْلِ کا مفہوم صاحبِ حیثیت اور دولت مند طبقے ہیں اُن کے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ تھا۔

تشریح وتوضیحات آیت ۸۱ تا ۸۶

آیت ۸۱ میں اظہارِ بیان ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کی نافرمانی بہت بڑی بدنصیبی ہے مُنافقوں کا تو یہ حال تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے جی چُرا کر خوش فہمی میں مُبتلا تھے ہمیں امان مل گئی، مال بھی بچا، جان کو بھی تکلیف نہیں پہنچی۔ حقیقت احوال تو یہ تھی کہ اُنہیں راہِ خدا میں جان و مال کو خرچ کرنا، کسی طرح گوارا ہی نہ تھا گناہ سرزد ہو جانے کا اثر یہ بھی نکلتا ہے کہ نیکی کی سعادت حاصل کرنے کی دل میں جگہ نہیں رہتی بلکہ دوسروں کو فریب کاری میں ملوث ہونے کی تلقین کرتے ہیں کہ اس شدّت کی گرمی میں مت جاؤ، گھر سے مت نکلو، سفر طویل ہے جھلسا دینے والی گرمی ہے ان مُنافقوں کی ایک صفت مشترکہ طور پر تھی کہ جہاد پر جانے والوں کی حوصلہ شکنی کرتے تھے۔ باری تعالیٰ نے فرمایا اس گرمی کا علاج تو تم نے جان لیا، سوچو! کیا مگر اس کے بدلے میں جہنّم کی آگ جو اس سے بہت زیادہ گرم ہوگی اس کا تمہارے پاس مداوائے علاج کیا ہے، دنیا میں تو گرمی سے بچنے کے لئے چھاؤں میں بیٹھ جاؤ گے، دوزخ میں دائمی آتش کا سامنا ہے مُنافقین کا تو احوال یہ ہے کہ بُرائی اور عیب کے کام کرنے میں اُنہیں لُطف آتا ہے نیکی کرنے سے دور بھاگتے ہیں لیکن ان لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ جہنّم کی آگ بہت زیادہ ہے اس کی مشکلات بہت دردناک اور ہیبت ناک ہیں خود کو مصیبت میں ڈالنے کے لئے کیوں کوشاں ہیں یہ بدنصیب لوگ اُنہیں سوچنا چاہئے کہ گُناہ ایسا کون سا ہے جو بخشوانے سے نہ بخشا جائے۔ (بحوالہ تفسیر عثمانی جلد اوّل از شبیر احمد عثمانیؒ)
قرآن تو دعوتِ فکر و عمل دے رہا ہے کہ کاش یہ لوگ کچھ سمجھتے! چنانچہ آیت ۶۴ سورۃ نسآء پارہ ۵ وَالْمُحْصَنٰتُ میں ارشادِ ربّی ہے:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا

اور ایسے لوگ جو خود اپنے آپ پر ظُلم کرتے ہیں اگر آپ ﷺ کے پاس آتے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے، اور رسول اللہ ﷺ پھر اللہ تعالیٰ سے اُن کے حق میں مغفرت کی دعا کرتے تو یہ لوگ باری تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔ (آیت ۶۴ سورۃ نسآء)

آیت ۸۲ میں بیان کیا جا رہا ہے کہ پس اُنہیں چاہئے کہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ اپنے کئے ہوئے کی پاداش میں جس نوعیت سے کہ وہ لوگ کام سرانجام دے رہے ہیں تقاضائے عمل تو تھا کہ بہت کم ہنستے اور اشکبار ہوتے زیادہ، اگر آج اُن کی عقلِ سلیم یہ سمجھنے سے قاصر ہے تو قیامت میں یہی کچھ اُنہیں کرنا ہوگا کیونکہ "وہ اپنے کرتُوتوں کا بدلہ پا کر رہیں گے"۔ (ماخوذ تشریح القرآن از عبدالکریم پاریکھ) جو لوگ حزب اللہ پر ہنسی اُڑا کر راحت محسوس کر رہے ہیں عنقریب اُنہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس کا انجام کیا ہے! مدتوں آتشِ جہنّم میں پڑے ہوئے روتے رہیں گے کسی صورت بھی اس سے چھٹکارا نہ ہوگا۔ سید قطب شہیدؒ نے کیا خوب لکھا ہے "اور آخرت میں ہمیشہ کے لئے رونا ہوگا اور جو جیسا کرے گا ویسے بھرے گا یہ نہایت ہی منصفانہ جزا ہے"۔ (بحوالہ فی ظلال القرآن جلد سوم)

Marfat.com

آیت ۸۳ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے کہ دعوتِ اسلامی کی تحریک اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے نہایت حوصلہ مند، راست باز، اور سلیم الفطرت لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جن کے ارادے مصمم ہوں، جن میں فکر انگیز صلاحیت ہو اگر راحت طلب، عیش پسند لوگ ان میں شامل ہو جائیں تو مشکلات کی گھڑی میں ایسے لوگ انتشار کا مُوجب بنتے ہیں اس لئے کہ حضورِ اکرم ﷺ کو یہ حکم دیا گیا کہ ان لوگوں کو اسلامی صفوں میں نہ شریک کیا جائے جب آپ سے یہ لوگ کسی غزوۂ میں شریک ہونے کے لئے اجازت طلب کریں تو آپ انکار کر دیجئے کہ تم لوگ میرا ساتھ دینے والے بن کر نہیں نکل سکتے! تم انہی پیچھے رہنے والوں کے ساتھ ہی بیٹھے رہو، چونکہ میری ہمرکابی کی سعادت سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیئے گئے اس لئے اب میرے ہمراہ چلنے کی تمنّا کرو اور نہ آرزو کرو میرا ساتھ دینے کی کیونکہ خُلوص جیسی عظیم سعادت سے تم محروم ہو گئے اب تمہارے مقدّر میں توفیق جہاد نہیں پہلے تم میری اتباع کے بجائے پیچھے رہ کر نافرمان ہو گئے اب اُنہیں کے ساتھ رہو اور اپنا انجام بھگتو!۔

آیت ۸۴ میں اظہارِ بیان ہے کہ مُنافقوں کی نمازِ جنازہ نہ پڑھائی جائے اور نہ اُن کی قبر پر کھڑے رہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کُفر کیا یہ "لاعمل فاسق تھے" اُن کی موت ایمان پر نہیں کُفر پر ہوئی۔ "لہٰذا یہ پیغمبر ﷺ کی دعاؤں کا زادِ راہ لے کر اپنے آخری سفر پر روانہ نہ ہو سکے"۔ (ماخوذ تدبر القرآن از امین احسن اصلاحیؒ) اس آیت کے نُزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مُنافقوں کی نمازِ جنازہ پڑھانا یا اُن کے حق میں استغفار کرنا چھوڑ دیا لیکن آپ کی زندگی کے بعد کسی پر نفاق کا فتویٰ لگانا بہت مشکل کام ہے کیونکہ دلوں کے احوال تو اللہ ہی جانتا ہے (بحوالہ تیسیر القرآن جلد دوم از عبدالرحمن کیلانیؒ) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ احتیاطاً ایسے شخص کا جنازہ نہ پڑھتے تھے جس کی نماز میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شریک نہ ہوں۔

آیت ۸۵ میں اظہارِ بیان یوں ہے کہ تم مُنافق لوگوں کے مال وزر، اور اُن کی اولاد کو کچھ تو قیر اور وقعت نہ دو، اللہ چاہتا ہے کہ ان تمام اموال اور اعمال کے سبب دنیا میں اُن کو عذاب سے ہمکنار کرے اور حالتِ کُفر میں ہی ان کی جانیں نکل جائیں۔ تحریک اقامت دین کے لئے ہمہ گیر لائحہ عمل ہدایت ہے کہ کسی کی دولت وثروت سے متاثر ہو کر اس کو اعزاز تو قیر نہ دیا جائے کیونکہ مال ودولت کی کثرت اللہ کے ذکر سے انسان کو غافل کر دیتی ہے، پھر انسان میں تکبّر کا مادّہ بھی پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ رُسوائی اور ذِلّت ہے بات یہ ہے کہ مدینہ میں زیادہ تر مُنافق دولت مند تھے اور ان مُنافقوں کا مطمع نظر دنیاوی مفاد تھا اولاد و مال ودولت کی فروانی تھی اب اُن کے لئے مُشکل مرحلہ یہ پیش آیا کہ ان کی اولادیں مسلمان ہو گئیں اُن نظریاتی اختلاف نے اُن کو اپنی اولاد کے سامنے رُسوا کر دیا، اس طرح باری تعالیٰ نے اُن کو اُن کی اولاد ہی کے سبب دنیا میں سزا دی، وہ آغوشِ موت میں آ گئے اور نفاق اور تذلیل کے ساتھ دنیا سے رُخصت ہوئے۔

آیت ۸۶ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے کہ جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا حق ادا کرو اور اللہ کے رسول کے ہمراہ عزم جہاد کی طرف مائل ہو تو ان میں سے صاحبِ ثروت اجازت کے طلب گار ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجئے ہم بیٹھنے والوں کے ساتھ ہی رہیں گے، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے حیلے بہانے کر کے پیچھے رہنے کو مقدم جانا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ طبقہ پیچھے رہ جانے والوں کا ساتھ نہ دیتا کیونکہ اُن کے پاس اللہ کا دیا سب کچھ تھا سوائے توفیق عمل کے۔

Marfat.com

رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

اُنہیں پسند آیا رخوش ہوئے پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہ جانا، مہر ثبت ہوگئی اُن کے دلوں میں وہ تو اب کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ (۸۷)

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ ۬ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾

لیکن رسول اللہ ﷺ اور اُن کے ساتھ جو ایمان لائے اُنہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے تمام تر بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ کامرانی وفلاح پانے والے ہیں۔ (۸۸)

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۸۹﴾

اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے بہشتیں تیار کر رکھی ہیں، اُن کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں دواں رجاری ہیں اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔ (۸۹)

الفاظ ومعانی آیت ۸۷ تا ۸۹

(رَضُوْا) خوش اور راضی ہوئے۔ (یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ) کہ وہ ہوجائیں ساتھ عورتوں اور پیچھے رہنے والوں کے ساتھ۔ (وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ) اور مُہر لگا دی گئی اُن کے دلوں پر نفاق سے، یہ اُن کی کم عقلی اور نادانی کی علامت ہے کہ جب اُنہیں باری تعالیٰ نے ایمان کو جلا بخشنے، اپنے گناہ کو معاف کرانے کا موقع عنایت کیا تو اس میں اُنہوں نے استفادہ نہیں کیا، ابرِ کرم آیا رحمت کی گھٹا چھائی اور سوکھے کھیتوں کو سرسبز وشاداب کر کے چلی گئی لیکن اُنہیں اپنی غفلت کی تلافی کرنے کا موقع نہیں ملا، دلوں پر مُہر لگ جانا تسلسل گُناہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔

(فَهُمْ یَفْقَهُوْنَ) پس وہ نہیں سمجھتے اس انوارِ سعادت کو جو جہاد میں ہے۔ (اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ) اُنہی لوگوں کے واسطے نیکیاں ہیں دونوں جہان میں، ''دنیا میں غنیمت اور نُصرت عقبیٰ میں بہشت اور کرامت''۔ (بحوالہ تفسیر قادری جلد اوّل از مولوی فخرالدینؒ) (وَهُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) اور یہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں اور مقصود کو پہنچنے والے ہیں۔ (اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ) اللہ نے اُن کے لئے جنت تیار کی ہے۔ (تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا) جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہا کریں گے۔ (ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمِ) یہی رستگاری بڑی کامیابی ہے۔

تشریح وتوضیحات آیت ۸۷ تا ۸۹

آیت ۸۷ میں اظہارِ بیان ہے کہ اُنہوں نے پسند کیا پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ رہنے میں، اُنہیں تو خوشی ہے کہ وہ تکلف اور دُکھ سے نجات پا گئے اور راحت وسکون سے بیٹھے ہیں مگر حقیقت احوال تو یہ ہے کہ اُن کے گناہوں کی پاداش میں اُن کے دلوں پر مُہر لگا دی گئی ہے یہ ''سود وزیان کی سمجھ ہی کھو بیٹھے ہیں''۔ (بحوالہ اسرار التنزیل جلد سوم از محمد اکرم اعوان) اللہ تعالیٰ ہر انسان کو زندگی میں ایک موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ کوتاہیوں کا مداوا کر سکے کچھ ایک بدنصیب ایسے بھی ہیں جو اس سنہری موقع سے فائدہ اُٹھانے سے قاصر رہتے ہیں۔

Marfat.com

آیت ۸۸ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جارہا ہے کہ جولوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایمان لائے اور اپنے جان و مال سے جہاد فی سبیل اللہ کرنے کی سعادت سے سرفراز ہوئے اُن کے لئے ہی دین و دنیا میں بھلائیاں، راحت وسکون اور عزّت ہے وہی دنیا وآخرت میں فلاح وصلاح کے مستحق ہیں۔

آیت ۸۹ میں بیان کیا جارہا ہے کہ جولوگ اپنی زندگانی اور عملِ زندگی کو غلبہ اسلام کی کوشش میں صرف کرنے پر منہمک ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت تیار کی ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں باغات ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور عظمت انسانی کی حقیقی اور دائمی کامرانی ہے یہ عظیم مدارج کی سمت کامیابی کی بڑی راہ ہے ایسے لوگ حیات دائمی کی طرف مسرّت وانبساط سے ہمکنار ہوں گے۔

آیت ۸۷ تا ۸۹ کے اہم نکات پر مطالعاتی نظر:

گرچہ اس حقیقت سے کیا انکار کہ مال ودولت، عظمت وشوکت جمال، خوش حالی اور آسودگی، اللہ کی عطا کردہ ایک نعمت ہے مگر یہ تمام شہرت، عزّت، مال ومتاع حق سبحانہٗ تعالیٰ کے احکامات کو تسلیم کرنے میں رکاوٹ کا سبب بن جائیں تو یہی عمل فتنہ اور عذاب کا موجب قرار پاتی ہے، بھلا نفاق کی بیماری قلب وروح میں سما جائے اور عیش وعشرت کے لمحات بھی عمر عزیز کو نصیب ہوجائیں تو مُنافق کو مال ودولت خرچ کرنا اللہ کی راہ میں کیونکر گوارہ ہوسکتا ہے! بھلا اُسے کیا ضرورت کہ جہاد کے لئے سفر کی صعوبتیں برداشت کرے، حیلہ بہانہ، معذرت کرنا ایک عادت بن جاتی ہے، مُنافق کی اس عادت کو مُہر ثبت کرنے سے تعبیر کیا ہے۔ عجیب حال ہے ان کا، ترغیب جہاد دی جائے تو کسی طرح اثر قبول نہیں کرتے، اپنی بزدلی اور بے غیرتی پر نادم ہونے کے بجائے، جہاد میں جانے کے بجائے پیچھے جانے کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنی اس شرمناک حرکت پر خوش ہوتے ہیں۔

کامیاب اور کامران تو وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے پر ایمان لائے، اپنے مال وجان سے جہاد کیا، یہ خوش نصیب لوگ ہیں اور دنیا وآخرت میں ان کے لئے کامیابی مقدر ہے۔

جولوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور اپنی اولادوں کو بھی اللہ کی راہ میں قربان ہونے کی تلقین کرتے ہیں یہی لوگ مُراد پانے والے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے دنیا وآخرت میں اللہ نے جنتیں تیار کررکھی ہیں وہ ہمیشہ کے لئے مسرّت وانبساط کے لمحات گذاریں گے۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾

اور آئے عرب کے بدو بہانے تراشنے والے، اُنہوں نے عذر پیش کیا کہ اُنہیں اجازت / رُخصت مل جائے اور وہ بیٹھے ہی رہیں وہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا اب ان میں سے جتنے بھی کافر ہیں عنقریب ان کو دردناک عذاب پہنچے گا۔(۹۰)

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾

ضعیفوں، بیماروں، کمزوروں پر کوئی حرج نہیں، یا وہ لوگ بھی جو شرکت جہاد کے لئے راہ نہیں پاتے / یا جو خرچ کرنے کا مقدر نہیں رکھتے ان لوگوں کو بھی رُخصت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیر خواہی کرتے ہیں۔ایسے نیک لوگوں پر الزام نہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔(۹۱)

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ؕ

اور اُن لوگوں پر بھی کوئی نہ حرج / اور اعتراض کا موقع ہے جو آپ کے پاس حاضر ہوئے اور سواری طلب کی تو آپ نے جواب میں فرمایا "میں تمہاری سواری کے لئے کچھ بھی نہیں پاتا میں کہ تمہیں سوار کروں تب وہ واپس لوٹتے ہیں افسوس کے ساتھ کہ رنج و غم سے اُن کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں کہ اُنہیں خرچ کرنے کے لئے کچھ مال بھی مُیسّر نہیں!۔(۹۲)

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

بلاشبہ! الزام تو اُن لوگوں پر ہے جو باوجود صاحبِ ثروت / مال دار ہونے کے، آپ سے بہانہ بنا کر اجازت طلب کرتے ہیں اور وہ خانہ نشین کا ساتھ دینے پر راضی ہوئے اُن کے دل پر اللہ نے مُہر ثبت کر دی ہے وہ کچھ نہیں جانتے! اللہ کے پاس اس روش کا کیا انجام نکلنے والا ہے۔(۹۳)

الفاظ و معانی آیت ۹۰ تا ۹۳

(وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ) اور آئے غزوۂ تبوک کی طرف توجہ کرنے کے وقت عذر کرنے والے، معذرون جس کے پاس کوئی اصلی عذر نہ ہو۔(بحوالہ تفسیر قرطبیؒ) (مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ) تا کہ اُنہیں بھی رُخصت مل جائے ، رُخصت طلب کرتے ہیں پیچھے رہ جانے کے لئے کہ جہاد یعنی غزوۂ تبوک میں جانا نہ پڑے، گرمی اور افلاس کے دور کی لڑائی اور مقابلے میں قیصر روم تھا اس کی ہیبت ان کم اعتقادوں کے دلوں پر طاری تھی یہ ایک کڑے امتحان کی ساعت تھی، اہلِ ایمان جن کا ایمان عزم مصمم تھا اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جانثاروں کے لئے آمادہ ہو گئے ان دیہاتی بہانہ ساز میں اسد اور غطفان بھی تھا تو اُنہوں نے قلّت مال اور کثرت کا بہانہ عذر پیش کیا، اس کے علاوہ مُنافقین بھی تھے جن کی دو قسمیں تھیں ایک تو وہ جن کو دعوتِ جہاد ملی تو غلط / جھوٹے حیلے یُؤْذَنَ،اُذِنَ سے فعل مضارع مجہول اجازت دی جائے مضارع منصوب واحد مذکر غائب قواعد کے مطابق۔گھر میں بیٹھ رہنے کی اجازت مانگنے لگے۔دوسری قسم ان مُنافقین کی جنہوں نے حکم جہاد کی تلقین عمل سُنی

Marfat.com

تو بے نیازِ عمل ہو کر گھروں میں رہنا ہی پسند کیا اور اپنے فخر و تکبّر میں کھو کر اتنا بھی لحاظ نہ کیا کہ کوئی عذر پیش کرتے، ایسے ہی فخر و انبساط اور کُفر و عناد میں رہنے والوں کے لئے فرمایا کہ آخر دم تک اُنہیں دائمی دردناک عذاب میں مُبتلا کر دیا جائے گا۔ دنیا میں عذاب پہنچے گا قتل کے سبب اور آخرت میں جلنے کے باعث۔

(سَيُصِيبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ) سَيُصِيبُ، اَصَابَةٌ مصدر سے پہنچے گا واحد مذکر غائب قواعد کے لحاظ سے۔(اِذَا نَصَحُوۡا لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ) خیر خواہی کریں اللہ اور اس کے رسول کے واسطے، نُصۡح اصلاح، نَصَحُوۡا، وہ خلوص رکھیں، یا نیّت خالص کرنا ہے۔ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔(اِذَا مَاۤ اَتَوۡكَ) جب آئے آپ کے پاس اور درخواست کی۔ اَتَوۡكَ وہ آپ کے پاس آئے اَتَوۡا فعل ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔

(لِتَحۡمِلَهُمۡ قُلۡتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحۡمِلُكُمۡ عَلَيۡهِ) آپ اُنہیں سوار کریں آپ نے کہہ دیا کہ تمہارے سوار کرانے کو میرے پاس تو کچھ نہیں! (اَحۡمِلُكُمۡ) کہ میں تمہیں سوار کروں جمع مذکر غائب قواعد کے مطابق۔(اِنَّمَا السَّبِيۡلُ عَلَى الَّذِيۡنَ يَسۡتَاۡذِنُوۡنَكَ وَهُمۡ اَغۡنِيَآءُ) الزام تو ان لوگوں پر ہے جو اجازت کے طلب گار ہیں حالانکہ وہ غنی اور صاحب ثروت ہیں۔ يَسۡتَاۡذِنُوۡنَكَ اِسۡتِيۡذَان مصدر سے، وہ اجازت مانگتے ہیں مضارع مرفوع جمع مذکر غائب۔ زادِ راہ اور سواری اُن کے پاس تیار ہے۔(وَطَبَعَ اللّٰهُ) اور مُہر کر دی اللہ نے (عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ) اُن کے دلوں پر (فَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ) پس وہ نہیں جانتے اپنا انجام، اپنی عقوبت اور عاقبت جو بہت جلد اس نافرمانی کا نتیجہ ہے۔

تَشۡرِیح وَتَوۡضِیحَات آیت ۹۰ تا ۹۳

آیت ۹۰ میں اظہارِ بیان ہے کہ کفار اور مُنافقوں میں کچھ صحرائی علاقوں کے دیہاتی بہانے باز ایسے بھی تھے جن سے بیشتر نے اسلام کی بڑھتی صورت حال کو دیکھ کر، مرعوب ہو کر اس کی سیاسی سیادت کو تو مان لیا تھا لیکن اسلام کی تعلیمات ان کے ذہنِ رسا کے اندر رَچی بسی نہ تھی اس لئے جہاد کے لئے تیار نہ تھے اُن کے دلوں میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے عناد اور کُفر تھا وہ خود اپنی تباہی و بربادی کے سامان کر رہے تھے اُنہوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ اور اس کے رسول سے اس لیے اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیت ۹۱ میں اظہارِ بیان ہے کہ کمزور ضعیف اور بیمار وہ لوگ جن کے پاس جہاد میں شریک ہونے کے لئے خرچ نہیں ہے تو کوئی بات نہیں! اصل شرط تو یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے خیر خواہ ہوں گے گویا جہاد میں شرکت کے لئے تین طرح کے لوگ مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں۔

۱)......اوّل ایسے معذور اور ناتواں کہ جہاد پر جانے کے قابل نہ ہوں۔

۲)......دوئم ایسے مریض جو اس وقت جہاد پر شرکت سے قاصر ہوں یا ایسے تیماردار بھی اس میں شامل ہیں جن کا مریض کے پاس رہنا ضروری ہو، غزوۂ بدر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ صرف اس وجہ سے شرکت نہ کر سکے کہ ان کی زوجہ جو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں سخت علیل تھیں اور جب مجاہدین واپس آئے تو آپ ؓ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

ع خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

۳)......سوئم وہ لوگ جن کے پاس جہاد کے لئے خرچہ نہ ہواس لئے اس دور میں مجاہد کے لئے یہ لازم تھا کہ اپنی سواری اسلحہ اور زادِ راہ خود بندوبست کرے، جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ نہ ہوں ان کا کوئی بھی عذر قابلِ قبول نہیں ہوگا اسی طرح کے لوگ مُنافق ہیں۔ کچھ لوگوں نے عذر پیش کیا اور کچھ نے نہ آنے کی وجہ بتانے کی زحمت بھی گوارہ نہیں کی اور اپنے مقام پر بیٹھے رہے، البتہ عامر بن عقیل کے قبیلے والوں نے یہ عذر بتایا کہ اگر ہم جہاد کے لئے نکلے تو عرب کے بدو ہمارے مویشیوں اور ہماری اولاد پر ٹوٹ پڑیں گے۔ (بحوالہ ابن جریر)

آیت ۹۲ میں اظہارِ بیان ہے کہ اِن لوگوں پر بھی کوئی گناہ نہیں جن کے پاس جہاد میں شمولیت کے لئے سواری نہیں اور وہ آپ ﷺ کے پاس سواری طلب کرنے حاضر خدمت ہوتے ہیں لیکن اے محبوب! آپ کے پاس بھی ان کی سواری کے لئے کچھ نہیں اور وہ حضرات لوٹتے ہیں اس حال میں کہ ان کی کیفیّت یہ ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اس غم سے کہ کاش ہمارے پاس کچھ ہوتا ہم راہِ جہاد میں اس کو صرف کرتے۔ ضعیفوں، معذور اور بیمار لوگوں پر کوئی گُناہ نہیں کہ اگر وہ خرچ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے البتہ اُنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا خیر خواہ ہونا چاہئے نیک اُمور سرانجام دیں" جنگ میں شریک نہ ہونے پر کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ (بحوالہ تشریح القرآن از عبدالکریم پاریکھ) اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

آیت ۹۳ میں وضاحت کے ساتھ بتایا جا رہا ہے کہ الزام تو بس اُن پر ہے جو رُخصت طلب کرتے ہیں حالانکہ صاحبِ ثروت ہیں گھر میں عورتوں کے ہمراہ بیٹھے رہنا پسند کرتے ہیں، یہ بدنصیب لوگ ان نعمتوں کو پہچاننے سے قاصر ہیں۔

الحمدللہ پارہ ۱۰ کی تفسیر مکمل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

Marfat.com

عذر ہائے من پذیر

سورۃ الانفال پارہ (۱۰) وَاعْلَمُوْا کے مطالعہ کی روشنی میں آیت ۴۱ تا ۹۳

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

اور جان لو! کہ جو کچھ بطورِ غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے ہے۔

سورۃ الانفال آیت ۴۱ تا ۴۴ کا خلاصہ

☆ اُمّتِ مسلمہ کے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ☆

اے راہِ حق کے طلب گارو! اُمّت مسلمہ کے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا۔ مالِ غنیمت وہ مال ہے جو خالص اللہ کی طرف سے بطورِ انعام ملا، آپ ﷺ کے لیے اور آپ ﷺ کی اُمّت کے لئے، اَموالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ اللہ اور اس کے رسول کا باقی ماندہ ۵/۴ حصّہ مجاہدین کا ہے، مالِ غنیمت کی تقسیم کا کلّیہ یہ ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا پانچواں حصّہ تھا اس کے پانچ مصارف بیان ہوئے ہیں (۱) اپنی ذات پر۔ (۲) ان رشتہ داروں پر یعنی بنی ہاشم، بنی مطلب پر جنہوں نے اللہ کے کام پر آپ کی فتح و نُصرت میں مدد دی اور اسلام کی خاطر آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔ ان لوگوں کے لیے زکوٰۃ کا مال لینا ممنوع قرار دیا گیا۔ (۳) یتیموں پر۔ (۴) حاجت مند مسلمانوں پر۔ (۵) مسافروں پر۔ پھر جو چار حصّے باقی رہ جائیں ان کو لشکروں پر تقسیم کر دیا جائے۔ ''بعض علماء کا خیال ہے'' آپ کی وفات کے بعد، آپ ﷺ کا اور آپ کے قرابت داروں کا حصّہ ختم ہوا''۔ (بحوالہ تیسیر القرآن جلد دوئم از عبدالرحمٰن کیلانیؒ)

☆ حق غالب رہا اور باطل کو شکست ہوئی، غزوۂ بدر فیصلہ کُن معرکہ تھا ☆

اے نورِ شوق کے متوالو! اگر تمہیں باری تعالیٰ کے ساتھ ایمان کی سعادت نصیب ہے اور اس غیبی امداد پر یقین ہے جو ربِّ جلیل نے اپنے محبوب بندے پر اس روز نازل کی تھی جو فیصلہ کا دن تھا یعنی ''یوم الفرقان'' جس نے ہر طرح سے فرق نمایاں اور عیاں کر دیا کہ حق غالب رہا اور باطل کو شکست ہوئی غزوۂ بدر حق و باطل میں فیصلہ کُن معرکہ تھا، غزوۂ بدر میں قریش کا تجارتی قافلہ ساحل سمندر کے کنارے، مکۃ المکرمہ کی طرف جا رہا تھا اس قافلہ کے مال پر قبضہ کرنا مقصود تھا، لیکن وہ تو بچ کر نکل گیا، کافر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے آئے، اس طرح دونوں لشکروں میں مڈبھیڑ ہوگئی یہ سب کچھ اللہ کی مشیت کے مطابق ہو رہا تھا۔

اے طالبِ حُسن و سُرور! یہ بھی باری تعالیٰ کی مدد کی ایک شکل تھی کہ قریش میں جب حضور اکرم ﷺ گریہ زاری کے ساتھ کامیابی و کامرانی کی خاطر دستِ دعا بڑھایا تو آپ ﷺ پر نیند کا غلبہ طاری ہوا۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں کافروں کی تعداد کم دکھائی اس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے، اللہ سب جانتا ہے کہ کس چیز سے دلوں میں عزم، ہمت اور شجاعت پیدا ہوتی ہے اور کس بات سے احساسِ نامُرادی۔ جب مسلمانوں نے عزم اور حوصلے سے دلیرانہ حملے کیے تو فرشتوں کا لشکر مدد کو آیا اس وقت کافروں کو مسلمان دُو گنے نظر آنے لگے۔ چنانچہ آیت ۱۳ سورۂ آلِ عمران پارہ تِلْكَ

سورۃ الانفال آیت ۴۱ تا ۴۴ کا خلاصہ

Marfat.com

الرُّسُل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ

ایک جماعت تو اللہ کی راہ میں لڑ رہی تھی اور دوسرا گروہ کُفّار کا تھا، وہ اُنہیں اپنی آنکھوں سے دُگنا دیکھتے تھے۔

☆معرکۂ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن☆

سورۃ الانفال آیت ۴۵ تا ۴۸ رکوع ۶ کا خلاصہ

اے طالبِ حُسن وعشق! جب کسی گروہ سے تم برسرِ پیکار ہو تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو یہی کامیابی کی راہ ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ''دشمن سے مقابلے کی آرزو مت کرو اگر مڈبھیڑ ہو ہی جائے تو پھر پوری ہمت اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرو اور جان لو کہ جنّت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ (بحوالہ بخاری شریف کتاب الجہاد)

اللہ کے ذکر کی تاثیر یہ ہے کہ ذکر اللہ میں مشغول رہنے سے طمانیت قلب اور صبر کی عادت، استطاعتِ عمل میں اضافہ ہو جاتا ہے ''معرکۂ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن'' شاعر مشرق کی زبان میں، معرکۂ حق و باطل کی سرفرازی کے لیے کلیدی صفت یہ ہے کہ جہاد کے ہر مرحلے میں دل ہی دل میں کثرت سے اللہ کا ذکر، دعا، تکبیر، نماز کا اہتمام اور توکل اور اطاعت اللہ، اطاعت رسول یہی کامیابی کا راز ہے، ذکر قلبی عمل کی اساس فراہم کرتا ہے۔ ذکر اللہ کے بارے میں آیت ۲۸ سورۂ رعد پارہ ۱۳ وَمَآ اُبَرِّئُ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾

جو لوگ ایمان لاتے ہیں اُن کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے ذکر ہی سے دل اطمینان پاتا ہے۔ (آیت ۲۸)

جب انسان اللہ جَلّ جلالہٗ کی یاد، ذکر میں لگ جاتا ہے تو وہ کیے ہوئے عیوب پر اظہارِ پشیمان کرتا ہے، پھر اس کا نفس اس کی بُرائیوں پر ملامت کرنے لگتا ہے اور جب انسان کو یہ توفیق مِل جاتی ہے تو وہ ذکر اللہ کی کثرت کرتا ہے چنانچہ آیت ۲۷، ۲۸ سورۃ الفجر پارہ ۳۰ عَمَّ میں اللہ کا فرمان ہے ''يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ'' اے اطمینان پانے والی روح! جب انسان کا نفس نیک عمل کی ترغیب دینے لگتا ہے تو وہ راہِ ہدایت پر چلنے اور ذکر اللہ میں سکون اور فرحت محسوس کرتا ہے۔ آیت ۲۸ میں بیان ہے ''اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً'' چل تو اپنے ربّ کی طرف اس حال میں کہ تو اللہ سے راضی اور اللہ تجھ سے راضی۔

سورۃ الانفال آیت ۴۵ تا ۴۸ رکوع ۶ کا خلاصہ

☆اللہ کی رضا، اطاعتِ رسول پر منحصر ہے☆

اے نورِ شوق کے متوالو! اللہ کی فرمانبرداری کے درجۂ کمال کو پانا ہے تو اطاعتِ رسول کو اپنی زندگی کا ماحصل بنالو! کیونکہ اللہ کی رضا، اطاعتِ رسول پر منحصر ہے، آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ بکھر جاؤ گے! باہم اعتماد کا فقدان، باعثِ اختلافِ رائے کا مُوجب ہوتا ہے، اختلافِ رائے کا شکار ہو گئے تو پست ہمتی بڑھ جاتی ہے اور شیطان اپنی چال چلنے میں قدرے کامیاب ہو جاتا ہے، جب فخر وانباط، ریا اور تکبّر آ جائے تو انسان دلیلِ حق کی کوشش میں منہمک ہو جاتا ہے،

Marfat.com

شیطان ایسے حیلے بہانے بناتا ہے کہ بُرائی بھی بُرائی نظر نہیں آتی، بلکہ بھلائی دکھائی دیتی ہے، لشکر کفّار تو شان و شوکت کا مظاہرہ کرنے میں لگے تھے، راستہ میں انہیں ابوسفیان کا یہ پیغام مل چکا تھا کہ قافلہ خطرے سے بچ نکلا ہے تم لوگ واپس جاؤ، لیکن ابوجہل تکبّر کے نشہ میں چُور محفلِ طرب و نشاط سجانے کی آرزو دل میں رکھتا تھا رقص و سرور، حش و حرکت اور اندازِ تکبّر و ریا، یہ سب جاہل اقوام کی مذموم طرزِ عمل ہے گو کہ چند سرداروں نے ابوجہل کو جنگ سے روکا بھی مگر جب وہ پندار اور غُرور آجائے تو لڑائی روکنے والوں کو بزدلی کے طعنے ملتے ہیں آخر کیا ہوا اللہ کی مشیت پوری ہوگئی اور ابوجہل کو عذاب سے دوچار ہونا پڑا اور وہ ذِلّت کی موت مرا۔

☆ "آئین جواں مردی حق گوئی و بے باکی" مؤمن کا شیوۂ عمل ہے ☆

اے طالبِ حُسن و سُرور! "آئین جواں مردی حق گوئی بے باکی" مؤمن کا شیوۂ عمل ہے، مسلمانوں کی قلیل تعداد اور بے سروسامانی میں اپنے سے کئی گنا بڑے لشکر سے دلیری اور جرأت سے مقابلہ کرنا دیکھ کر منافقین پر گراں گذرا اور وہ کہنے لگے مسلمانوں کو ان کے دین نے فریب میں ڈال رکھا ہے حالانکہ باری تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ مسلمانوں کا فریب نظر نہیں، بلکہ کائنات کے رنگ و بُو کے لوگوں کو اس بات کا احساس نہیں کہ اللہ کی ذات پر ایمان کامل ہو جائے اللہ اپنے پر بھروسہ کرنے والوں کو بے سہارا نہیں رکھتا، مغربی تہذیب کے تازہ واردان بساط ہوائے دل جو مغربی معاشرہ پر فدا ہیں انہیں خبر ہی نہیں! کُفر کا، آخر کار انجام دوعالم کا عذاب ہے، اہلِ کُفر اللہ کے عذاب کی گرفت سے نکل کر بھاگ نہیں سکتے جو لوگ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں وہ دوجہانوں میں امان پاتے ہیں اس لئے شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے۔ ع

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی

مرے جُرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز ہیں　　اقبال

اے اہل آرزو! جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا منکر حق رہے تو اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں اُنہیں پکڑ لیا اور جو لوگ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی بے قدری کرتے ہیں، باری تعالیٰ ان کو ان نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے اور پھر وہ نعمت اس وقت نہیں ملتی جب تک وہ قوم اپنے طرزِ عمل کو خود نہ بدل ڈالے، آلِ فرعون اور دیگر اقوام پر انعامات کی رحمت باراں آئی تھی لیکن ناقدری اور نافرمانی کے سبب اور سرکشی اختیار کرنے پر تباہی سے ہمکنار ہونا پڑا، آلِ فرعون کو تو سمندر میں غرق کر کے ان کا نام و نشان تک ختم کر ڈالا گیا۔

☆ طاقوں میں سجایا جاتا ہوں ☆ آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں ☆

اے نورِ شوق کے متوالو! ہم بھی عملی و فکری طور پر اللہ کی عطا کردہ نعمت کی ناشکری کر رہے ہیں اللہ کی سب سے بڑی نعمت "قرآنِ کریم" ہمیں عطا ہوئی ہے ہم نے اپنی خواہش کی تکمیل میں کھو کر اس کو پسِ پست ڈال دیا ہے اور ماہر القادری کی زبان "قرآن کی فریاد" ہماری فکرِ رسا کو آواز دے رہی ہے۔

ع　طاقوں میں سجایا جاتا ہوں　　آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں

سورۃ الانفال آیت ۹ تا ۵۸، رکوع ۶ کا خلاصہ

سورۃ الانفال آیت ۹ تا ۵۸، رکوع ۶ کا خلاصہ

Marfat.com

ہم نے قرآن پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے ہم نے میثاقِ عہد توڑ دیا۔ ہم نے خیانت کی راہ اپنالی ہے صد افسوس! ہم کو کیا ہو گیا ہے خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

☆ عہد و پیمان کی پاسداری بہر نوع امر لازمی ہے ☆

اے راہِ حق کے طلب گارو! عہد و پیمان کی پاس داری بہر نوع امر لازمی ہے ایک مسلمان کا فریضہ ہے کہ مصالحت کے لئے ہر وقت کوشاں رہے لیکن کافروں سے مقابلے میں ہمہ وقت جنگی ساز و سامان سے اور اسلحہ کی مدد سے تیاری لازمی ہے تا کہ جہاد کے لیے اپنے دشمنوں کو خوفزدہ کر سکو، گویا سامانِ حرب و فنون سپہ گری کی ترغیب ضروری ہے، جنگی تربیت اور جنگی سامان کی فراہمی کے لیے رسول اللہ ﷺ کے شوقِ جہاد کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تیراندازی سیکھی، پھر اسے چھوڑ دیا وہ ہم سے نہیں، یا اس نے نافرمانی کی''۔ (بحوالہ مسلم شریف کتاب الامار)

اے صاحبو! مانا کہ دورِ جدید تیر و تلوار کا زمانہ نہیں! میزائل کا دور ہے سائنسی جدید آلات کا دور ہے، آج مسلمانوں کو جدید جنگی اسلحہ اور جدید آلات سے واقف ہونا ضروری ہے اس لئے جدید اسلحہ کی تربیت سے آگاہی ضروری ہے اللہ کا شکر ہے کہ ہماری مملکت خداداد، جوہری توانائی ❶ کی ڈور میں شامل ہو گئی ہے مسلمانوں کے لئے ایک خوش آئند امر ہے۔

☆ ایک مسلمان دس کافر پر غالب آتا ہے، شہادت ہے مطلوب و مقصود مؤمن ☆

اے صاحبِ آرزو! اگر منافقین اور کافر آپ کو دھوکہ دینے کا عزم رکھتے ہیں تو کیا ہوا آپ کی تائید اور حمایت کے لیے بس اللہ ہی کافی ہے ایسے اہلِ ایمان کے لئے جو آپ کی اتباع کرتے ہیں، خواہ ان کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو۔

☆ مؤمن جان دینے اور شہادت پانے کو زندگی سمجھتا ہے ☆

اے صاحب حُسن و عشق! جہاد کے لیے پُرعزم ہو جاؤ! بندہ مؤمن کا اپنی جان نثار کرنے کا ماحصلِ زیست اللہ کے کلمہ کی سربلندی، بالادستی اور رضائے الٰہی کا حصول ہے کیونکہ ایک مسلمان دس کافروں پر غالب آتا ہے اور اہلِ ایمان کا یہ یقین کامل ہے کہ مرنے کے بعد ہی وہ سیدھے بہشت میں جائیں گے، بہر نوع کافر کو موت ناگوار گذرتی ہے اہلِ ایمان کا جذبۂ ایمان یہ ہے کہ مؤمن جان دینے اور شہادت پانے کو مقصودِ زندگی جانتا ہے۔ اقبال کی زبان میں یوں کہئے ''شہادت ہے مطلوب و مقصود مؤمن''، صبر، توکل اور معرفت سے قُربِ الٰہی کا درجہ عطا ہوتا ہے، میدانِ جنگ میں جہاد کے مصائب جھیلنا اور استقامت اپنانا اعلیٰ درجے کا صبر ہے، غزوۂ بدر میں بہت سے مُشرکین مکہ مقید ہوئے تو یہ سوال اُبھرا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے عام مشورے کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا کہ فدیہ لے کر اُنہیں چھوڑ دیا جائے اور جن قیدیوں سے فدیہ نہیں ملا اُنہیں روک لیا جائے اس لئے حکم صادر ہوا، نبی کے لیے مناسب نہیں کہ جنگ کے قیدی آئیں ان کے پاس جب تک ملک میں کافروں کو اچھی طرح ہلاک نہ کر دیا گیا ہو، تمہیں نیرنگیٔ کائنات کا مال و متاع عزیز ہے۔ باری تعالیٰ تمہارے لئے آخرت کی بھلائی چاہتا ہے، اگر پہلے سے اللہ کا حکم تحریر نہ ہوتا تو جو فدیہ تم نے پالیا ہے اس کی پاداش میں بڑی سزا دی جاتی۔ جو مالِ غنیمت تم نے پالیا

❶...... پاکستان ایٹمی طاقت بن چکا ہے اب ایمانی حرارت کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔

ہے یہ پاکیزہ اور حلال ہے اللہ سے ڈرتے رہو، اس کی رضا کے طلب گار رہو، یہی عافیت کی راہ ہے۔

وہ لوگ جو کفار کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کرنے آئے اللہ نے اُنہیں بھی سزا دی

اے صاحبِ حُسن وسُرور! ایمان و اسلام لانے کی نیت اور اسے قبول کرنے کا جذبہ ان قیدیوں میں ہو تو نیک نیتی کے سبب جو فدیہ وصول کیا گیا ہے بہتر عطا کرے گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر مقید قیدیوں نے مسلمان ہونے کی سعادت پائی تو سبحانہٗ تعالیٰ دنیوی مال و دولت خوب سے خوب سرفراز کیا، اگر ان جنگی قیدیوں کا اسلام قبول کرنے کا مدعا صرف آپ ﷺ کو فریب دینا ہو تو بھی کوئی بات نہیں، اُن پر اعتماد کیا جائے، اس سے قبل بھی بنی ہاشم کے لوگوں نے حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کی حیات میں آپ کی حمایت کا وعدہ کیا تھا، قسمیں کھائی تھیں، پھر چند لوگ کفار کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کرنے آئے، اللہ نے اُنہیں بھی سزا دی، وہ آپ ﷺ کے قیدی بن گئے اگر لوگ اب بھی بدعہدی کے مرتکب ہوں گے تو اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔

انصار اور مہاجرین جو مدینہ آچکے ہیں یہ فضیلت والے ہیں یہ ایک دوسرے کے حمایتی اور ولی بھی ہیں۔ جیسا کہ سورۂ نساء آیت ۳۳ پارہ ۵ وَالْمُحْصَنٰتُ سے بھی واضح ہوتا ہے:

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ

اور ہم نے سب کے لیے مال کے مستحق، وارث بنا دیئے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے۔

گویا ہر مرد اور عورت جو کچھ چھوڑ جائیں ان کے وارث ان کے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار ہوں گے۔

☆ مہاجرین اور انصار کی اصل منزل، مقصد جہاد کی غایت ہے ☆

اے اہلِ آرزو! جو لوگ فتنہ و فساد پھیلانے کے مرتکب ہوئے ہیں اور دین کو مٹانے کی خاطر سرگرم عمل رہتے ہیں ان کے خلاف جہاد کرنا لازمی اُمر ہے جب تک فتنہ و فساد کی آگ ٹھنڈی نہ ہو جائے، ہر انسان کے ضمیر کی آزادی برقرار رکھنی چاہئے لیکن یہ بھی ذہن میں رہے کہ کُفّار بھی باہم اہل دوسرے کے دوست ہیں، اہلِ کُفر خواہ یہود ہوں، خواہ نصاریٰ یا مُشرکین ہوں وہ سب آپس میں تمہارے مقابلے میں ایک دوسرے کے مددگار ہو جاتے ہیں۔

اے صاحبو! اگر تم آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرو گے تو فتنہ، کفر اور بڑا فساد قائم ہو جائے گا۔ حقیقت احوال تو یہ ہے کہ آج کل مسلمانوں کی جو سلطنتیں زوال پذیر ہیں اس کی وجہ سے تاریخ شاہد ہے "کہ اندلس میں عیسائیوں نے تمام مسلمانوں کو مقہور کیا، مسلمانوں کے دیگر بادشاہ مدد کو نہ پہنچے، اسی طرح سلطان ترکی پر چڑھائی ہوئی، ایران اور کابل نہ اُٹھے برخلاف اس کے کہ ان کے ایک ادنیٰ عیسائی کی مدد میں سب مدد کو آمادہ ہو جاتے ہیں"۔ (بحوالہ تفسیر حقانی جلد دوم از عبدالحق حقانی)

جو لوگ اہلِ ایمان ہوئے ہجرت کی، باہم ایک دوسرے کے ساتھ رسمِ اُلفت بڑھائی، تعاون کیا گویا مہاجرین اور انصار کی اصل منزل، مقصد جہاد کی غایت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

سورۃ الانفال رکوع ۱۰ آیت ۷۰ تا ۷۵ کا خلاصہ

Marfat.com

عذر ہائے من پذیر

سورہ توبہ

☆ آج بھی منہاج اسلام کے نظام کو مروّج کرنا دین کا ایک اہم فریضہ ہے ☆

سورۃ التوبۃ رکوع ۱ آیت ۱ تا ۱۲ کا خلاصہ

اے نورِ شوق کے متوالو! جن مُشرکوں نے عہد و پیمان کیا تھا اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان کو صاف صاف جواب ہے، گویا تمام کافروں سے صلح رمعاہدے توڑ دیئے گئے ہیں وہ دائرۂ اسلام میں آ کر اسلامی ریاست قائم کرنے میں معاونت کریں یا کعبۃ المکرمہ سے چلے جائیں ورنہ ان کے ساتھ لڑائی کی جائے گی جن مُشرکین نے مسلمانوں کا معاہدہ صلح نہیں ہوا تھا، اُنہیں چار ماہ کی مُہلت رمدت دی گئی، اس مدّت کا مقصد ان کی بھلائی اور خیر خواہی تھا تاکہ وہ توبہ کر کے مسلمان ہو جائیں یہ بات یقینی ہے کہ اللہ کی طرف سے جو ذلّت و رُسوائی تم پر مسلّط ہے تم اس سے بچ نہیں سکتے۔

اے صاحبِ آرزو! گیتیٔ کائنات کے رنگ و بُو میں کھو جانے والو! عقل و خرد کو بُروئے کار لاتے ہوئے احساسِ عمل بیدار کرو، آج بھی منہاج اسلام کے نظام کو مروج کرنا دین کا ایک اہم فریضہ ہے گوشۂ نشینی اختیار کر کے اسلامی تحریک، اُمورِ اسلامی ریاست سے کنارہ کشی جائز نہیں! اسلامی زندگی امن اور سلامتی کی راہ ہے، درِ توبہ کھلا ہوا ہے شکر ادا کرو، مُہلت زندگی مل گئی جن لوگوں نے اللہ کے احکامات ماننے کو تسلیم کیا، کافرانہ روش سے ہٹ کر توبہ کی خُلوص نیت کے ساتھ، اہتمام کیا، زکوٰۃ کی ادائیگی کا عزم کیا، پھر مسلمانوں کو اُن سے تعرض کرنے اور ان کا راستہ روکنے کی قطعی اجازت نہیں!'' امام احمدؒ، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ ''تارک الصلوٰۃ اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دو۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں اسے خوب زدوکوب کرے، قید میں رکھے حتی یموت ویتوب (یہاں تک کہ مرجائے یا توبہ کر لے)'' (بحوالہ تفسیر عثمانیؒ جلد اول از مولوی شبیر احمد عثمانیؒ)

مُشرکوں کے وعدوں کا کیا اعتبار! کفر و شرک مزاج میں رچی بسی ہو تو خیر کی کیا توقع کیا جا سکتی ہے

سورۃ التوبۃ رکوع ۲ آیت ۱۲ تا ۱۲ کا خلاصہ

اے طالبِ حُسن و سرور! مُشرکوں کے وعدوں کا کیا اعتبار! مزاج میں کفر و شرک کی آمیزش رچی بسی ہو تو خیر کی ان سے کوئی توقع نہیں کی جا سکتی! عہد اور میثاقِ وعدہ کی پاسداری اللہ کے ہاں بہت پسندیدہ امر ہے، اس لیے اس سلسلے میں احتیاط ضروری ہے، بدعہدی کرنے والے صرف خوش کلامی سے زبانی باتیں کر کے خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے قلب نے اہلِ ایمان کی حیثیت کو قبول ہی نہیں کیا، ان کے اعمال کا انحصار کیفیات قلب پر ہوتا ہے یہ لوگ صرف رنگ و بُو کی لذّت میں کھو کر صرف دنیا کے طلب گار ہیں، لوگوں کو گمراہی کی طرف مائل کرتے ہیں، دنیوی فائدے کی خاطر، آیاتِ ربّانی کو کم دام پر فروخت کرتے ہیں اور لوگوں کو گمراہی کی طرف مائل کرتے ہیں، اگر یہ اپنا طرزِ عمل بدل لیں توبہ کی توفیق اُنہیں مل جائے، اقرارِ ایمان کر لیں، نماز کا اہتمام اور انصرام کریں زکوٰۃ ادا کریں تو پھر ان کی سابقہ روش پر ملامت نہ کی جائے، ان کے زمانۂ کُفر کے اعمال کو بھلا دو، ان کے برادرانہ حقوق کی پاس داری کی جائے اگر یہ عہد شکنی کے مرتکب

ہوں اور بدستور کفر اختیار کریں اور اسلام پر طعن تشنیع کریں تو پھر کوئی رعایت کے حق دار نہیں، کُفران کے رگ رگ میں سما گیا ہے توان کے ساتھ پوری شدّت کے ساتھ جہاد کیا جائے۔

اے صاحبو! نہ جانے آج کے دانش ور! اور سیاست دان کو کیا ہو گیا ہے، اسلامی حدود کو جو کتاب مبین میں بیان ہوئی ہیں۔ اُنہیں وحشیانہ سزاؤں کا نام دے کر تمسخر اُڑاتے ہیں ''ایسا کرنے والے نہ صرف کافر ہیں بلکہ کُفر کے پیشوا ہیں''۔

(ماخوذ اسرار التنزیل از جلد سوئم از محمد اکرم اعوان)

تم ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے آمادہ کیوں ہوئے جنہوں نے حضور ﷺ کو جلا وطن کرنے کا منصوبہ بنایا، جیسے یہود مدینہ، اللہ جلّ جَلالہٗ نے ان کو جہاد کا حکم دیا وہ خود رسوائے زمانہ ہو کر نکالے گئے۔ یہ بات معلوم ہونی چاہئے جو شخص بھی اسلامی ریاست میں نفاذ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے اور نظامِ حکومت میں اشترا کی سرمایہ درانہ نظام اور اشاعت اپنانا چاہتا ہے اس کے خلاف جہاد کیا جانا ضروری ہے حق بات تو یہ ہے کہ مؤمن صرف اللہ سے ڈرتا ہے یہ تو اللہ ہی کو زیب ہے کہ اس سے ڈرا جائے، اللہ کے سوا کسی اور سے، یہود، نصاریٰ، کُفّار کی مادی، طاقت اور جبری توانائی سے مرعوب ہونا ایمانی عظمت کے خلاف ہے اور مسلمانوں کو ایسا کرنا مناسب نہیں!

☆ باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم ☆

اے راہِ حق کے طب گارو! جو لوگ ظُلم کر رہے ہیں اللہ اور اس کے نبی ﷺ کے دین کو مٹانے کی فکر میں منہمک ہیں ان کے لئے تمہارا طرزِ عمل عذاب نازل کرنے کا سبب ہوگا! بعثت رسول اللہ نے صلاحیت ایثار و عمل عناصر فطرت سے چھین کر اہلِ ایمان کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ خُلوص نیت کے ساتھ باطل کو مٹانے کے لیے کارِ زار میدان میں اُتر جاؤ، نفاذ اسلام کی کلید تمہارے ہاتھ میں ہے صرف باطل کو مٹانے کی فکر کی ضرورت ہے شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے

ع باطل سے دبنے والے ایک آسمان نہیں ہم اقبال

جب تک انسان کارگہٴ حیات میں زندہ ہے اس کو کارزار حیات میں جہاد ❶ کے لیے کمربستہ ہونا چاہئے یہ جہاد فکری چاہئے، یہ جہاد عملی چاہئے، یہ جہاد بالنفس چاہیے، یہ جہاد باللسان چاہئے، یہ جہاد اس دورِ جدید کی اہم ضرورت ہے۔ اے صاحبو! غور سے سُن لو! محض دعوئے ایمانی پر نجات ممکن نہیں! بلکہ احساسِ عمل تو اس بات کا تقاضا کر رہی ہے پوری ہمت و محنت سے جہاد کیا جائے صرف رسمِ اُلفت محبتِ ایقان و عمل کا تقاضا یہ ہے کہ دلی دوستی قلبی لگاؤ صرف اللہ سے، اللہ کے رسول ﷺ سے، ایمان دار لوگوں سے رکھی جائے۔

☆ مسجدوں کو آباد کرنا اہلِ ایمان کا فریضہ ہے ☆

اے صاحبِ حُسن و عشق! بیت اللہ کو آباد کرنا، اس کی تعمیر کرنا، یہ خالصًا اہلِ ایمان کا کام ہے یہ ان لوگوں کو سعادت

---

❶ ...... چنانچہ آیت ۹ سورہٴ تحریم پارہ ۲۸ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ۔ اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔

حاصل نہیں جو کُفر و شرک کا ارتکاب کریں، حرم پاک مرکز توحید ہے جب بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیا گیا ہے تو ۹ھ حج کے موقع پر خبردار کر دیا گیا کہ آئندہ سے کوئی مشرک خانہ کعبہ کی حدود میں داخل نہ ہوگا مساجد اللہ کی عبادت کے لئے ہیں اس میں رسومات ادا کرنے کی اجازت نہیں ہے، مسجدوں کو آباد کرنا اہلِ ایمان کا فریضہ ہے ''کسی کافر کو مسجد کا متولی بنانا جائز نہیں نہ ہی کُفار و مُشرکین کا چندہ تعمیر مسجد میں لگانا جائز ہے۔ (بحوالہ اسرار التنزیل جلد سوئم از محمد اکرم اعوان)

جنہوں نے ہجرت کی مال ومتاع کے ساتھ
جہاد میں حصّہ لیا وہی کامیاب لوگ ہیں

اے اہلِ آرزو! جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال ومتاع کے ساتھ جہاد میں حصّہ لیا وہی کامیاب لوگ ہیں، بارگاہِ رَبُّ العزت میں ان کا درجہ افضل ہے اور وہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت، رضامندی اور دائمی نعمت کے حق دار ہیں لیکن جو لوگ اسلام کے مقابلے میں کُفر کو عزیز رکھتے ہیں ایسے لوگوں سے اہلِ ایمان کو کوئی تعلق ربط اور واسطہ نہیں رکھنا چاہئے خواہ وہ ہمارے رشتہ دار، والدین اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ بتایا کہ جہاد وہجرت میں ان کی محبت واُلفت آڑے نہ آئے اگر وہ ایمان نہیں لائے تو تمہارے دوست نہیں، دشمن ہیں وہ ظالم ہیں چنانچہ آیت ۲۲ سورۃ المجادلہ پارہ ۲۸ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ میں اللہ کا ارشاد ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

آپ ﷺ! ایسی قوم نہ پائیں گے جو ایک طرف تو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور دوسری جانب ان لوگوں سے دوستی قائم رکھے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں۔

جو لوگ اللہ کی نافرمانی کرنا پسند کرتے ہیں اللہ اُنہیں راہِ ہدایت نصیب نہیں کرتا!۔

☆ خطا سرزد ہونے پر دنیاوی خسارہ ضرور ہوتا ہے ☆

اے طالبِ حسن وسُرور! اللہ تعالیٰ نے بے شمار مواقع پر تمہاری مدد کی، باوجود قلّت تعداد اور اسباب کی کمی کہ تم فاتح اور غالب ٹھہرے۔ لیکن عجیب بات تو یہ ہے کہ غزوۂ حُنین جو ۸ھ میں ہوا، اس وقت تم اپنی کثرت پر نازاں تھے، تمہیں یہ احساس ہوگیا تھا کہ یہ لشکر تو ہمارے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ یہ زعم رَبُّ العزّت میں ناپسند ٹھہری، بہتر یہ تھا کہ کہا جاتا کہ آج بھی فتح ونُصرت باری تعالیٰ عطا فرمائے گا اس پر پکڑ ہوئی، دنیاوی معاملات میں پریشانی سے دوچار ہوئے، خطا سرزد ہونے پر دنیاوی خسارہ ضرور ہوتا ہے، بنو ہوازن لڑائی کے لئے یکبارگی ٹوٹ پڑے انہوں نے اپنی کمین گاہوں سے تیروں کی بارش کر دی، دن غُبار آلود فضا سے رات کا سا بن گیا لشکر اسلام میں ابتری کے آثار نمایاں ہوئے یہ اس وقت کا ذکر ہے ارشاد ہوا ''زمین اپنی وسعتوں سمیت تم پر تنگ ہوگئی،، مسلمانوں کو قدم جمانا قدرے مشکل ہوگیا، آقائے نامدار ﷺ نے یہ رجز پڑھا، استغناء اور طمانیت کے ساتھ ''انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب'' آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ندا دی، حضرت عباس ؓ نے مسلمانوں کو صدا دی، لوگ متوجہ ہوئے، باری تعالیٰ کے فضل وکرم سے اہلِ ایمان پر طمانیت قلب اور سکینت نازل ہوئی پھر مسلمانوں کو فتح ونُصرت

ملی، ہوازن شکست در شکست کھاتے ہوئے طائف جا پہنچے اللہ جسے ہدایت دے اور اللہ جس کی توبہ قبول فرمائے۔

☆ حدودِ حرم میں داخلے کی ممانعت ہے ☆

اے راہِ حق کے طلب گارو! اسلام کسی کو مٹانے کے لئے نہیں بلکہ خلق کو راہِ ہدایت دکھانے کے لئے جہاد کا حکم دیتا ہے، مُشرک اور کافر نجس ہیں مُشرکین کو ارضِ مقدس میں داخلے کی اجازت نہیں! حدودِ حرم میں داخلے کی ممانعت ہے۔ مُشرکین کی حدودِ حرم میں ممانعت کی وجہ سے چند مسلمانوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایامِ حج میں لوگوں کی آمد ورفت سے تجارتی سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا ہے، آمدنی متاثر ہوگئی، بتایا گیا کہ مُفلسی اور تنگ دستی کا کوئی خطرہ نہیں اللہ اپنے فضل سے تمہیں غنی کردے گا۔

اے اہلِ آرزو! جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے! دینِ حق کو تسلیم نہیں کرتے اور یومِ آخرت پر جن کا ایمان نہیں ہے جو شَے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دی ہے اُنہیں حرام نہیں جانتے! تو ان سے جہاد کرو، ایسے لوگ ذمّی بن کر محاصل ادا کرکے ماتحت بن کر مسلم ریاست میں قیام کرسکتے ہیں ورنہ ریاست کو فتنوں سے پاک کرنے کے لیے یہود و نصاریٰ سے قتال کا حکم موجود ہے۔

☆ حق بات تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ☆

اے صاحبِ آرزو! کیا تمہیں پتہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کے بعد، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے سبب یہودیوں پر زوال آیا بخت نصر بابل نے فلسطین پر حملہ آور ہوکر اس کو تباہ کردیا توراۃ اور دیگر مذہبی کُتب تو نذرِ آتش کرکے بنی اسرائیل کی کثیر تعداد کو اپنے ساتھ بابل لے گیا، ان ہی کم سن قیدیوں میں حضرت عزیر علیہ السلام تھے، اس واقعہ کا ذکر آیت ۲۵۹ سورۃ البقرہ پارہ ۳ تِلۡكَ الرُّسُلُ میں مذکور ہے اس کے بعد چالیس برس کی عمر میں آپ کو نبوت ملی، آپ کو توارۃ مکمل طور پر زبانی یاد تھی آپ نے ازسرِنو توراۃ تحریر کی، توراۃ میں آپ کا نام عذرا ہے، یہودی آپ کی تکریم کرتے تھے، بعض نے تو اس درجہ غلو کیا کہ اُنہیں اللہ کا بیٹا کہا اور نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا، جس کی وجہ ان کی معجزانہ ولادت، آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معجزات اور آسمان پر اُٹھایا جانا تھا، جس کا تذکرہ قرآنِ حکیم میں جا بجا آتا ہے عجیب بات یہ ہے کہ اہلِ کتاب اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان کے قائل تھے، مگر ظُلم کی انتہاء کہیے کہ ظالموں نے اللہ کے لئے اولاد تجویز کردی، یہود نے عزیر کو اللہ کا بیٹا قرار دیا، عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا فرزند کہہ دیا، جبکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا، حق بات تو یہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں!

☆ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا ☆

اللہ اور نبی کے احکامات اور ارشاد کے خلاف بات کو ثواب جان کر کرنا کُفر ہے یہود و نصاریٰ اپنے کُفر میں اس قدر کھو گئے ہیں کہ غلط باتوں اور روایات سے دینِ حق سے لوگوں کو دور رکھنا چاہتے ہیں اُنہیں خبر ہی نہیں کہ دینِ اسلام گیتیٔ کائنات میں غالب رہنے کے لئے ہے، شمعِ رسالت کے پروانے غلبۂ اسلام کی بقا کی خاطر اپنی جدوجہد برقرار رکھتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے، اسلام نے مذاہب باطلہ کو شکست سے دوچار کردیا، اسلامی تعلیمات نے حق کی تعلیم دی ہے، اسلام

Marfat.com

نے باطل اور فرسودہ رسوم کو اپنانے سے منع کیا ہے، اسلام کی روحِ عمل نے زندگی کے ہر موڑ پر سفرِ حیات میں، میدانِ عمل میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کو برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے تو ان کو علم ہی نہیں ''پھونکوں سے چراغ بجھایا نہ جائے گا'' کے مصداق اُنہیں پتہ ہی نہیں اب تک ان کی تمام تدبیریں، دینِ حق کی روشنی کو نہیں بجھا سکیں، باری تعالیٰ نورِ ہدایت یعنی قرآنِ حکیم کی روشنی مکمل کرے گا اور یہ شمع نورِ ہدایت تمام دنیا میں پھیل کر رہے گی۔

☆ تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی ☆

اے صاحبو! دینِ حق کے علماء وہ ہیں جو گمراہ لوگوں کو صراطِ مستقیم کی طرف مائل کرتے ہیں اگر ہماری حیاتِ نو کا طرزِ عمل اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو جائے تو روئے زمین پر مسلمان اللہ کی شانِ کریمی سے غلبہ پا سکتے ہیں لیکن دورِ جدید کی حکومتیں مسلمانوں کو اسلام سے دور لے جانے کا موجب بن رہی ہیں۔ مجھے کہنے کی اجازت دیجیے! شاعرِ مشرق اقبالؔ کی زبان میں ''تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی'' تاریخ کے صفحات شاہد ہیں کہ آج مسلمان پوری دنیا میں پریشان ہیں۔ مغرب کی تہذیب نو کی جمہوریت، اسلامی تعلیمات اور دین سے بے توجہی برت رہی ہے یہ بے نیازی کا احساس مشائخ کے لیے لمحۂ فکر ہے۔ جو لوگ عابد اور زاہد دکھائی دے رہے ہیں اُنہوں نے درحقیقت آخرت کو بھلا دیا ہے، صرف دولت کی طلب کی خاطر، ناجائز طریقوں سے مال کھانے کے لئے اپنے آپ کو کتاب اللہ کے احکامات سے دور کرلیا ہے۔ ثروت کی طمع میں کھو کر لوگوں کو بھٹکا رہے ہیں جو لوگ اللہ اور آخرت کی فکر سے بے نیاز ہو کر محض سونا چاندی جمع کرتے ہیں، ان کے لئے دردناک عذاب ہے ان مذہبی پیشواؤں کا احکام دین میں اپنی طرف سے ردوبدل کرنا اور لوگوں کے اپنے وضع کردہ فیصلوں کو احکامِ سماوی سمجھ کر تسلیم کرنا مشرکین کی ''نسی'' سے ملتا جلتا ہے، ان مذہبی علماء کی زیادتی کا تو احساس کیجئے یہ مہینوں کے نام بدل دیتے ہیں جو حکم اللہ کی طرف سے جس ماہ کے ساتھ مختص ہے اس پر عمل پیرا ہونا اسی مقررہ اوقات میں ثواب اور فرمانبرداری کہلائے گا یہ چاند اور ستارے ماہ و سال کے شمار کرنے کا ذریعہ بھی ہیں چنانچہ آیت ۵ سورۃ الرحمن پارہ ۲۷ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ'' آفتاب اور ماہتاب مقرر حساب سے ہیں۔ یہ سورج اور چاند اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حساب سے اپنی اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتے ہیں ان سے تجاوز نہیں کرتے۔

☆ چلی سمت غیب سے اک ہوا　　کہ چمن سرور کا کھل اُٹھا ☆

اے نورِ شوق کے متوالو! اچھی طرح جان لو! بقائے دین کے لئے جہاد سب سے ارفع اور اعلیٰ ہے اور ذاتی ریاضت وتحفظ بھی جہاد ہی کا ثمر ہے بات یہ ہے کہ ''چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن کا سرور کا کھل اُٹھا'' کے مصداق جب باری تعالیٰ نے جذبۂ جہاد کے لئے ابھارا تو اللہ کی مدد ہر حال، بہرِ نوع نبی کے ساتھ تھی شام کے تاجر جو روغن زیتون کی تجارت کرتے تھے، حدیبیہ سے گزرے تو اُنہیں خبر ملی کہ مسیحی قبائل نے لشکر تیار کر رکھا ہے اور شاہ روم ہرقل نے مدد طلب کی ہے تاکہ مدینہ منورہ پر حملہ کیا جائے۔

Marfat.com

☆صدیق کے لیے خدا کا رسول بس☆

اے اہلِ آرزو! شمع رسالت کے پروانے حضور ﷺ کے حکم پر میدانِ کارزار میں آئے، قحط سالی تھی، شدید گرمی تھی، ایسی حالت میں جانثاروں نے تیاری کا آغاز کر دیا اسی غزوہ میں سب نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق حصّہ لیا خواتین نے زیور تک جمع کرا دیئے، حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے گھر کا سارا سامان اور مال دے دیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا گھر میں کیا چھوڑا ہے جواب تھا اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ مولانا شبلی کی زبان میں:

ع　پروانے کو چراغ، عنادی کو پھول بس　صدیق کے لیے خدا کا رسول بس

سفر طویل تھا کچھ مسلمانوں اور منافقوں پر یہ حکم گراں گزرا، ۹ھ ہجرت کے نویں سال رسولِ اکرم ﷺ نے غزوۂ کرنے کے بعد جنگِ تبوک کا اعلان کر دیا اور واضح طور پر بتا دیا گیا کہ اگر جہاد سے گریز کرو گے تو ترکِ جہاد کی پاداش میں سخت سزا بھگتنی پڑے گی یہ گیتیٔ کائنات تو عارضی ہے، فانی ہے اور جہاد میں حصّہ لینے کی سعادت یہ ہے کہ آخرت کی کامیاب زندگی کی نوید بشارت ہے جو دائمی ہے، جہاد سے جی چُرانے کا مطلب تو یہ ہوا، آپ نے اپنی زندگی کو غلامی کی زنجیر میں جکڑ لیا، دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی تو نہیں!۔

اے صاحبو! کیا تم کو خبر نہیں ذکر اللہ اور عبادت کا لُطف تلوار کے سائے میں ہے بشر طیکہ تلوار حق کی سربلندی اور باطل کے مقابلے میں اُٹھائی جائے، واضح طور پر بتا دیا گیا، اللہ ہر شے پر قادر ہے، فیصلہ کا حق تمہارے اختیارِ عمل میں ہے۔

☆ ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت ☆

اے راہِ حق کے متوالو! منہاج اسلام کی دینی سوچ رکھنے والی اُمّتِ مُسلمہ آج اغیار کے غلبہ اور دباؤ سے نجات پا سکتی ہے صرف جذبۂ جہاد کو اُبھارنے کی ضرورت ہے مانا کہ ''تہذیب کے آذر نئے بُت تراش رہے ہیں'' غور کرنے کی ضرورت ہے امریکہ کی جوہری توانائی، برطانیہ کی مغربی سوچ، فرانس کی چمکتی ہوئی روش بے اعتدال جاپان کی فنی صلاحیت چین کی صنعتی اور تکنیکی ترقی، سائنسی ایجادات یہ سب کچھ عروج دنیا کی زینت کے لئے عارضی ہے، اُس کا انجام کیا ہے، بالآخر سب کو فنا ہونا ہے ذہن رسا، خیال وفکر میں سوچ رہا ہے۔ اقبال نے کہا

ع　ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت　احساس مروت کو کُچل دیتے ہیں آلات　اقبال

ایسا لگتا ہے امروز کی نیرنگی حیات نے ہمارے احساسِ عمل کو ماند کر دیا ہے مجھے کہنے کی اجازت دیجیے، امانت دار قیادت کے لیے کوشاں رہنا، عملاً کاوش کرنا بہت بڑا جہاد ہے، دینِ حق تو ہمیشہ رہے گا، اور اسلام کا پرچم ہر دور میں سرفراز رہے گا، دینِ اسلام کی بقا کے لئے اللہ کی مدد ہی کافی ہے، جب مکۃ المکرمہ میں کُفّار کا ظلم وستم اپنے انتہاء کو تھا اور حضورِ انور ﷺ کو قتل کرنے کی تدبیر ہوئی تو آپ ﷺ کو ہجرت کرنے کی سعادت ملی، اللہ نے آپ ﷺ کو امان دی، آپ جبلِ ثور پہنچے اسی طرح جب دو میں کا دوسرا ثانی اثنین حضرت ابوبکر صدیق ؓ آپ ﷺ کے ہمرکاب تھے شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے۔

ع　دولتِ او کشتِ ملّت را چوں ابر　ثانی اثنین وغار وبدر وقبر

Marfat.com

☆کھول آنکھ زمین دیکھ فضا دیکھ، کے مصداق نکلو جہاد کے لیے☆

اللہ نے اپنے محبوب پر سکینت اُتاری، ایسی کیفیت حسن و جمال نازل فرمائی کہ قلب کو تسکین ملی، کیا شانِ کریمی کی رحمت ہے کہ دنیا و مافیہا کا حزن و ملال قریب تک نہ رہا، حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے ۔یہ غارِ ثور ہے، صدیق رضی اللہ عنہ کی گود ہے، ربِ کائنات کے محبوب کا جسم اطہر ہے یہ سعادت فیوض کس قدر برکات سمیٹے ہوئے ہے، کیا شانِ جمال ہے، کیا حُسن جمال ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس ہے حکم دیا جارہا ہے ''کھول آنکھ زمین دیکھ فضا دیکھ کے مصداق نکلو جہاد کے لیے صد حیف! اللہ کی قسمیں کھا کر، مختلف انداز سے بہانے تراشتے ہیں، یہ اپنی جانوں کو خود ہلاکت میں ڈال رہے ہیں، اللہ کو اُن کے دلوں کا حال معلوم ہے جو کچھ عذر یہ کر رہے ہیں اللہ خوب جانتا ہے۔

☆اطاعتِ رسول ﷺ کی توفیق اللہ کی مرضی سے ملتی ہے☆

اے صاحب حُسن وسرور! جن لوگوں کے دلوں میں ایمان کی حرارت موجزن ہے جن کا اللہ پر کامل ایمان اور ایقان ہے اور جو یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور اولاد سے جہاد میں شریک ہونا سعادت جانتے ہیں، منافقین کا تو یہ حال ہے کہ پہلے ہی جہاد سے گریز کر رہے تھے۔ اے حبیب ﷺ! اُنہوں نے جھوٹے حیلے تراش کر جہاد میں نہ جانے کی اجازت طلب کر لی ہے اور آپ ﷺ معلوم کر لیتے! تو ان دوروغ گوئی کرنے والوں کا راز کُھل جاتا، جب رسول اللہ ﷺ جہاد سے واپس تشریف لائے تو اس دوران عبداللہ بن اُبی اور اس کے ہمراہ لوگ دشمنوں سے ساز باز میں لگے رہے اور اندرونی خلفشار اور انتشار کی کوشش کرتے رہے لیکن انجامِ کار یہ ہوا کہ اسلام فتح ونُصرت سے ہمکنار ہوا، منافقین کی بھی عجیب کیفیت احوال ہے، جب مسلمانوں کو نوید مسرّت کامیابی اور بھلائی ملتی ہے تو یہ بات ان کو خاطر معصوم پر گراں گزرتی ہے کیونکہ یہ تو اللہ کی رحمت اور انعام سے محروم رہتے ہیں۔ مؤمن کی شان تو یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ نے تو مؤمن کے حق میں فتح مقدر کر دی ہے، اگر اسے فتح ملے تو بھی کامیاب، شہادت ملے تو بھی کامیاب، رہا کافر تو ہر طرح ناکام ہے''۔(بحوالہ فی ظلال القرآن از جلد سوئم از سید قطب شہیدؒ)

اے راہِ حق کے متوالو! کیا تمہیں معلوم ہے اطاعت رسول کو توفیق اللہ کی مرضی سے ملتی ہے اور نیکی کرنے کی سعادت بھی اللہ کی رضا سے ملتی ہے، نافرمان اور بدعقیدہ لوگوں کا طرزِ عمل تو یہ ہے کہ محض زبان سے اللہ کا اقرار ہے ''یہ نافرمان لوگ منافقت کے اسیر ہیں اور جہاد سے جی چراتے ہیں''۔(بحوالہ اسرار التنزیل جلد سوئم از محمد اکرم اعوان)

ان کو تو یہ عادت ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں تو بھی بے دلی سے، منافق بظاہر عبادت بھی کرتا ہے، لیکن نفاق کُفر کے بدترین اثرات اس میں پائے جاتے ہیں۔ منافقین ہر وقت احساسِ خوف کی صورت میں رہتے ہیں، گیتیٔ کائنات میں ان کی نیرنگی خیال کی مستی باطنی بے قراری اور دلی پریشانی کی صورت اختیار کیے رہتی ہے، ان پر انجانا سا خوف ہر وقت طاری رہتا ہے کیونکہ اُنہیں پتہ ہے یہ مادی آسائشوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں ان کو ڈر یہ ہے کہ اُنہیں اس بات کا انکشاف نہ ہو جائے کہ اُنہیں حرام وحلال کی تمیز ہی نہیں! احکامات باری تعالیٰ کے انکاری، ذہنی دباؤ اور اندرونی

Marfat.com

خلفشار کے شکار ہیں اس لئے کہ نفاق کا مرض ان میں سما گیا ہے یہ ایک بڑا عذاب ہے۔

☆ہستی اپنی حباب کی سی ہے　یہ نمائش سراب کی سی ہے☆

اے صاحبِ آرزو! جانے آج کے مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے، کافر معاشرہ کو اپنانے کے لئے کوشاں دولت کی طلب میں لگے ہوئے ہیں، یہ خواہش ایسی ہوگئی ہے کہ دنیا کا مال ومتاع نظر آتا ہے تو دین کو چھوڑ کر اس ثروت کو پانے میں لگے رہتے ہیں۔ یہ منافقین کی فطرت بھی عجیب ہے، آپ ﷺ خیرات اور صدقات عنایت فرماتے ہیں تو اس سے قطعی مطمئن نہیں ہوتے (حضورِ اکرم ﷺ سے بڑھ کر کون انصاف کرنے والا ہے)، طعنہ زنی کرتے ہیں، بلکہ یوں کہیے ناروا تنقید ان کا مزاج ہو گیا ہے، زیادہ کچھ مال ومتاع مل جائے تو اظہارِ خوشی اور کم پاتے ہیں تو اظہارِ برہمی کرتے ہیں اور حقیر جانتے ہیں کیا اُنہیں خبر نہیں! یہ زندگی!۔ ع ہستی اپنی حباب کی سی ہے، یہ نمائش سراب کی سی ہے۔　میر تقی میر

صدقات کی تقسیم کا عمل اللہ جلِ شانہٗ کا مقرر کیا ہوا ہے

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں

اے اہلِ حُسن وعشق! صدقات کی تقسیم کا عمل اللہ کا مقرر کیا ہوا ہے صدقات واجبہ کی تقسیم محض اندازے سے نہیں ہو سکتی باری تعالیٰ نے زکوٰۃ کی تقسیم کسی نبی کے ہاتھ میں نہیں دی ہے، زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ارشاد فرمائے گئے۔ (۱) فقیر۔ (۲) مسکین۔ (۳) عاملین، حکومت وقت کی طرف سے مقرر کردہ جو تحصیل زکوٰۃ پر مامور ہیں۔ (۴) تالیف قلب ان میں ان لوگوں کا شمار ہے جنہیں خوف لاحق ہو کہ قبولِ اسلام کے بعد وہ مُفلس ہو جائیں۔ (۵) غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے یا جنگی قیدیوں کی ضرورت کے لیے۔ (۶) تاوان ادا کرنے کے لئے، یا مقروض کا قرض اُتارنے کے لئے۔ (۷) اللہ کی راہ میں جہاد فی السیف کرنے یا اصلاحی وتبلیغی ضرورت مصالح کے اُمور کے لئے۔ (۸) وہ مسافر جو سفر کی حالت میں صاحبِ نصاب نہ رہا ہو۔

اے اہلِ آرزو! منافقین کا تو یہ حال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں یہ نبی کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔

☆احکامِ دین کے ساتھ تمسخر کرنا کُفر ہے☆

اے صاحبو! جو لوگ دُکھ پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اہلِ نفاق کو یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ مسلمانوں پر کہیں ایسی سورت نہ اُتار دی جائے، جس سے ان کے نفاق کا معاملہ عیاں ہو جائے جو رُموز ان کے دلوں میں مخفی ہیں ان کا اظہار نہ ہو جائے، ان کے تمسخرانہ اندازِ تکلّم کو تو طشت بام ہونا ہے یہ اندازِ گستاخی کب تک راز رہے گا یہ راز باطن ظاہر ہو گیا ہوا یوں کہ سورۃ مبارکہ کا نزول ہوا مسلمانوں کو خاص خاص منافقوں کی منافقت کا پتہ چل ہی گیا، اللہ اور اس کے احکامات تسلیم نہ کرنا جُرم ہے، احکامِ دین کے ساتھ تمسخر کرنا کُفر ہے اور عذاب کی گرفت میں آنا ہے یہ جُرم اس قدر شدید قابل، گرفت ہے جس سے توبہ بھی سلب ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

☆ ''منافق مرد اور منافق عورتیں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں'' ☆

اے صاحبِ حُسن وسُرور اچھی طرح جان جایئے! منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہی ہیں، بالفاظ دیگر ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں، بُرائی کے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور بھلے کاموں سے روکتے ہیں، رسم ورواج اپنانے، دکھلاوا کرنے میں پیش پیش ہیں، اور حرام کاموں میں اپنی دلی مرضی اور فراخ دلی سے خرچ کرتے ہیں، لیکن جہاد کے لیے رقوم دینے میں، حصّہ لینے میں اُن کے دلِ حزیں میں گھٹن پیدا ہوجاتی ہے اس لئے اللہ نے ان منافقوں کو اپنی رحمت اور فضل سے محروم کردیا ہے اور مسلمانوں کی نظر میں اللہ نے اُنہیں رُسوا اور ذلیل کردیا ہے، ان پر اللہ کی پھٹکار اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔

اے صاحبو! ذرا سوچو تو سہی آج بھی وہی اندازِ فکر ہے آج کے دور کے اعتراضات سُن کر محسوس ہوتا ہے وہی انداز سوچ جو کل تھا، آج بھی وہی ہے جو گستاخانہ سلوک ابتدائے اسلام میں کُفار ومشرکین کا تھا وہی آج تہذیبِ نو کے علمبر دار نے اپنالیا ہے، بُتوں سے اُمیدیں، خدا سے نااُمیدی، کے مصداق ہر شخص یہود ونصاریٰ کی حرکات وسکنات اور عمل اپنانا چاہتا ہے درحقیقت اس میں خاصی حد تک نفاق کے مہلک جراثیم ہوتے ہیں، مجھے کہنے کی اجازت دیجیے! ضروری ہے اب کے ہر مسلمان اپنا محاسبہ کریں! فکرِ دین کی راہ اپنایئے۔

جب کہ اللہ کے حبیب ﷺ واضح رُشد وہدایت ان لوگوں کے سامنے لے کر آئے تو اُنہوں نے پیروی کرنے سے انکار کیا۔ اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ تمام منافق اور کافر، اس دنیاوی زندگی گذارنے کے بعد دوزخ کی آگ میں پڑے رہیں گے یہ اللہ کے غضب وعتاب کے مستحق ہوں گے، سابقہ قوموں کے لوگ بھی گیتیٔ کائنات میں مال ودولت اولاد اور سلطنت کی قوت وطاقت سے سرشار ہوکر گمراہی میں مُبتلا تھے ان کو احساس نہیں ہوا کہ ظُلم کا نتیجہ کیا نکلا، کیا اُنہیں پتہ نہیں کہ قوم نوح، قوم عاد وثمود کے ساتھ کیا ہوا تباہی وبربادی سے ہمکنار ہوئے، تم بھی چند روز کی زندگی کے لیل ونہار سے فائدہ اُٹھالو اللہ کے عذاب سے کیونکر نجات پاسکتے ہو! مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں تو ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں ان کی زندگی کا مقصد دین کی سرفرازی ہے کے مصداق وہ نماز کا اہتمام کرتے ہیں، عبادت باری تعالیٰ میں مصروفِ عمل رہتے ہیں، اُنہیں مال کی طلب نہیں! ہمیشہ ہر وقت وہ اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں یہی لوگ دنیا وآخرت میں کامرانی کے مستحق ہیں۔

☆ کافروں اور منافقوں سے جہاد کا سلسلہ عزم جاری رکھو! ☆

اے راہِ حق کے طلب گارو! کافروں اور منافقوں سے جہاد کا سلسلہ عزم جاری رکھو! ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ، ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے چنانچہ آیت ۲۹ سورۃ الفتح پارہ ۲۶ حٰمٓ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں۔

اللہ کے محبوب کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ شفیق اور مہربان ہیں، آپ ﷺ کی اس صفت کا اظہار آیت ۱۲۸ سورۃ توبہ میں آیا ہے:

Marfat.com

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

جو تمہاری منفعت کے بہت بڑے خواہش مند رہتے ہیں، ایمانداروں کے ساتھ شفیق اور مہربان ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے منافقین کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا ''ایک عرصہ تک آپ ان سے صرف نظر کرتے رہے اور چشم پوشی فرمائی لیکن اب صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا، خوش اخلاقی کی بھی ایک حد ہوتی ہے''۔ (ماخوذ فی ظلال القرآن جلد سوئم از سید قطب شہیدؒ)

نرمی کا دور ختم ہوا، سختی کا تقاضا ہو تو سختی سے پیش آنا لازمی ہے۔ منافقین کی فطرت طبع بھی عجیب ہے بدکرداری کا عمل تو دیکھئے اللہ کی نعمتیں پا کر بھی شکر ادا کرنے کے بجائے کُفرانِ نعمت کر رہے ہیں ان کا فرانہ اور منافقانہ طرزِ عمل کی وجہ سے ان سے سختی برتنے کا حکم ملا ہے یہ دروغ گو، فاسد اور سازشی ہیں اللہ نے فضل کیا کہ مسلمانوں کو ان کی فتنہ پرداز کاروائی سے بچالیا۔

☆ منافق کے لیے اللہ کا غضب اور عتاب ہے ☆

اے نورِ دشوق کے متوالو! ذرا سوچو تو سہی! منافقین کے لیے اللہ جلِ شانہٗ کا غضب اور عتاب ہے ان کے لیے دعائے مغفرت مستجاب نہ ہوگی، اصل بات تو یہ ہے کہ منافق جو عہدِ میثاق کرتے ہیں اس کی پاس داری نہیں کرتے، ان کا خیال وہم و گُمان ہے کہ باری تعالیٰ ان کی مخفی بات اور رازوں کو نہیں جانتا یہی ان کی بھول ہے اللہ جلِ شانہٗ سب کچھ جانتا ہے۔ مقامِ غور و فکر ہے کہ آج جدید معاشرہ، شبِ ظُلمت کی تاریکی میں ڈوب گیا ہے معاشرتی ترقی ہو کہ اقتصادی خوش حالی، زندگی کے ہر موڑ پر علامات پائی جاتی ہیں، اب ذرا بتاؤ تو سہی اتحادِ عمل کی کیا صورت نکل سکتی ہے یکجہتی کا عنصر کیونکر غالب ہوسکتا ہے، کیا ہم میں منافقت کا رنگ نہیں غالب ہے مغربی تہذیب کے آذر نے ایسے صنم تراش لیے ہیں اور ہر وقت تخریب کاری میں مصروف عمل ہیں یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ ہماری سیاست اور معیشت اور معاشرتی زندگی تباہی کی طرف مائل ہے۔ ذرا سوچئے تو سہی! ذرا جان جائیے منافق کے دام فریب میں اُلجھ کر دھوکہ نہ کھائیے سورۃ البدر آیت ۱۰ پارہ ۳۰ عَمّ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ'' ہم نے دکھا دیئے ہیں اس کو دونوں راستے خیر بھی اور شر بھی، ایمان کی سعادت بھی عطا ہوگی اور شقاوت بھی، اب فیصلہ آپ کیجیے!۔

☆ کس قدر بدنصیبی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری سے محروم رہا جائے ☆

اے طالبِ حُسن و عشق! سوچو تو سہی کس قدر بدنصیبی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری سے محروم رہا جائے آپ ﷺ کی اطاعت سے نافرمانی اختیار کرنے والے خوش ہیں، کہ مال بھی بچا جان کو بھی امان مل گئی اُنہیں اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ اللہ کے حبیب کی اطاعت ترک کر کے وہ ہیبت ناک مصیبت میں اپنے آپ کو گرفتار بلا کر رہے ہیں، ترکِ اطاعتِ رسول ایک گناہ ہے، جس کے ساتھ ابدی رنج والم ہے وہی آئی جہنّم کی آگ اس سے بہت سخت ہے، کیسی کم نصیبی کی علامت ہے، اللہ کے حکم سے انحراف کر رہے ہیں! کیسی کھٹن منزل ہے! سوچ رہے ہیں اللہ کی راہ میں صدقات، خیرات کی ادائیگی سے بچ گئے۔ تمہاری بدقسمتی ہے حزب اللہ کے ساتھ تمسخر کر رہے ہیں لُطف اندوز ہو رہے ہیں! عنقریب علم ہو جائے گا اس کا انجام کیا ہے! مدتوں آتشِ جہنّم میں روتے رہو گے نجات ناممکن ہے عنقریب آغوشِ موت میں جانا ہے، وہ تمہیں آکر

Marfat.com

گھیرے گی جانو! تو سہی! رُسوائی تمہارا مقدر ہے تم لوگ میرا ساتھ دینے والے بن کر نہیں نکل سکتے۔ جاؤ! جاؤ اسی حالت میں پیچھے رہنے والوں کے ہمراہ رہو، اب تمہیں توفیقِ جہاد ہونے کی نہیں! اب اپنا انجام بھگتو!۔

سورۃ التوبۃ رکوع ۱۱ آیت ۸۱ تا ۸۹ کا خلاصہ

ارکانِ دین سے تمسخر منافقت کی دلیل ہے

ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں!

اے صاحبو! تم کو خبر نہیں مگر ایک سادہ لوح کو جس کے پاس دولت ثروت زیادہ ہے اور وہ بے دین ہے تو ایسا انسان اللہ کے ذکر وفکر سے غافل ہو جاتا ہے بُری خصلت دل میں اُبھرتی ہے، تکبّر آ جاتا ہے اور اس کے نتیجہ سے بے خبر ہو کر اولاد نافرمان پیدا ہوتی ہے، والدین کی رُسوائی کا موجب ہوتی ہے، جس کی نوعیت یہ کام دنیائے رنگ و بُو میں کر رہے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا یہ بہت کم ہنستے اور روتے زیادہ! صد حیف! آج اُنہیں سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کاش یہ لوگ کچھ سمجھتے کل قیامت میں ان کا انجام کیا ہوگا، وہ نافرمانی کی حالت میں مر گئے! ارکانِ دین سے تمسخر منافقت کی دلیل ہے ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ یہ ایک بڑی سزا ہے جو منافق کے حصّے میں آئی آخرت کی شفاعت سے محرومی کا یہ منظر اور پسِ منظر موت ہی سے واضح ہو گیا ہے۔

سورۃ التوبۃ رکوع ۱۲ آیت ۹۰ تا ۹۳ کا خلاصہ

جہاد کے لئے جنہوں نے اجازت طلب کرنے کی زحمت بھی گوارہ نہیں

اُنہیں توبہ کی توفیق مہلت بھی نہ ملی

اے راہِ حق کے طلب گارو! بات تو سچ ہے مدینہ منورہ سے باہر کے قبائل میں کچھ نا سمجھ ایسے بھی تھے جو کسی حقیقی عذر کے سبب سے جہاد میں حصّہ لینے سے قاصر رہتے تھے ان میں کچھ منافق بھی شامل تھے جو حیلہ بہانہ کرتے رہے جہاد کے لیے اُنہوں نے اجازت طلب کرنے کی زحمت بھی گوارہ نہیں کی، اور اُنہیں توبہ کی توفیق مُہلت بھی نہیں ملی، بعض کا دعویٰ دین اور ایمان صداقت پر مبنی نہ تھا اُن کے لئے دردناک عذاب کے سوا اور کیا ہے!

اے صاحبو! جو لوگ معذور تھے ضعیف تھے، کچھ بیماری میں مُبتلا تھے، کچھ کے پاس سواری کے وسائل نہ تھے ایسے لوگوں کو تو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا ❶ البتہ ایسے لوگ قابلِ گرفت ہیں! جو لوگ خانہ نشین عورتوں کا ساتھ دینے پر مسرور ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے اس لیے وہ جانتے ہی نہیں کہ جہاد میں دنیا و آخرت کے لئے کیا فائدے ہیں۔

کچھ ایسے بھی لوگ تھے جن کے پاس جنگی قوت تو تھی، لیکن انہیں سواری میسّر نہ تھی، اور طویل سفر پر نہیں جا سکتے تھے۔ ایسے لوگ مجبوری کی بنا پر رہ گئے، لیکن اُن کے دل افسردہ تھے، اور آنسوؤں سے اشک جاری تھے کہ اعزاز جہاد کی سعادت سے عارضی مجبوری کی بنا پر محروم ہو رہے ہیں۔ جہاد کی سچّی چاہت کی یہ کس قدر حسین امتزاج ہے۔

---

❶ ...... جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ تھے جن کے دل جہاد میں شرکت کے متمنی تھے، جو مجاہدین سے اظہارِ اُلفت کرتے، اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دشمنی رکھتے! ایسے لوگ جہاد میں شرکت سے محروم رہتے تو اُن پر کوئی گناہ نہیں!۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

احوالِ واقعی

جرات ملی خیال ملا اور قلم ملا

یہ سب ملے تو قرآن پہ اِذنِ رقم ملا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ! تفسیر عزیزی کا پارہ وَاعۡلَمُوۡٓا (۱۰) اشاعت وطباعت کے مرحلے سے گذر کر آپ کے زیرِ مطالعہ ہے۔ قرآن پہ اذن رقم ملا، کی سعادت ملی، ۱۲ ربیع الاول کی مبارک ساعت جب کائنات سے تاریکی دور ہوئی نورِ مجسم کی آمد آمد ہوئی ظلمتِ شب گذر گئی تو نورِ مجسم محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس جلوہ فگن ہوئی، ''صبحدم دروازہ خاور کھلا'' کے مصداق رحمت کی ساعت آئی نعمتِ عظیم سے دنیا منور ہوئی، شکر صد شکر، یہ برکت کی گھڑی باعثِ اکرام وانعام ہے

توفیقِ رحمت اور اللہ جل جلالہٗ کے فضل وکرم سے حسبِ وعدہ پارہ دہم آپ کے ہاتھوں میں ہے ذوق وشوقِ قرآن فہمی کو اُجاگر کرنے کی سمت، میری تحریر اور کاوش کو آپ نے تحسین کی نظر سے دیکھا، آپ کی نوازشِ کرم اور عنایت کا خلوصِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں! **جزاکم اللہ**

اگر میرے مطالعہ میں مُتقدمین کی تفاسیر وتشریحات نہ ہوتیں، جن کی علمی، فکری اور قرآنی خدمات میرے لئے علمی خزانہ ہے جنہوں نے قرآن کی ہر زاویہ نظر سے تشریح کی، آپ کے زیرِ مُطالعہ مختصر تشریح وتوضیح انہیں عُلماء کرام اور مُفسّرین کی خُوشہ چینی ہے۔

اگر اس میں کوئی خوبی پائی جائے تو یہ انہیں اکابرینِ ملّت کا طفیل اور تحفہ ہے اگر کوئی کمی یا خامی پائی جائے، تو یہ میری اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا نتیجہ ہے۔

باوجود احتیاط کے بشری تقصیر کی وجہ سے ترجمۂ قرآن، اظہارِ بیان مفہوم ومعنیٰ اور مطالب میں کوئی کوتاہی، غلطی ہوگئی یا رہ گئی ہو، تو میں اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتا ہوں۔

اربابِ ذی علم سے میری استدعا ہے کہ انہیں کوئی فروگذاشت نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ان استدرات سے استفادہ کیا جائے۔ اے اللہ! اپنی رحمتِ خاص سے اس تحریری کوشش کو بھی اپنی مُربّیانہ بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما! آمین۔

اور تفسیرِ عزیزی کی اشاعت کا ثواب میرے والدین کے نامۂ اعمال میں ثبت فرما۔ آمین۔

آخر میں اُن تمام بزرگوں، احباب واغیار کے لئے اظہارِ تشکّر، جنہوں نے میرے کام میں رہنمائی فرمائی۔ جزاکم اللہ

وَاٰخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

دعا گو و دعا جو

محمد لقیط خان عفا اللہ عنہ

المرقوم

۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۷ فروری ۲۰۱۱ء

۱۸/۹۲۷ سمن آباد فیڈرل بی ایریا کراچی، پاکستان

Marfat.com

قواعدِ عربی کے چند آسان اُصول

۱)......کلمہ: ہر بامعنیٰ لفظ کو "کلمہ" کہا جاتا ہے اس کی تین اقسام ہیں (ا) اسم، (ب) فعل، (ج) حرف۔
(ا) اسم......وہ ہے جو کسی شئے کا نام ظاہر کرے مثلاً کِتَاب (کتاب)، مَاءٌ (پانی)
(ب) فعل......جو کسی کام کے ماضی (گذشتہ)، موجودہ اور آئندہ ہونے کے معنی کا اظہار کرے۔ ماضی: گذرا ہوا زمانہ، حال: موجودہ زمانہ، مستقبل: جن میں آنے والا زمانہ پایا جائے، مثال کے طور پر ذَھَبَ: وہ گیا، یَذْھَبُ: وہ جاتا ہے یا جائے گا۔
فعل کی چار اقسام ہیں، ماضی، مضارع (حال و مستقبل)، امر و نہی
(ج) حرف......جو اسم اور فعل کے مابین رابطہ کا کام سرانجام دے، یا باہم دو اسم کو ملا کر ان کے معانی پورے کرتا ہو، کسی بھی حرف کے معنی دوسرے لفظوں سے حل کروا ضح ہوتے ہیں۔
عربی زبان کے چند حروف اور ان کے عمومی معانی: فِیْ (میں)، مِنْ سے، کَ مانند، عَلٰی پر، اِلٰی طرف، عَنْ سے، حَتّٰی تک یا یہاں تک، بِ ساتھ، لِ لئے وغیرہ وغیرہ، الفاظ کے ساتھ مثالیں۔ فِی الْجَنَّۃِ: جنت میں، اِلَی الْبَیْتِ گھر تک، عَلَی الْمَلٰئِکَۃِ فرشتوں پر۔

۲)......حرکات عربی......(َ) زبر، (ِ) زیر، (ُ) پیش، میں سے ہر ایک کو حرکت کہا جاتا ہے، اور اعراب بھی کہا جاتا ہے دو زبر (ً) دو زیر (ٍ) دو پیش (ٌ) کو تنوین کہا جاتا ہے جس حرف پر تشدید (ّ) ہو وہ مُشدّ دکہلاتا ہے، مثلاً مُحَمَّدٌ میں دوسرا "میم" مُشدّد ہے۔
(ا)......رَفع یا ضمہ پیش (ُ) کو کہتے ہیں۔ وہ حرف جس پر (ُ) پیش ہو مَرْفُوع کہلاتا ہے اور وہ لفظ بھی مَرْفُوع کہلاتا ہے جس حرف کے آخر میں پیش ہو جیسے کِتَابُ یا کِتَابٌ اس میں بُ، بٌ مرفوع ہیں اور کِتَابُ کِتَابٌ دونوں مرفوع ہیں۔
(ب)......نَصب، فَتحہ: (َ) زبر کو کہا جاتا ہے اور مَنصُوب، مفتوح وہ حرف، لفظ ہے جس کے آخری حرف پر (َ) زبر یا (ً) دو زبر ہوں۔ جیسے رَحْمَۃَ، رَحْمَۃً، میں ر، م، اور ۃ مفتوح ہیں اور رَحْمَۃَ پورا مفتوح ہے اس لئے کہ آخری حرف پر زبر (َ) یا دو زبر (ً) ہیں۔
(ج)......جَر یا کسرہ (ِ) کو کہا جاتا ہے مجُرور یا مکسور وہ حرف یا لفظ ہے جس پر، یا جس کے آخری حرف پر زیر (ِ) یا (ٍ) دو زیر ہوں جیسے نَفْسِ نَفْسٍ۔
(د)......سُکون: جزم (ْ) کو کہا جاتا ہے اور مجزوم یا ساکن وہ حرف یا لفظ ہے جس پر، یا جس کے آخری حرف پر جزم ہو مثال کے طور پر لَمْ یَفْتَحْ۔

۳)......مذکر اور مؤنث: ہر اسم ان دو حالتوں مذکر اور مؤنث میں ہوتا ہے۔ مذکر کی مثال: رَجُلٌ، مرد، اَحْسَنُ، خوبصورت حسین مرد۔ مؤنث کی مثال:......اِمْرَاۃٌ، عورت۔ حُسْنٰی، خوبصورت عورت۔

۴)......واحد تثنیہ اور جمع، ایک کو واحد، دو کو تثنیہ اور دو سے زائد کو جمع کہا جاتا ہے۔ واحد مذکر کی مثال...... عَبْدٌ بندہ، عَابِدٌ عبادت گزار۔ واحد مؤنث کی مثال......عَابِدَۃٌ، عبادت گزار عورت، مُؤْمِنَۃٌ، ایمان والی عورت۔
(ا)......تثنیہ بنانے کا قاعدہ: واحد کے آخر میں ان یاین لگانے سے تثنیہ بن جاتا ہے ان دونوں سے پہلے والا حرف مفتوح ہونا چاہیے۔ مثلاً عَبْدٌ سے عَبْدَیْنِ، اَمَۃٌ سے اَمَتَیْنِ۔
(ب)......جمع بنانے کا قاعدہ (یعنی جمع سالم) اسم واحد مذکر کے آخر میں وْنَ بحالت رفع یاینَ (بحالت نصب و جر) بڑھانے سے جمع بن جاتا ہے اسے جمع سالم کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں واحد کی صورت سلامت رہتی ہے۔ مثال کے طور پر مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ، (بحالتِ رفع) یا مُسْلِمِیْنَ، (بحالت نصب و جر) مُؤْمِنٌ سے مُؤْمِنِیْنَ اسم مؤنث ہونے کی صورت میں اس کے آخر میں، ات کا اضافہ ہوتا ہے، یعنی علامت مؤنث کو حذف کر کے، اگر پہلے سے موجود ہو جیسے مُسْلِمَۃٌ سے مُسْلِمٌ پھر، مُسْلِمَاتٌ۔

(ج)......جمع مکسر: یہ جمع کی ایسی قسم ہے جس کے بنانے کا کوئی خاص قاعدہ /اُصول نہیں، بلکہ یہ صرف سننے پر یا چند مخصوص اوزان پر آتی ہے اسے جمع مکسر کہا جاتا ہے اس لئے کہ اس میں واحد کی صورت ٹوٹ جاتی ہے مثال کے طور پر، رُسُلٌ، رَسُوْلٌ کی جمع ہے، یاد رہے! بہت سارے لفظوں کی تذکیر وتانیث، وحدت اور جمع غیر قیاسی ہوتی ہے گویا ان کا کوئی قاعدہ /ضابطہ نہیں ہوتا، جس کی رو سے وہ بنیں، ایسے لفظوں کو "سماعی" کہا جاتا ہے جو اہلِ زبان سے سُنے گئے ہوں۔ مثال: خَلِیْفَۃٌ واحد مذکر اس کی ۃ تانیث کی نہیں ہے اسی طریقہ سے سَنَۃٌ (سال) جو مؤنث ہے اس کی جمع سِنُوْنَ آتی ہے (جو خلافِ قیاس ہے) اِمْرَاۃٌ کی جمع نِسَاءٌ آتی ہے اسی طرح سے اَرْض مؤنث کا صیغہ ہے (جو بظاہر مذکر معلوم ہوتا ہے)۔

۵)......قیاسی اور سماعی الفاظ: جو الفاظ کسی قاعدہ کی رو سے بنائے جائیں انہیں قیاسی کہا جاتا ہے جو بغیر کسی کُلیّہ کے یعنی اہلِ زبان کی گفتگو کے مطابق بولے جائیں انہیں سماعی کہا جاتا ہے۔

۶)......مرکبات: دو یا دو سے زائد کلمات باہم مل کر مرکب بنتے ہیں، مرکب کی دو اقسام ہیں۔
(ا) مرکّب تام: مرکب تام وہ ہے جس میں کوئی بات پوری طور پر سمجھ میں آجائے مثال: اَللّٰہُ لَطِیْفٌ: اللہ باریک بین ہے، اَلرَّجُلُ حَسَنٌ: مرد حسین ہے۔
(ب) مرکب ناقص: مرکّب ناقص وہ ہے جس میں بات پوری طور پر سمجھ میں نہ آسکے بلکہ وہ بات اَدھوری ہی رہے۔ مثال: رَجُلٌ حَسَنٌ (کوئی ایک خوبصورت مرد) مرکّب ناقص کی کئی قسمیں ہیں پہلی کی صفت /خوبی بتائے۔ مثال: رَجُلٌ صَالِحٌ، کوئی ایک نیک مرد، یہاں لفظ صَالِحٌ لفظ رَجُلٌ کی خوبی نیکی کا اظہار کرتا ہے۔ پہلے لفظ کو موصوف اور دوسرے کو صِفت کہتے ہیں، یہ بات یاد رہے کہ اُردو میں عربی کے برعکس صِفت پہلے آتی ہے اور موصوف بعد میں آتا ہے۔ عَذَابٌ عَظِیْمٌ، بڑا رشدید عذاب، اگر موصوف واحد استعمال ہو تو صفت بھی واحد ہوگی۔ مرکّب اضافی وہ مرکّب ہے جس کے دونوں جزو اسم ہوں، اور پہلا دوسرے کی جانب منسوب ہو، اگر بزبان اردو ترجمہ کیا جائے تو بالعموم اس میں (کا، کے، کی) میں سے کوئی لفظ استعمال ہوتا ہے، مثال: رَسُوْلُ اللّٰہِ (اللہ کا رسول) اس میں پہلا لفظ رَسُوْلُ مُضاف ہے اور لفظ اللّٰہ مُضاف الیہ ہے عربی زبان میں مضاف پہلے آتا ہے اور بعد میں مضاف الیہ۔

۷)......اسمِ ضمیر: وہ اسم جو دوسرے اسم (ظاہر) کی جگہ آئے اس کو ضمیر کہا جاتا ہے مثال: یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ (اے آدم تو اپنی اہلیہ کے ساتھ رہ) اس میں اَنْتَ (تو) اور کَ، (تیری) ضمیریں ہیں، اور ان کا مَرجع (یعنی جس کی طرف ضمیر لوٹے) اٰدَمُ ہے جو اسم ظاہر ہے۔ ضمیر کی دو قسمیں ہیں، (ا) منفصل جو فقرے میں بالکل الگ تھلگ مستعمل ہو جیسے، اَنْتَ، اُوپر کی مثال میں ملاحظہ فرمائیے۔ اَنْتَ وَزَوْجُکَ (ب) متصل، جو کسی اسم یا فعل کے ساتھ مل کر ایک کلمہ کی نوعیّت اختیار کریں، جس طرح وَزَوْجُکَ میں کَ۔

۸)......اَسْمَاءُ الاشارہ: اسم اشارہ سے مراد جن سے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جائے یہ دو قسم کے ہوتے ہیں، اشارہ قریب: یہ ایک کتاب ہے، ھٰذَا کِتَابٌ اشارہ بعید کے لئے وہ کتاب ذٰلِکَ الْکِتٰبُ ان دونوں مثالوں میں ھٰذَا اور ذٰلِکَ اسماء اشارہ ہیں اور کتاب مشارٌ الیہ۔

۹)......اسم موصول: جس سے کسی خاص چیز کا پتہ چلتا ہو، اس کو اسم موصول کہا جاتا ہے، اور جس کا مفہوم اس کے بعد آنے والے جملہ سے پورا ہو، اس جملے کو اس کا صِلہ کہا جاتا ہے مثال: بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس میں اَلَّذِیْنَ اسم موصول ہے اور اٰمَنُوْا اس کا صِلہ ہے۔

۱۰)......مادہ: عربی زبان میں حروف اصلی یا بنیادی حروف کو مادّہ کہا جاتا ہے یہ مختلف انعال اور اَسْماء میں سے تین سے پانچ تک ہوتے ہیں تمام تر اسم مُشتق کے حروف اصلی اپنے صیغہ ماضی، (واحد غائب مذکر) سے پہچانے جاتے ہیں۔ مثال: ناصر اسم مشتق ہے، جس کا مادّہ نصر، نَصَرَ سے ہے، جو درحقیقت صیغہ ماضی واحد مذکر غائب ہے، نَصَرَ اس نے مدد کی، نَاصِرٌ الف کے اضافے کے ساتھ اسم فاعل ہے۔ مصدر: یعنی جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا بغیر زمانے کے معلوم ہو، کسی بھی مادّہ کے معانی کا صدور اس کے مصدر سے ہوتا ہے، مثال: عَبَدَ مادّہ ہے جب کہ عِبَادَۃٌ رعبادت کرنا، تَعْبِیْدٌ، غلام بنانا اس کے مصدر ہیں نصر مادّہ ہے اور نَصْرٌ (مدد کرنا) مصدر ہے۔

Marfat.com

۱۱)......فعل ماضی: فعل ماضی کے مختلف صیغوں کی تبدیلی ان حروف کی بناء پر ہوتی ہے، ا، و، ت، م، ن او تمن ماضی مطلق حروف کی گردان، یعنی جس کا فعل معلوم ہو، اس کو بالعموم حرف ماضی لکھا جاتا ہے فَعَلَ، اس ایک مرد نے کیا، واحد، غائب مذکر فَعَلَتْ اس عورت نے کیا، واحد غائب مؤنث، فَعَلْتَ تو ایک مرد نے کیا واحد مخاطب/حاضر مذکر، فَعَلْتِ تو ایک عورت نے کیا، واحد، مخاطب/حاضر مؤنث، فَعَلْتُ۔ میں نے کیا، واحد متکلم مذکر ومؤنث، فَعَلْنَا ہم نے کیا، تثنیہ جمع متکلم، مذکر مؤنث۔ ماضی مجہول: یعنی جس کا فاعل نہ معلوم ہو، ماضی کے پہلے حرف پر (ُ) پیش اور ماقبل آخر یعنی آخری سے پہلے پر (ِ) زیر لگانے سے ماضی معروف ماضی مجہول بن جاتا ہے جیسے فَعَلَ سے فُعِلَ۔

۱۲)......فعل مضارع: اس میں حال اور مستقبل کے دونوں معنی آتے ہیں ماضی سے پہلے ی، ت، (الف)، ن لگا کر یا اس میں کچھ تبدیلی کر کے مضارع بنایا جاتا ہے، اور انہی کو علامتِ مضارع کہتے ہیں، مضارع معروف جس کا فاعل معلوم ہو، اس کو بھی عام طور پر حروف مضارع لکھا جاتا ہے۔ مثال: یَفْعَلُ، وہ کرتا ہے، کرے گا۔ واحد غائب مذکر، تَفْعَلُ وہ کرتی ہے، کرے گی، واحد غائب مونث اَفْعَلُ، میں کرتا ہوں، کرتی ہوں، کروں گا، کروں گی، واحد، متکلم مذکر، مؤنث۔ مضارع مجہول: جس کا فاعل نہ معلوم ہو، مضارعِ معروف میں علامت مضارع کو (ُ) پیش اور ماقبل آخر کو (َ) زبر دینے سے مضارع مجہول بن جاتا ہے، یعنی یُفْعَلُ، مثال: یَعْلَمُ وہ سکھاتا ہے یُعْلَمُ وہ سکھایا جاتا ہے، یَقْبَلُ، وہ قبول کرتا ہے یُقْبَلُ وہ قبول کیا جاتا ہے۔

۱۳)......فعل امر ونہی: امر کے معنی حکم کے ہیں فعل امر وہ ہے جس میں کسی کام دینے کا حکم ظاہر ہو، فعل نہی جس میں کسی کام سے روکا جائے۔ امر حاضر جس میں مخاطب کو حکم دیا جائے، فعل مضارع کی علامت ہٹا کر اس کی جگہ، ہمزۃ الوصل، یعنی وہ وصل کر کے پڑھنے میں نہیں آتا، مثال: وَانْصُرْ اس میں "ا" نہیں پڑھا جاتا، لکھا جاتا ہے، اور آخری حرف پر جزم آ جاتا ہے، اِفْعَلْ تو ایک مرد کر، اِفْعَلِی تو ایک عورت کر، واحد مؤنث اِفْعَلَا تم دو مرد کرو، اِفْعَلُوْا تم سب مرد کرو، جمع مذکر، اِفْعَلْنَ تم سب عورتیں کرو، جمع مؤنث۔ نہی حاضر! یعنی جس میں مخاطب کو کسی کام سے روکا جائے لَا تَفْعَلْ تو ایک مرد نہ کر واحد مذکر، لَا تَفْعَلِی تو ایک عورت نہ کر واحد مؤنث۔ لَا تَفْعَلَا تم دو مرد/دو عورتیں نہ کرو تثنیہ مذکر، لَا تَفْعَلُوْا تم سب مرد نہ کرو، صیغہ جمع مذکر، لَا تَفْعَلْنَ تم سب عورتیں نہ کرو جمع مؤنث۔

۱۴)......مُعرب ومبنی: جن لفظوں کے آخر میں اعراب یا حروف بدلتے رہتے ہیں ان کو مُعرب کہا جاتا ہے، یہ اعراب اور حروف کا تبدیل ہونا قیاسی ہوتا ہے، جب کہ اس کے علاوہ جو لفظ ہیں ان کو مبنی کہا جاتا ہے۔ مثال: عِلْمٌ کو بعض مرتبہ جملے میں عِلْمًا لکھا جاتا ہے، رَحْمَۃٌ یا رَحْمَۃً وغیرہ اسم معرب ہیں۔

۱۵)......فعل ماضی کی اقسام: ماضی کے شروع میں "مَا" لگا دینے سے ماضی منفی بنتا ہے۔ ماضی قریب: ماضی پر قَدْ اضافہ کر دینے سے اکثر ماضی قریب کے معنی ہو جاتے ہیں مثال: قَدْ جَاءَ، وہ آیا ہے۔ ماضی بعید کَانَ ماضی پر لگا دینے سے ماضی بعید ہو جاتا ہے، کَانَ ذَهَبَ، وہ گیا۔ ماضی استمراری کَانَ مضارع پر لگا دینے سے یہ ہو جاتا ہے، مثال: کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ، وہ کرتے تھے۔

۱۶)......اسم مشتق وجامد: وہ اسم جو مادّہ ومصدر سے بنایا جائے، اسم مشتق کہلاتا ہے، جب کہ جامد وہ ہے جو کسی دوسرے لفظ سے نہ نکالا گیا ہو، بلکہ اپنا الگ مستقل وجود رکھتا ہو اسم مشتق کی حسب ذیل قسمیں ہیں۔
اسم فاعل: یہ اس ذات کو بتاتا ہے جو کام کرنے والا ہو، اسم مفعول: یعنی وہ ذات جس پر فعل واقع ہو، صفت مشبہ: یہ اسم اس ذات کو بتاتا ہے جس میں مصدری یا کوئی وصف پائیداری کے ساتھ پایا جائے۔ اسم تفصیل: اس ذات کو بتاتی ہے جس میں مصدری معنی اوروں کی نسبت زیادتی کے ساتھ پائے جائیں۔ اسم مبالغہ: جو کسی فعل میں کوئی خوبی، کثرت اور شدت کے ساتھ بتائے۔ اسم ظرفِ زماں، مکان۔ ظرف مکان وہ ہے جو وقوعِ فعل کی جگہ کو اور ظرف زماں وقوعِ فعل کے وقت کو بتاتا ہے۔ اسم آلہ: یہ اس آلہ کو بتاتا ہے جس سے کوئی کام لیا جائے۔ اسم صفت وہ ہے جس میں اسم فاعل اسم مفعول اور صفت مشبہ اسم تفصیل اور اسم مبالغہ موجود ہو۔

۱۷)......کلمات الاستفہام: یعنی وہ حروف جن سے کوئی سوال یا چیز معلوم کی جائے۔ مَا، مَاذَا، اَیْنَ، کَیْفَ، اَنّٰی۔

Marfat.com

حرفِ سخن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ

الحمد للہ چالیس برس سے قرآن حکیم میرے شب و روز کے فکر و نظر کا موضوع رہا ہے، اس کی ایک ایک سورت، ایک ایک مقام، ایک ایک آیت، ایک ایک لفظ پر میں نے غور و فکر کرنے کی کوشش کی ہے۔ وادیٔ علم میں قدم رکھنے کے بعد، مرحلوں پر مرحلے طے کئے ہیں، علومِ قرآن اور مضامینِ قرآن کے مباحث کا کوئی گوشہ نہیں، جس کی طرف سے حتی الوسیع ذہن نے تغافل اور جستجو نے تساہل کیا ہو، علم و نظر کی راہوں میں آج کل علمی سفر، قدیم و جدید کے عنوانات میں قدرے مشکلات کا باعث ہے، بہر نوع قرآن کا علم ایک وسیع مطالعہ اور فلسفۂ زندگی کا آئینہ دار ہے اور مجھ جیسے طالب علم کے لئے یہ منزل طے کرنا ایک سعادت بابرکت ہے، علم کا ذوق و شوق، قرآن فہمی سے لگاؤ، نے اس جذبہ کو حوصلہ دیا۔

اس تمام عرصے کی جستجو و طلب کے بعد، قرآن مجید، فرقانِ حمید کو جیسا کچھ، جتنا کچھ، سمجھنے کی اللہ تعالیٰ نے صلاحیت و توفیق بخشی، اس کتاب کے صفحات پر پھیلا دیا ہے۔

میرا واحد مقصد یہ ہے کہ ایک عام مسلمان، قرآن اور اس کی آیات کا مفہوم خود سمجھ سکے اور تعلیماتِ قرآن سے وہی نتیجہ اخذ کرے جو قرآن کا مُدّعا ہے۔

اس کلامِ پاک کے تراجم، تفاسیر اور علوم کے ہر ہر پہلو پر، ہر زبان میں قیامت تک کام ہوتا رہے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بے شک کون نہیں جانتا، قرآن کی تلاوت بھی کارِ ثواب ہے، اُس کی تلاوت آنکھوں کا نُور، دلوں کی فرحت و شادابی، چین و سکون، راحت ہے۔ لیکن اصل بات تو قرآن کو سمجھنا، اس کے لفظ میں چھپے ہوئے وسیع و عمیق معنوں پر غور کرنا، اور اس میں بیان کی گئی اَبدی ہدایت کی روشنی میں دینی و دنیوی زندگی بسر کرنا ہے۔ میں نے تفسیرِ عزیزی اُن عام پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ترتیب دی ہے جو قرآنی تعلیمات سے منوّر ہو کر اپنے آپ کو صراطِ مستقیم پر لانا چاہتے ہیں، لیکن انہیں قرآن سے استفادہ کرنا نہیں آتا۔

ہر موضوع میں، آیاتِ مبارکہ اور ان کا ترجمہ، معنیٰ اور مفہوم آپ کے زیرِ مطالعہ ہے۔ تفسیرِ عزیزی کی مدد سے ایک مسلمان کا بھی، قرآن حکیم سے قلبی لگاؤ اور حقیقی رابطہ پیدا ہو گیا اور وہ روحِ قرآن کے قریب سے قریب تر آ گیا تو یہ بات میرے لئے باعثِ طمانیتِ قلب ہو گی اور میں یہ سمجھ لوں گا کہ میری بخشش کا سامان ہو گیا۔

ایک عام آدمی کی ضرورت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے مطالبِ آیات کو عام فہم، اُسلوبِ نگارش میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہی

Marfat.com

وجہ ہے کہ اس میں نہ تفسیر کی باریکیاں ہیں نہ تفصیلی مباحث، بلکہ اختصار کے ساتھ، قرآن فہمی کے لئے ایک ترغیب ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جب تک ہم قرآن اور حدیث پر عمل نہ کریں، نہ تو ہماری دنیا سنور سکتی ہے اور نہ آخرت! بغیر قرآن اور حدیث کے ہم بھٹکتے ہی رہیں گے۔

مجھے بار بار، بلکہ ہزار بار اعتراف ہے کہ میری مساعی میری اپنی حیثیت سے بہت بڑی ہے۔ اس لئے کہ قرآن کی تشریح، توضیح اور تفہیم پر قلم اٹھانا کارِ طفلاں تو نہیں، لیکن والدین کی خواہش اور اُن کے حکم کے مطابق، اس بارِ گراں کو اٹھانے پر مجبور ہوا، حالانکہ ہمّت ساتھ نہیں دے رہی تھی، تاہم تائید غیبی سے حوصلہ ہوا۔

اگر میرے سامنے ہمارے متقدمین کی تفاسیر و تشریحات نہ ہوتیں، جن کی قرآنی خدمت ہمارے لئے علمی خزانہ ہے جنہوں نے قرآن کی ہر زاویہ سے تشریح کی، زیرِ نظر مختصر تشریح و توضیح، انہیں علمائے کرام اور مُفسّرین کی خُوشہ چینی ہے۔

اگرچہ اس میں کوئی خوبی پائی جائے، تو یہ انہیں اکابرینِ ملّت کا طفیل اور تحفہ ہے اور اگر کوئی کمی یا خامی پائی جائے تو یہ میری اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا نتیجہ ہے۔

باوجود احتیاط کے، اگر کوئی غلطی، اظہارِ بیان، مفہوم و معنیٰ اور مطالب میں ہوگئی ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتا ہوں۔
باوجود احتیاط کے بشری تقصیر کی وجہ سے ترجمہ قرآن اور تشریح میں بھی غلطی، کوتاہی اور نقص کا بھی امکان باقی رہتا ہے، اس بناء پر اہلِ دانش اور اربابِ ذی علم سے میری درخواست ہے کہ انہیں اس ترجمہ، تشریح و توضیحات، معنیٰ و مفہوم میں کوئی فروگزاشت نظر آئے، تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اِن اَستدراکات سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

آخر میں جناب انور صاحب اور محمد جاوید اقبال صاحب اور مولانا محمد شفیق صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے ذریعہ سے یہ کتاب منظرِ عام پر آئی، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہر پریشانی سے نجات دے۔

دعا فرمایئے، اللہ میری اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور تفسیرِ عزیزی کی اشاعت کا ثواب میرے والدین کے اعمال میں ثبت فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

احقر العباد

محمد لقیط خان عفی عنہ

Marfat.com

محمد شفیق

رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ اوقاف سندھ حکومت پاکستان

رجسٹریشن نمبر: R.R.OAUQ200/338

تاریخ: ۱۷/۴/۲۰۱۱

تصدیق نامہ

میں نے تفسیر عزیزی پارہ (۱۰) کے متن قرآن کریم کو بغور پڑھا جو کمی نظر آئی اصلاح کردی گئی۔

اب الحمدللہ اس میں کوئی غلطی نہیں ان شاء اللہ۔

محمد شفیق

رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ اوقاف سندھ

تفسیر عزیزی

از محمد لقیط خاں

(۱)	پارہ	تیس (۳۰)......عَمَّ
(۲)	پارہ	اوّل (۱)......الٓمّٓ
(۳)	پارہ	دوم (۲)......سَيَقُوْلُ
(۴)	پارہ	سوم (۳)......تِلْكَ الرُّسُلُ
(۵)	پارہ	چہارم (۴)......لَنْ تَنَالُوا
(۶)	پارہ	پانچ (۵)......وَالْمُحْصَنٰتُ
(۷)	پارہ	چھ (۶)......لَايُحِبُّ اللّٰهُ
(۸)	پارہ	سات (۷)......وَاِذَا سَمِعُوا
(۹)	پارہ	آٹھ (۸)......وَلَوْاَنَّنَا
(۱۰)	پارہ	نو (۹)......قَالَ الْمَلَاُ
(۱۱)	پارہ	دس (۱۰)......وَاعْلَمُوْا

تفسیر کنندگان سے طلب فرمائیے

پارہ (۱۱) يَعْتَذِرُوْنَ..................(زیرِ طبع)

ادارہ نشریات ولی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أفلا یتدبرون القرآن أم علی قلوب أقفالها

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا اُنکے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔

سورہ محمد آیت ۲۴ القرآن الحکیم

تفسیر گنجینی

پارہ (۱۰) وَاعلمُوآ

محمد لقیط خان

Marfat.com